

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ضربِ حیدری

(طبع جدید مع تخریج و تصحیح، مزید تقارین و اضافہ تحقیقات)

تالیف

شیخ الحدیث والتفسیر

پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

مکتبہ رحمۃ للعالمین

نزد NIB بینک سیٹھی پلازہ اسلمہ والی گلی بلاک 5 سرگودھا

0300-6004816--048-3215204--0303-7931327

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نام کتاب

ضربِ حیدری

مصنف

شیخ الحدیث والتفسیر

پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری دامت برکاتہم

کمپوزنگ

طارق سعید، محمد کاشف سلیم

صفحات

272

بار اول

تعداد - / 1000 اگست 2008ء

بار دوم

تعداد - / 1000 دسمبر 2008ء

بار سوم

تعداد - / 1000 جون 2009ء

بار چہارم

تعداد - / 2000 اگست 2009ء

بار پنجم

تعداد - / 1100 جون 2010ء

بار ششم

تعداد - / 1100 جنوری 2011ء

ناشر

مکتبہ رحمۃ للعالمین نزد NIB بینک سیٹھی پلازہ اسلمہ

والی گلی بلاک 5 سرگودھا 0300-6004816

048-3215204--0303-7931327



جملہ حقوق بحق مصنف ہیں۔

ضربِ حیدری ملنے کے پتے

- ☆- رحمۃ للعالمین پہلی کیشنز بشیر کالونی سرگودھا (048-3215204/0303-7931327)
- ☆- مکتبہ رحمۃ للعالمین نزد NIB بینک سیٹھی پلازہ اسلحہ والی گلی بلاک 5 سرگودھا 0300-6004816
- ☆- جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی جھنگ روڈ فیصل آباد۔
- ☆- دارالقلم راجہ بازار جی ٹی روڈ مسجد بانا والی سرانے عالمگیر ضلع جہلم 0333-5824831
- ☆- مکتبہ الفجر تھون سرانے عالمگیر ضلع جہلم۔
- ☆- مکتبہ صراطِ مستقیم دربار مارکیٹ لاہور۔
- ☆- فرید بک سٹال اردو بازار لاہور۔
- ☆- ابو محمد عبداللہ قاری محمد سلیم نقشبندی جلالی صاحب مہتمم جامعہ جلالیہ محلہ اچھر کے شادی وال گجرات
- ☆- غوثیہ کتب خانہ اردو بازار گوجرانوالہ۔
- ☆- مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ چوک میلاد مصطفیٰ گوجرانوالہ۔
- ☆- مکتبہ تنظیم الاسلام D-121 ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ۔
- ☆- احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک اقبال روڈ راویلپنڈی (051-5558320)
- ☆- اسلامک بک کارپوریشن اقبال روڈ راویلپنڈی (051-2286111)
- ☆- مکتبہ چشتیہ بالمقابل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف۔
- ☆- مکتبہ مدنیہ ادریس مارکیٹ انارکلی بازار نزد ہسپتال روڈ چکوال۔
- ☆- غلام مرتضیٰ صاحب۔ سلطان الیکٹرک سٹور تکبیر چوک نوشہرہ (وادی سون)۔
- ☆- ذیشان بک ڈپونز دھوری مسجد ریلوے روڈ پھلوان ضلع سرگودھا۔
- ☆- دارالعلوم انوار الاسلام قاسمیہ نیو چوک دادو (سندھ)۔
- ☆- مکتبہ غوثیہ پرانی سبزی منڈی کراچی۔
- ☆- جمعیت اشاعت اہل سنت نور مسجد کاغذی بازار میٹھا در کراچی

فہرست مضامین

- ۱۔ اہم پیغام _____ ۷
- ۲۔ تقریظ استاذ العلماء حضرت علامہ عبد الرشید صاحب رضوی _____ ۸
- ۳۔ تقریظ حضرت علامہ محمد اشرف صاحب سیالوی _____ ۱۳
- ۴۔ تقریظ حضرت علامہ پیر سید محمد عرفان شاہ صاحب مشہدی _____ ۱۸
- ۵۔ تقریظ حضرت علامہ عبد الرحیم صاحب سکندری _____ ۲۰
- ۶۔ تقریظ حضرت علامہ محمد سعید احمد اسعد صاحب _____ ۲۲
- ۷۔ تقریظ حضرت علامہ محمد طیب ارشد صاحب _____ ۲۳
- ۸۔ تقریظ حضرت علامہ محمد عبد اللطیف صاحب جلالی _____ ۲۷
- ۹۔ تقریظ حضرت علامہ محمد فضل رسول صاحب سیالوی _____ ۲۸
- ۱۰۔ تقریظ حضرت علامہ محمد مختیار احمد صاحب قاسمی _____ ۳۱
- ۱۱۔ تقریظ حضرت علامہ حافظ خادم حسین صاحب رضوی _____ ۳۲
- ۱۲۔ تقریظ حضرت علامہ مفتی شیر محمد خان صاحب بھیرہ شریف _____ ۳۴
- ۱۳۔ تقریظ حضرت علامہ سید ارشد سعید شاہ صاحب کاظمی _____ ۳۷
- ۱۴۔ تقریظ حضرت علامہ غلام محمد صاحب سیالوی _____ ۴۳
- ۱۵۔ تقریظ حضرت صاحبزادہ پیر سید عظمت علی شاہ صاحب _____ ۴۶
- ۱۶۔ تقریظ حضرت صاحبزادہ پیر سید محمد نواز شاہ کرمانی صاحب _____ ۴۷
- ۱۷۔ تقریظ حضرت علامہ پیر سید شبیر احمد شاہ صاحب خوارزمی سیالوی _____ ۴۸
- ۱۸۔ تقریظ حضرت علامہ محمد ایوب ہزاروی صاحب _____ ۵۱
- ۱۹۔ تقریظ حضرت علامہ پیر میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری _____ ۵۲

- ۲۰۔ تقریظ حضرت علامہ محمد منشاء تابش قصوری صاحب _____ ۵۳
- ۲۱۔ تقریظ حضرت علامہ پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب (حافظ آبادی) _____ ۵۶
- ۲۲۔ تقریظ حضرت علامہ محمد عبدالکریم صاحب نقشبندی _____ ۵۹
- ۲۳۔ تقریظ حضرت علامہ صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری صاحب _____ ۶۰
- ۲۴۔ تقریظ حضرت علامہ غلام سرور صاحب قادری _____ ۶۲
- ۲۵۔ تقریظ حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی سعیدی صاحب _____ ۶۳
- ۲۶۔ تقریظ حضرت علامہ محمد اشرف آصف جلالی صاحب _____ ۶۴
- ۲۷۔ تقریظ حضرت علامہ پیر صوفی نور محمد صاحب اسلمی _____ ۷۹
- ۲۸۔ تقریظ حضرت علامہ محمد اظہر محمود اظہری صاحب _____ ۸۰
- ۲۹۔ تقریظ حضرت علامہ ملک اللہ دتہ صاحب اعوان _____ ۸۹
- ۳۰۔ تقریظ حضرت علامہ حافظ محمد عمر فاروق صاحب سعیدی _____ ۹۰
- ۳۱۔ تقریظ حضرت علامہ محمد نصیر احمد اویسی صاحب _____ ۹۲
- ۳۲۔ مقدمہ از مصنف _____ ۹۴
- ۳۳۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مناقب _____ ۱۰۱
- ۳۴۔ تفصیلی رافضیوں کا تعارف _____ ۱۰۳
- ۳۵۔ تفصیلیوں کا طریقہ واردات _____ ۱۰۷
- ۳۶۔ قرآن میں افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ _____ ۱۰۸
- ۳۷۔ احادیث میں افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ _____ ۱۱۴
- ۳۸۔ شیخین کا اکٹھا ذکر _____ ۱۲۳
- ۳۹۔ خلفاء ثلاثہ کا اکٹھا ذکر _____ ۱۲۹
- ۴۰۔ چاروں خلفاء راشدین کا اکٹھا ذکر _____ ۱۳۲

۱۳۴

حق چار یا رکاع نہرہ

۳۱۔ صدیق کی نبی سے مشابہت اور کامل فنائیت _____ ۱۳۸

۳۲۔ مولانا علی رضی اللہ عنہ کے ارشادات _____ ۱۴۰

۳۳۔ علماء و صوفیاء علیہم الرحمہ کے اقوال _____ ۱۴۸

۳۴۔ اجماع امت _____ ۱۵۴

۳۵۔ تفصیلیوں کے سوالات کے جوابات _____ ۱۶۳

پہلا سوال صفحہ: ۱۶۳ دوسرا سوال صفحہ: ۱۶۶ تیسرا سوال صفحہ: ۱۸۱

چوتھا سوال صفحہ: ۱۹۴ پانچواں سوال صفحہ: ۲۰۱ (اعلیٰ صدیق اکبر ﷺ)

چھٹا سوال صفحہ: ۲۲۳ ساتواں سوال صفحہ: ۲۲۶ آٹھواں سوال صفحہ: ۲۲۹

نواں سوال صفحہ: ۲۳۱ دسواں سوال صفحہ: ۲۳۸ گیارہواں سوال صفحہ: ۲۴۱

بارہواں سوال صفحہ: ۲۴۴ تیرہواں سوال صفحہ: ۲۴۵ چودھواں سوال صفحہ: ۲۴۸

ایک زبردست علمی غلطی کی اصلاح صفحہ: ۲۵۱

۳۶۔ تفصیلی جلد ہی رافضی ہو جاتا ہے _____ ۲۵۳

۳۷۔ تفصیلیوں کو غلطی کہاں سے لگی _____ ۲۵۴

۳۸۔ تفصیلیوں کے بارے میں شرعی حکم _____ ۲۶۰

۲۶۰ اس موضوع پر اجماع کے قطعی یا ظنی ہونے کی بحث

۲۶۳ ان پر لفظ رافضی کا اطلاق

۲۶۶ اہل سنت کی علامت اور شناخت

۲۶۷ یہ معمولی مسئلہ نہیں

۲۶۹ چودھویں صدی کے جدید ترین علماء کرام و مشائخ عظام کے فیصلے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اہم پیغام

دین کا در در کھنے والے ذمہ دار علماء کرام کے نام

هَذِهِ الْمَسْئَلَةُ يَدُورُ عَلَيْهَا إِبْطَالُ مَذْهَبِ الشَّيْعَةِ..... وَفَسَادُهُ

أَشَدُّ مِنْ مَفَاسِدِ مَذْهَبِ الْمُعْتَزَلَةِ وَالْجَبَرِيَّةِ وَأَشْبَاهِهِمْ فَيَجِبُ عَلَى
الْعُلَمَاءِ الْإِهْتِمَامُ بِمَسْئَلَةِ الْأَفْضَلِيَّةِ..... وَحَسْبُكَ دَلِيلًا عَلَى
الْإِهْتِمَامِ بِمَسْئَلَةِ الْأَفْضَلِيَّةِ أَنَّهَا مِنْ عَلَامَاتِ أَهْلِ السُّنَّةِ

ترجمہ:- ابوبکر اور عمر کی افضلیت کا مسئلہ ایسا ہے کہ شیعہ مذہب کے ابطال کا دار
ومدار اسی پر ہے..... اس کا فساد معتزلہ اور جبریہ جیسے مذاہب کے مفاسد سے
زیادہ شدید ہے، لہذا علماء پر واجب ہے کہ مسئلہ افضلیت کو خصوصی اہمیت
دیں..... مسئلہ افضلیت کا اہتمام کرنے کے لیے آپ کو یہی دلیل کافی ہے کہ
افضلیت شیخین کا عقیدہ اہل سنت کی علامات میں سے ہے۔

(نمبر اس صفحہ ۱۳۰۲ از حضرت علامہ محمد عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ)

☆.....☆.....☆

تقریظ

استاذ العلماء حضرت علامہ محمد عبدالرشید صاحب رضوی مدظلہ العالی

قطب آباد شریف جھنگ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد! ”ضرب حیدری“ کے چند مقامات بغور پڑھے۔ مسئلہ خلافت بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق ؓ واضح ہے۔ نبی پاک ﷺ نے اگرچہ کسی کو خلیفہ بلا فصل متعین نہیں فرمایا۔ لیکن اجماع صحابہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق ہی خلیفہ بلا فصل ہیں۔
حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ سے ”(الیواقیت والجواہر“ جلد ۲ صفحہ ۷۲ مصنفہ الامام العارف الربانی سید عبدالوہاب الشعرانی) روایت ہے کہ

ودلیل اهل السنة فی تفضیل ابی بکر علی علی ؓ الحدیث الصحیح ما فضلکم ابوبکر بکثرة صوم ولا صلوة ولكن بشی وقر فی صدره وهو نص صریح فی انه افضلهم یعنی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم ؐ نے صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا اے میرے صحابہ ابوبکر صدیق تم سے زیادہ روزے رکھنے یا زیادہ نماز پڑھنے سے فضیلت نہیں لے گئے۔ بلکہ ان کے سینے میں ایک چیز موقر ہے جس سے تم سب پر وہ فضیلت لے گئے ہیں۔

یہ حدیث نص صریح ہے کہ سیدنا صدیق اکبر ؓ علی الاطلاق تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ دنیاوی اعتبار سے بھی اور ولایت کے لحاظ سے بھی۔ اس میں کوئی تقسیم نہیں کہ دنیاوی سیاست کے لحاظ سے صدیق اکبر ؓ افضل ہوں اور ولایت باطنی کے لحاظ سے سیدنا علی المرتضیٰ ؓ خلیفہ بلا فصل ہوں۔ یہ تقسیم روافض کا مذہب یا معتزلہ کا۔

اسی چیز کو علامہ شعرانی الیواقیت والجواہر میں یوں فرماتے ہیں۔

ان افضل الاولیاء المحمدیین بعد الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضوان اللہ علیہم اجمعین وهذا الترتیب بین هؤلاء الاربعة الخلفاء قطعی عند ابی الحسن الاشعری، ظنی عند القاضی ابی بکر الباقلائی۔ محمدی اولیاء میں انبیاء کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم۔ خلافت کی

ترتیب جو ان خلفاء اربعہ میں ہے شیخ ابوالحسن اشعری کے نزدیک قطعی ہے اور قاضی ابوبکر باقلانی کے نزدیک ظنی ہے۔

آگے فرماتے ہیں: ومما ثبت به الروافض في تقديمهم عليا ﷺ علي ابي بكر ﷺ حديث انه ﷺ اتى بطير مشوى فقال اللهم ائتني باحب خلقك اليك يا كل معي من هذا الطير فاتاه علي ﷺ۔

روافض جس حدیث سے علی المرتضیٰ کی تقدیم کو ابوبکر صدیق پر ثابت کرتے ہیں یہ حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھونا ہوا پرندہ لایا گیا۔ (لانے والی حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا تھیں) تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ میرے ساتھ اس پرندے کو کھانے میں وہ شخص شریک ہو جو تجھے مخلوق سے محبوب ہو تو حضرت علی المرتضیٰ ﷺ تشریف لائے۔

وهذا الحديث ذكره ابن الجوزي في الموضوعات وافرد له الحافظ الذهبي وقال ان طريقه كلها باطلة۔ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا۔ اور محدث ذہبی نے مفرد طور پر جزو ابیان کیا اور فرمایا اس حدیث کے تمام اسناد باطل ہیں۔

واعترض الناس على الحاكم حيث ادخله في المستدرک۔ تمام لوگوں نے حاکم پر اعتراض کیا کہ اس نے مستدرک میں اس حدیث کو کیوں داخل کیا۔

تلخیص مستدرک جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ مکتبہ المطابع النصار الحدیثیہ الریاض میں ہے۔

فجاءت ام ايمن فوضعت به بين يدي رسول الله ﷺ فقال يا ام ايمن ما هذا قالت طير اصبته فصنعت له لك قال اللهم جنني باحب خلقك الي و اليك يا كل معي من هذا الطير وضرب الباب وقال يا انس انظر من على الباب وقال انس فذهبت فاذا على بالباب فادخلته قال يا انس قرب اليه الطير قال فوضعت به بين يدي رسول الله ﷺ فاكلا جميعا۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا ایک بھونا ہوا پرندہ لائیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے رکھ دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے ام ایمن یہ کیا ہے؟ ام ایمن نے عرض کیا

ایک پرندہ مجھے میسر ہوا ہے، آپ کے لیے میں نے اس کو تیار کیا، تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ اپنی مخلوق میں سے محبوب ترین جو مجھے اور تجھے ہو میرے پاس بھیج جو اس پرندے کو میرے ساتھ کھائے۔ اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے انس دیکھ دروازے پر کون ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں، میں جب گیا تو علی المرتضیٰ دروازے پر موجود تھے۔ میں نے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہ پرندہ ان کے قریب کر دے میں نے ایسا کیا اور دونوں نے مل کر کھایا۔

اس حدیث کی جو حیثیت ہے وہ پہلے واضح ہو چکی۔

شیعوں کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ ؑ کی فضیلت پر یہی حدیث ہے۔ لیکن اہل سنت و جماعت کے نزدیک وہ صحیح حدیث ہے جو علامہ شعرانی نے بیان کی جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

بخاری شریف میں باب فضل ابی بکر بعد النبی ؐ یہ حدیث ہے جو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے۔

قال كنا نخير بين الناس في زمان رسول الله ﷺ فنخير ابا بكر ثم عمر ثم عثمان بن عفان۔ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۱۶ مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔ کہ ہم لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ابوبکر صدیق ؓ کو پہلے نمبر پر پھر عمر فاروق ؓ پھر عثمان بن عفان ؓ کو مختار سمجھتے تھے۔

بین السطور میں ہے۔ وزاد الطبرانی فیسمع النبی ؐ ولا یکره محدث طبرانی نے مزید یہ فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سنتے اور ناپسند نہ کرتے۔ قسطلانی میں اسی حدیث کے ماتحت ہے۔

المرا د بالبعديۃ ههنا بعدیۃ الزمانیۃ واما البعدیۃ فی الرتبة فیقال فیها افضل الامة بعد الانبیاء علیهم الصلوٰۃ والسلام ابوبکر و قد اطبقوا علی انه افضل الامة حکى الشافعی وغیرہ اجماع الصحابة والتابعین علی ذالک۔

بعديت سے مراد یہاں بعديت زمانی ہے۔ اور بعديت رتبی میں سب کا اجماع ہے

کہ بعد از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ابو بکر افضل الامۃ ہیں۔ اس میں امام شافعی وغیرہ نے حکایت کیا کہ اجماع صحابہ اور تابعین اسی پر ہے۔

اور بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۱۸ پر ہے: عن محمد بن الحنفیۃ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی ﷺ قال ابو بکر قلت ثم من؟ قال عمر وخشیت ان یقول ثم عثمان قلت ثم انت؟ قال ما انا الا رجل من المسلمین۔

حضرت علی المرتضیٰ کے فرزند ارجمند محمد بن حنفیہ سے روایت کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا لوگوں میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کون افضل ہے؟ فرمایا ابو بکر صدیق۔ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا عمر فاروق۔ مجھے خطرہ ہوا کہ اگر میں ثم من کہوں تو حضرت عثمان کا نام نہ لے لیں۔ میں نے کہا پھر آپ؟ آپ نے فرمایا میں تو مسلمانوں کا ایک فرد ہوں۔

قسطانی کے حوالے سے بین السطور میں ہے۔ وقد وقع الاجماع بین اهل السنة علی ان ترتیبهم فی الفضل کترتیبهم فی الخلافۃ۔

یعنی اہل سنت و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ فضیلت کی ترتیب وہی ہے جو خلافت کی ہے۔ یعنی ترتیب افضلیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہی خلافت کی ترتیب ہوئی۔

نیز افضلیت صدیق اکبر ﷺ علی الاطلاق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان سے جس کو امام مسلم نے یوں تحریر فرمایا۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال لی رسول اللہ ﷺ فی مرضہ ادعی لی ابابکر اباک و اخاک حتی اکتب کتابا و انی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولی و یابی اللہ و المؤمنون الا ابابکر (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ مطبوعہ اصح المطابع)۔

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مرض الوفا میں مجھے فرمایا: جا اپنے باپ ابو بکر صدیق اور اپنے بھائی کو بلا لاؤ تا کہ میں کچھ لکھ دوں مجھے خطرہ ہے کہ تمنا کرنے والا تمنا نہ کر بیٹھے۔ اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں بہتر ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور تمام مومنین اس چیز کا انکار کریں گے سوائے ابو بکر صدیق کے۔ لیکن آپ کے مرض کی کمزوری کی وجہ سے میں نے نہ بلایا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

حضرت ابو بکر صدیق کو اپنے مصلے پر نماز کے لیے مقرر فرمایا اور حکم دیا۔ مروا ابابکر یصلی بالناس۔

اہل سنت کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری زندگی میں صدیق اکبر نے سترہ نمازیں پڑھائیں۔ روافض کے نزدیک بھی شرح نہج البلاغۃ الدرۃ الخفیۃ میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری زندگی میں دو دن نمازیں پڑھائیں۔ صلی ابوبکر یومین۔

نیز اسی نماز پڑھانے کو حضرت علی المرتضیٰؑ نے خلافت ظاہری کے لیے دلیل بنایا۔ اب جو تقسیم ظاہری و باطنی کی کرتا ہے اور ظاہری خلافت دنیاوی صدیق اکبر کے لیے مانے اور ولایت باطنی کے لحاظ سے خلافت بلا فضل مولا علی کے لیے سمجھے وہ اجماع امت اور حدیث پاک اور مولا علی کی مخالفت کرے گا۔ اس کو متنبہ کیا جائے اگر قیاسی غلطی ہے تو توبہ کرے۔

اس مسئلے کو جس طرح شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام رسول قاسمی صاحب مدظلہ العالی نے مبرہن دلائل قویہ واضحہ باہرہ سے بیان فرمایا ہے، اہل سنت و جماعت پر بہت بڑا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید ان کو دین متین کی خدمت کے لیے اسی جذبہ کے ساتھ قائم و دائم رکھے۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم الامین الرؤف الرحیم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

فقط

محمد عبدالرشید رضوی

مہتمم جامعہ قطبیہ رضویہ

قطب آباد شریف

المرقوم

۱۹ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ

چک نمبر ۲۳۳ تحصیل ضلع جھنگ

بروز جمعۃ المبارک ۲۸ مارچ ۲۰۰۸ء

تقریظ

حضرت علامہ شیخ الحدیث

ابوالحسنات محمد اشرف صاحب سیالوی مدظلہ العالی

الحمد لمن هو اول قديم بلا ابتداء و آخر كريم بلا انتهاء والصلوة والسلام على من كان نبيا و آدم بين الطين والماء وعلى آله واصحابه الكرماء والشرفاء والتابعين لهم بالا حسان الى يوم الجزاء اما بعد۔

اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ جو صدیوں سے درسی کتب میں پڑھا پڑھایا جا رہا ہے اور کتاب و سنت کے دلائل حقہ اور اجماع امت کے ساتھ مبرہن انداز میں بیان کیا جاتا ہے وہ یہی ہے افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذو النورین ثم علی المرتضیٰ یعنی انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام امتوں سے یہ حضرات افضل ہیں۔ اور ان میں باہمی تفاضل کی صورت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اول درجے میں ہیں اور حضرت عمر فاروق ؓ دوسرے درجے میں ہیں اور حضرت عثمان غنی ؓ تیسرے درجے میں ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ ؓ چوتھے درجے میں ہیں۔

اس عقیدے کو اپنانے والے حضرات صدیقین بھی ہیں اور شہداء و صالحین بھی جو کہ اس عقیدے پر قائم رہے اور اس کا پرچار بھی کرتے رہے۔ اور ہم نمازوں میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے انعام یافتہ سعادت مند حضرات کی راہ پر چلا۔ اور ان سعادت مندوں میں یہ تینوں جماعتیں بھی شامل ہیں۔ تو پھر ہمیں ان کی راہ ہدایت پر گامزن ہونے اور یہ ثابت قدم رہنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہونا چاہیے۔ اور یہ تسلیم کرنا لازمی اور ضروری ہے کہ فلاح و نجات کا راستہ وہی ہے اور برحق مذہب و مسلک وہی ہے جو ان حضرات نے اپنایا کیونکہ

ایسی مقدس ہستیاں ارشادات خداوندی اور فرمودات مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے قطعاً گریز و فرار اور احترام و انحراف نہیں کر سکتیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حقیقة الفضيلة ما هو عند الله وذلك مما لا يطع عليه الا رسول الله ﷺ وقد ورد في الثناء عليهم اخبار كثير ولا يدرك دقائق الفضل والترتيب فيه الا المشاهدون للوحي والتنزيل بقرائن الا حوال فلولا فهم ذلك لما رتبوا الامر كذلك اذا كان لا تاخذهم في الله لومة لائم ولا يصرفهم عن الحق صارف (شرح مقاصد جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)۔

زیر بحث افضلیت سے مراد ان حضرات کا عند اللہ مرتبہ و مقام اور قربت و مکانت ہے۔ اور اس پر صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ ہی مطلع ہو سکتے ہیں۔ اور ان کی مدح ثناء اور تعریف و توصیف میں بہت سی احادیث اور روایات وارد ہیں اور فضل و شرف کے دقائق اور اس میں ترتیب کا ادراک اور قطعی علم قرائن احوال کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف انہیں حضرات کو ہو سکتا تھا۔ جو وحی اور تنزیل کا مشاہدہ کرنے والے تھے۔ اگر ان حضرات کو قرائن احوال اور شواہد حقیقت سے اس شرف اور فضل کا علم و ادراک اور فہم نہ ہوتا تو وہ اس ترتیب سے یہ شرف اور فضل قطعاً بیان نہ کرتے کیونکہ ان حضرات کو اللہ کی رضا و خوشنودی والے امور سے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اپنی گرفت میں نہیں لے سکتی اور حق و صواب اور صدق و راستی والی راہ سے دنیا کی کوئی طاقت انہیں برگشتہ نہیں کر سکتی تھی (بحوالہ شرح مقاصد جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)۔

لہذا ان مقدس ہستیوں میں شرف و فضل باہمی کی یہ ترتیب قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ کا مغز اور خلاصہ ہے اور اس کو اختیار کرنے میں ہماری فلاح اور کامیابی اور اخروی نجات کا سامان ہے۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ترتیب اور افضلیت میں تو

بعض حضرات کا موقف یا اختلاف منقول ہے لیکن شیخین کی افضلیت میں کسی کا اختلاف منقول نہیں۔ سوائے شیعہ اور معتزلہ کے۔ تو کیا کوئی سنی کہلانے والا شخص یہ باور کر سکتا ہے کہ عند اللہ ان حضرات کے شرف و فضل کا علم عرفان شیعہ اور معتزلہ کو تو ہو گیا مگر ہمارے اسلاف اور اکابرین اس علم و عرفان سے عاری اور خالی تھے العیاذ باللہ اور بلا دلیل اور بغیر حجت و برہان کے اس ترتیب پر مجتمع اور متفق ہو گئے۔ حاشا للہ

مولائے مرتضیٰؑ کا اپنے لخت جگر حضرت محمد بن حنفیہؑ کے استفسار کا جواب بخاری شریف میں مروی ہے۔ وہ پوچھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل شخص کون ہے؟ تو آپ فرماتے ہیں ابو بکر صدیقؓ۔ وہ پوچھتے ہیں ان کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ تو آپ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ۔ جب انہیں یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ اب اگر میں سوال کروں کہ ”ان کے بعد افضل کون ہے؟“ تو آپ یہ نہ کہہ دیں کہ حضرت عثمانؓ۔ تو آپ نے سوال کا انداز بدل کر عرض کیا ثم انت پھر آپ ان کے بعد سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے افضل ہیں تو آپ نے فرمایا ”ما انا الا رجل من المسلمين“ میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام سامرد ہوں۔

حضرت امیر معاویہؓ کے خط کا جواب دیتے ہوئے مولائے مرتضیٰؑ نے فرمایا ”ان افضلہم فی الاسلام کما زعمت و انصحہم اللہ و لرسولہ الخلیفۃ الصدیق ثم خلیفۃ الخلیفۃ الفاروق و لعمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم و ان المصاب بہما لجرح فی الاسلام شدید (نہج البلاغہ)۔ یعنی تمام اہل اسلام سے بالعموم اور صحابہ وغیرہم سے بالخصوص افضل ترین جیسے کہ تم نے کہا اور سب سے بڑے مخلص اللہ تعالیٰ کے (دین کے) اور رسول خدا ﷺ کے خلیفہ صدیقؓ ہیں۔ اور ان کے بعد ان کے خلیفہ حضرت عمر فاروق سب سے افضل اور بڑے مخلص ہیں۔ مجھے میری زندگی کے خالق کی قسم ان دونوں کا مرتبہ و مقام

اسلام میں بہت بڑا ہے اور ان کا وصال اسلام کے لیے ایسا کاری زخم ہے جو مندمل ہونے والا نہیں ہے۔ وغیر ذلک۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ ان پر اپنے فضیلت دینے والے کو مفتری اور بہتان تراش سمجھتے تھے اور اس پر حدِ افتراء لگانے کا اعلان فرماتے تھے۔ تو کیا مولائے مرتضیٰؑ کی محبت اس امر کی متقاضی نہیں ہے کہ ان کے نظریہ کو بھی اپنایا جائے اور ان کی اقتداء اور اتباع بھی کی جائے اور جس نظریہ اور عقیدہ کو بھی وہ غلط اور بے بنیاد سمجھیں اور لائقِ حد و تعزیر سمجھیں اس سے کوسوں دور بھاگا جائے بلکہ خود نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؑ کو یہی تعلیم دی اور ان کے خداداد مرتبہ و مقام سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا: یا علی ان ابابکر و عمر خیر الاولین والآخرین و اهل السموت و الارضین الا النبیین والمرسلین۔ اے علی بے شک ابوبکر اور عمر تمام اولین و آخرین سے افضل ہیں۔ اور تمام آسمانوں اور زمین والوں سے افضل ہیں۔ ماسوائے انبیاء اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے، تو مولائے مرتضیٰؑ خود یہ عقیدہ کیوں نہ اپناتے اور اپنی اولادِ امجاد کو اس پر کار بند کیوں نہ فرماتے اور ہم پر یہ عقیدہ اور نظریہ اپنانا کیونکر ضروری اور لازم نہ ہوگا؟۔

تنبیہ:- اس افضلیت والے ارشادات میں یہ پہلو متعین نہیں کیا گیا کہ وہ خلافت کے لحاظ سے ہے اور روحانی مراتب و درجات کی رو سے نہیں۔ لہذا ایسی تاویل و توجیہ کی یہاں کوئی گنجائش نہیں۔ جن حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے انکا انتخاب کیا اور انکی بیعت کی انہیں پہلے سے کیسے یقین ہو گیا تھا اور یہ علم غیب کیسے حاصل ہو گیا تھا کہ وہ خلافت و حکومت اور سلطنت و امارت میں منفرد اور ممتاز مقام کے مالک ثابت ہوں گے۔ لہذا یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح اور عیان ہے کہ انہوں نے صرف اور صرف ارشاداتِ مصطفویہ کے تحت اور انکی قربانیوں اور خدماتِ اسلام

کی وجہ سے ہی اور محبوب خدا کی ان پر رحمت و شفقت اور خصوصی نظر عنایت اور نگاہِ التفات کے تحت ہی یہ عقیدہ اپنایا ہوا تھا کہ یہ حضرات سب سے افضل ہیں۔ اور اسی عقیدے کے تحت ان کا نیابتِ مصطفویہ اور خلافت کے لیے انتخاب اسی ترتیب کے مطابق وقوع پذیر ہوا۔ اور یہ حقیقت تو خلافت کا بارگراں سنبھالنے کے بعد کھل کر سامنے آئی کہ یہ حضرات اس منصب کے لحاظ سے بھی امتیازی اور انفرادی مقام کے مالک ہیں۔ لہذا اسکو وجہِ انتخاب قرار دینا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

حضرت رہبرِ شریعت، شیخ طریقت علامہ پیر غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی و دامت برکاتہم العالیہ نے بڑے مدلل اور مبرہن انداز سے اس نظریہ اور عقیدہ کو بیان فرمایا ہے اور منکرین و مخالفین کے تمام شکوک و شبہات کو ہباءِ سنثوراً فرما دیا ہے۔ اور اہل سنت کے مذہب و مسلک کو مہرِ نمرود کی طرح روشن اور واضح فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیں ان کے فیوض و برکات اور علمی جواہر پاروں سے بیش از بیش استفادہ کی توفیق اور سعادت بخشے۔ آمین ثم آمین۔

اور تمام اہل السنۃ کو اس برحق عقیدہ و نظریہ اور سراسر راستی و صداقت پر مبنی مذہب و مسلک کو اپنانے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

احقر الانام ابو الحسنات محمد اشرف السیالوی

کان اللہ

جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام کالج روڈ سرگودھا

☆.....☆.....☆

تقریظ

مناظر اسلام حضرت علامہ پیر سید محمد عرفان شاہ صاحب مشہدی مدظلہ العالی اپنے عقائد و افکار اور نظریات کی دعوت و تبلیغ آزاد دینا ہر انسان کا بنیادی حق ہے مگر انسانی معاشرہ کا یہ بھی مسلمہ قاعدہ ہے کہ مبلغ اور داعی کو سچ اور اخلاص کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہیے۔ دورِ حاضر کی زوال پذیر اقدار میں یہ قدر بھی نہایت شرمناک ہے کہ دین و مذہب جو جھوٹ اور نفاق کی ملاوٹ کا کسی طرح بھی متحمل نہیں ہو سکتا اسکی دعوت و تبلیغ میں بھی جھوٹ اور بددیانتی کا سہارا لیا جاتا ہے، دیانت اور سچائی کا خون سرعام کیا جا رہا ہے اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کذب اور دجل کے متعفن کچرے پر کھڑا ہوا شخص بھی الوالعزم مجاہدین جیسے اعزازات اپنے ہی ہاتھوں اپنے کندھوں پر سجائے نفس پر از ہوس کو تھپکی دے رہا ہے۔ جاہ اور تعمیر ذات کے مرضِ استقاء نے بہت سوں کو زندہ درگور کیا اور کتنوں کو تباہ و برباد کیا۔ حرص و ہوس خود پسندی، خود غرضی کی بیماری ایک بندے کو کہیں کا نہیں رہنے دیتی۔ یہ مرض اپنے بیمار میں بے یقینی اور بد اعتمادی کی کیفیات پیدا کرتا ہے۔ ایسا مریض اگر کسی ہنر اور فن میں دستگاہ رکھتا ہو تو اپنے فن کو تعمیر ذات اور پرورشِ نفس کے لیے بروئے کار لاتا ہے۔ ایمان، عقیدہ، نظریہ، وفا، حمیت، غیرت جیسے الفاظ ایسے مریضوں کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتے۔ ادبِ عربی میں مقاماتِ حریری سے ہر طالب علم واقف ہے۔ اس کے کردار ابو زید سروجی کی ادبیت، دانش فصاحت و بلاغت جس کام آتی ہے ایسے کرداروں کے بھی ایسے ہی مقاصد ہوتے ہیں۔

زیر نظر کتاب ”ضربِ حیدری“ میں ایسے ہی عیار اور سیاہ دل لوگوں کے بے سرو پا نظریات کا رد و ابطال کیا گیا ہے جو اپنا ایمان اور نظریہ بھی اپنے دنیوی مفاد کے لیے فروخت کر دیتے ہیں۔

ذرا بھی نرخ ہو بالا تو تاجرانِ حرم یہ لوگ کیا ہیں کہ دو چار خواہشوں کے لیے
 گلیم و جبہ و دستار بیچ دیتے ہیں تمام عمر کا پندار بیچ دیتے ہیں
 ضربِ حیدری کے مخاطبین میں ایک بھولا طبقہ ایسا بھی ہے جو اپنی روحانی تکمیل کا ذریعہ

حضرت مولانا علیؒ کی افضلیت کے نظریہ کو سمجھتے ہیں ان کی راہنمائی کے لیے ضربِ حیدری میں بہت کچھ ہے۔

تفضیلیوں کا ایک گروہ جو نسبی تفاخر کے عفریت کے چنگل میں بری طرح جکڑا ہوا ہے اور اپنے مذموم مقاصد کے لیے مسلم سماج کی رگوں سے لہو نچوڑنے کے لیے اہل اسلام میں ”برہمن“ کا روپ دھارے ہوئے ہے ان پر بھی یہ کتاب حجت ہے۔

تفضیلیہ میں ایک بد بخت ایسا بھی ہے جو ایک ہی وقت میں ولایتِ علی کی سبائی تعریفات و توضیحات اور خلافت کی سیاسی اور روحانی تقسیم کا پرچم اٹھائے ہوئے ہے اور دوسری طرف وہابیہ خوارج کی نہ صرف اقتداء کے جواز کا قائل اور اس پر مصر ہے بلکہ عملاً اسکے اظہار پر بھی شرم محسوس نہیں کرتا اور تیسری طرف اہل سنت کی وہ تمام رسوم جنہیں وہابیہ خوارج شرک و کفر کہتے نہیں تھکتے، ان کی بھی بڑے چاؤ کے ساتھ انجام دہی سے نہیں چوکتا۔ ایسے متضاد افکار و نظریات و اعمال کو ایک شخص جب اعلانیہ تحریر و تقریر میں پیش کر رہا ہے تو احقر کو یہ لکھنے میں کوئی مشکل نہیں کہ عصر حاضر میں یہی شخص ابنِ اُبی ایوارڈ کا اولین مستحق ہے۔ اس پر فتن دور میں جو بصارت ہی نہیں بلکہ بصیرت کے لیے بھی آشوب کا دور ہے ایسی پر نفاق روش کو محسوس کرنا اور اس پر مستزاد رد و ابطال کے لیے کمر بستہ ہونا اور احقاقِ حق کے لیے اپنی علمی استعداد اور قدرت کی طرف سے بخشی ہوئی بصیرت کو بروئے کار لاتے ہوئے قلم کو حرکت دینا اتنا مبارک و مسعود عمل ہے کہ حضرت مولانا غلام رسول قاسمی مدظلہ تو مخلص عالم، شیخ طریقت اور شیخ الحدیث ہیں، راقم الحروف تو سچے اور کھرے ”رند“ کو بھی دو غلے اور کھوٹے عالموں اور زاہدوں پر ترجیح دیتا ہے۔

معزز قارئین دلائل کے گلہائے رنگا رنگ باغِ قاسمی سے خود چن لیں اور انکی بھینی بھینی خوشبو سے مشامِ ایمان و جان کو معطر کریں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کتاب کو نفع تام اور قبول عام عطا فرمائے۔ آمین

الراجی الی رحمت ربہ المنان

محمد عرفان غفرلہ الرحمن

من احفاد موسیٰ بن جعفر

تقریظ

حضرت علامہ ابوالفضل عبدالرحیم صاحب سکندری مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده۔ اما بعد:

فقیر نے حضرت مولانا پیر غلام رسول قاسمی صاحب دامت برکاتہ کی تصنیف ضرب حیدری کا از اول تا آخر مطالعہ کیا، جس کو بلا مبالغہ، افضلیت صدیق اکبر ﷺ کے موضوع پر، منفرد پایا۔ از سلف تا خلف اکابرین اہل سنت و جماعت کی مولانا صاحب نے حقیقت پسندی سے خوب سے خوب تر ترجمانی فرمائی ہے۔ راقم الحروف ایک حوالہ پر اکتفا کرتے ہوئے ”ضرب حیدری“ کی مکمل تائید کرتا ہے۔ علامہ فہامہ، قطب کامل، عارف واصل، حضرت مجدد منور امام ربانی، احمد سرہندی قدس سرہ مکتوبات شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

افضلیت ایشان بترتیب خلافت است، افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است۔ چنانچہ نقل کردہ اند آرا اکابر ائمہ کہ یکے از ایشان امام شافعی است۔ شیخ ابوالحسن اشعری کہ رئیس اہل سنت است، فرماید کہ افضلیت شیخین بر باقی امت قطعی ست، انکار نکند افضلیت شیخین مرا، بر باقی مگر جاہل یا متعصب، حضرت امیر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میفرماید کہ کسے کہ مرا بر ابی بکر و عمر فضل بدہد، مقتری است۔ اورماتازیانہ زئم۔ چنانکہ

مقتری مرا زئند (مکتوبات شریف حصہ ہفتم دفتر دوم صفحہ ۲۸)۔

تمام صحابہ کرام و تابعین و اکابرین اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے۔ اس کے برخلاف جو بھی
نیا عقیدہ نکالے گا وہ ضلالت و گمراہی ہے۔

اللہم ارنا الحق حقاً و ارزقنا اتباعہ و ارنا الباطل باطلاً و ارزقنا اجتنابہ۔

العبد الراجی عفو ربہ القویم شاہ پور چاکر (سندھ)

فقیر عبد الرحیم سکندری ۱۸ جمادی الاول ۱۴۲۹ھ، ۲۴ مئی ۲۰۰۸ء

☆.....☆.....☆



تقریظ

مناظر اسلام حضرت علامہ محمد سعید احمد اسعد صاحب مدظلہ العالی
مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد

الحمد لله نحمده ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

فقیر نے حضرت قبلہ مفتی غلام رسول قاسمی صاحب کی کتاب مستطاب ضرب حیدری کا مطالعہ کیا اور اس کو دلائل و براہین سے مرصع پایا اور اپنے موضوع پر لا جواب پایا حضرت قبلہ علامہ غلام رسول قاسمی صاحب نے پوری امت کی طرف سے حق ادا کر دیا ہے۔ اس کتاب کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی نے جو کچھ تحریر فرمایا بندہ اس سے مکمل اتفاق رکھتا ہے۔ اللہ کریم مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

محمد سعید احمد اسعد غفرلہ الاحد

مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد

☆.....☆

تقریظ

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد طیب ارشد صاحب مدظلہ العالی

مدرس مدرسہ اسلامیہ تھون سرائے عالمگیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي شرح صدورنا للإسلام بنور الإيمان ونور قلوبنا بالعلم والعرفان وجعلنا من أمة حبيبه سيد الانس والجان هو ربنا يختار عبداً لأحقاق الحق و أمحاق البطلان عند ظهور الفتن والطغيان والصلوة والسلام على من نزل عليه الكتاب فيه لكل شيء التبيان هو سيدنا خلق الله نوره من نوره قبل الأشياء وكان نبيا و آدم بين الطين والماء اخبر بلسانه ناطقا بما اليه يوحى ان افضل الناس ابو بكر بعد الانبياء فحقق هذا الفضل في الضرب الحيدري باعتصام الاصول العاصمي الشيخ غلام رسول القاسمي عند شغب التفضيلية والجهال السنية على المنابر في المساجد المنيفة والمحافل المذهبية فجزاه الله تعالى عني وعن سائر اهل السنة والجماعية وابقى فيضان تصانيفه الى يوم القيامة۔ اما بعد۔

علم، اعمال دعاء، عبادات حسن اخلاق صحت اطوار تصنيف، تاليف وعظ، تبلیغ صورت درویشاں، سلوک راہ نیکاں جیسی صفات کے حامل لوگ اس پر آشوب دور میں ہر شہر، ہر قریہ حتی کہ سر راہ بھی بکثرت مل جاتے ہیں لیکن ان میں سے ماسوائے معدودے (من یشاء اللہ) اخلاص سے معرئ نام آوری، ریاء سے محفل ہوتے ہیں۔ یہ لوگ حقیقت سے دور ہوتے ہوئے بھی نام آوری، نفس پرستی جیسے مقاصد پالیتے ہیں۔ عزت، برتری کے خواہاں، مال، زر کے جویاں یہ لوگ اسلام کے نام اور اسلاف سے نسبت کے حوالہ سے مذہبی راہنما بھی کہلاتے ہیں جبکہ دراصل یہ لوگ ننگ اسلاف ہوتے ہیں۔ عوام میں مقبولیت، شہرت اور حصول زر کی طمع، لالچ کیلئے مذہبی مجالس، محافل میں فن موسیقی کے اتار چڑھاؤ اور خوش آواز، شیریں لہجہ کے ساتھ عامۃ المسلمین کے ضعف اعتقاد کی نازک تاروں کو چھیڑتے ہوئے اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلمہ عقائد، شرعی

معمولات اور ضروریات دین کے برعکس وہ جو چاہیں بیان کر دیتے ہیں۔ بعض تو وہ ہیں جو آیات کریمہ کو بھی موسیقی کی سروں میں پڑھتے ہیں۔ انہیں نہ خوفِ خدا، نہ شرمِ مصطفیٰ اور نہ احساسِ زیاں ہوتا ہے۔ وہ اپنی فاسد مخترعات، خود ساختہ تاویلات، موضوعِ روایات بیان کر کے جہالت، گمراہی کا خود تو نمونہ ہوتے ہی ہیں مگر اسکے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی گمراہی کی تاریک وادیوں کے کنارے پہنچا دیتے ہیں۔ کم علم، جاہل، پیشہ ور مقررین اور نعت خوانوں کا یہ طبقہ واقعاتِ کربلا، شانِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں اپنی من گھڑت روایات اور فاسق، فاجر رافضی ذاکروں کے قصائد، دوہڑے عوامِ اہل سنت کو سنا کر تفضیلیت، رافضیت کو فروغ دے رہے ہیں۔ اس طبقہ میں پڑھے لکھے بھی ہیں اور کم علم، ان پڑھ بھی ہیں لیکن اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد حقہ سے صرف نظر کر کے عوام کی توجہ کے ہی طالب رہتے ہیں۔ قوم نے بھی جب وعظ، نعت سننے کا معیار علم کی بجائے خوش الحانی کو ٹھہرایا تو خوش الحان کم علم ہو یا جاہل و فاسق ہو، مذہبی اسٹیج پر اسے ہی پسند کیا جانے لگا ہے۔ مقامِ فکر ہے کہ علماء ربانین مدارس، حجروں میں بیٹھ گئے، مشائخ طریقت خانقاہوں اور حلقہ مریدین تک محدود ہو گئے اور مذہبی اسٹیج پر ایسے کم علم، پیشہ ور مقررین اور داڑھی کترے، داڑھی منڈے، فاسق، فاجر نعت خوان آ گئے جو نصوصِ شرعیہ سے ثابت عقائد، معمولاتِ اہل سنت کو تفضیلیت، رافضیت اور خارجیت کی ناپاک گرد سے آلودہ کر رہے ہیں۔ عوام، خواص کی مجالس، محافل میں صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل سنا کر باور کرایا جانے لگا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہی مقام، مرتبہ ہے، یہی تو تفضیلیت ہے جسے علماء اہل سنت نے فسق فی العقیدہ، خلاف واقع قرار دیا ہے اس پر علماء حقہ کی خاموشی اور جاہل، پیشہ ور مقررین، نعت خوانوں کی جسارت کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام اہل سنت سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل اور بعد الانبیاء (علیہم السلام) آپ کی افضلیت سے بے خبر ہوتے جا رہے ہیں۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے عظیم متاع کے اس نقصان کا ادراک کسی کو ہوا اور کوئی اس سے بے خبر رہا لیکن اس نقصان پر خاموشی ہر طرف سے رہی۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

خداوند قدوس نے اس متاعِ عظیم کے احساسِ زیاں، اس کے تدارک کے لیے ایک ایسے شخص کا انتخاب فرمایا ہے جو علمِ نافع، عملِ صالح، احیاءِ سنت، امانتِ بدعت، تحفظِ ناموسِ اصحاب، اکرامِ شعائرِ اسلام، درس و تدریس، وعظ و تبلیغ، زہد و تقویٰ حبِ خیر البریہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خیر و اصلاح، اطاعتِ خدا، اطاعتِ مصطفیٰ، ابلاغِ ہدایت، ارشادِ طریقت اور عمل بالشریعت جیسی صفاتِ حسنہ سے متصف ہے۔ میں اس شخص کو مجدد نہیں کہہ سکتا حتیٰ کہ اشارۃً یا کنایۃً بھی اسے مجدد کہنے کا روادار نہیں اس لیے کہ تفصیلیت، رافضیت اور خارجیت کے منڈلانے والے خطرات سے مسلکِ حق کو تحفظ دینے اور احقاقِ حق، ابطالِ باطل کے لیے اس شخص کی تالیف ضربِ حیدری عظیم کا نامہ ہے۔

اہل سنت کے مسلمہ عقائد پر آنے والی گرد ہٹانے، عقائدِ حقہ کو روشن کرنے کے لیے ضربِ حیدری منارۂ نور ہے لیکن ہم ضربِ حیدری کو حضور علیہ السلام کی النور رحمت، مؤلفِ مذکور کے مشائخِ طریقت کی توجہ عنایت سے اہل السنۃ والجماعۃ کے لیے عطیہ خداوندی اور مؤلف کے لیے عظیم اعزاز سمجھتے ہیں اور ایسے اعزازات عطا کرنے کے لیے خداوند کریم خود کسی خوش نصیب کا انتخاب فرماتا ہے۔

یہ عظیم، خوش نصیب شخص مفسرِ قرآن، شارحِ احادیثِ رحمتِ عالمیاں الفہیم الذکی جامع المستند فی الفقہ الحنفی شیخِ طریقت علامہ حکیم غلام رسول قاسمی مدظلہ ہیں۔ حضرت مؤلف زید مجدہ نے ضربِ حیدری تالیف کر کے شرعی ضرورت پوری کی ہے۔ ضربِ حیدری میں اجماعی مسئلہ افضل الناس بعد الانبیاء ابو بکر کو دانستگی یا نادانستگی میں مخفی کرنے کی کوششوں کا سید باب کیا گیا ہے۔ ضربِ حیدری علماء، عوامِ اہل سنت کو دعوتِ احساسِ زیاں دیتی ہے کہ اس زیاں کے تدارک کے لیے مسلکِ اہل سنت کی ترجمانی و تحفظ اور منبرِ وعظ کے تقدس کے لیے

مشائخ و علماء اہل سنت اپنا فریضہ ادا کریں اور عوام اہل سنت جاہل، پیشہ ور مقررین، نعت خوانوں کی حوصلہ شکنی کریں اور انہیں مذہبی اسٹیج کی زینت بنانے سے اجتناب کریں۔ ضرب حیدری میں سیدنا حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی امتیازی شان اور آپ کی خلافت بلا فصل اور حضرت علی ؓ کی شان مرتضوی احادیث مبارکہ سے علم الکلام، علم اصول حدیث اور علم الفقہ کے اصول و قواعد کے تحت بیان کرتے ہوئے معتبر حوالہ جات، دلنشین انداز میں صحابہ کرام کے ان مشترکہ فضائل اور سیدنا صدیق اکبر ؓ کی ان خصوصیات سے آگاہ کیا گیا ہے جنہیں کسی بھی وجہ یا ذاتی اغراض سے کم علم مصنفین، مقررین نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔

حضرت مؤلف مدظلہ نے ضرب حیدری میں سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کے فضائل بڑی عقیدت، محبت اور وہابی علمی نکات کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ ضرب حیدری اہل السنۃ والجماعۃ کے لیے حجت اور مسلک حق کی ترجمان ہے۔

رب کریم بطفیل حبیب رؤف رحیم ؐ رسالہ مبارکہ ضرب حیدری کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے مشرف اور اہل السنۃ والجماعۃ کے لیے سند و حجت بنائے اور راہ تحقیقات سے باغی، علم و عمل سے خالی، راہ حق سے بھٹکے ہوئے، حرص و لالچ میں الجھے ہوئے اور مذہب و مسلک کو داغدار کرنے والے مقررین، نعت خوان، نعرہ باز لوگوں کے لیے ذریعہ ہدایت فرمائے۔

محمد طیب ارشد

☆.....☆

تقریظ

حضرت علامہ محمد عبداللطیف صاحب جلالی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله واصحابه
البررة لا سيما على افضل البشر بعد الانبياء بالتحقيق امير المؤمنين و امام
المشاهدين لرب العلمين سيدنا الصديق الاكبر رضى الله تعالى عنه وبعد
كتاب مستطاب ضرب حیدری اسم بامسمی، دلائل سے اس کا مزین ہونا سونے
پر سہاگہ، مطاعن کے جوابات مفتری اور متعصب کے لیے نازیانہ عبرت، غیر متعصب کے
لیے راہ ہدایت۔

اللہ قدوس آپ کو جزاء خیر عطا فرمائے کہ آپ نے ان گراہوں کو صراطِ مستقیم کی طرف
راہ نمائی فرمائی، خلیفہ راشد بلا فصل کے فضائل و کمالات کو واضح فرمایا۔ حق یہ ہے کہ سیدنا صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ ہی ظاہر و باطناً خلیفہ اول بلا فصل ہیں۔

جو کمالات اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم کے
بعد کسی کو حاصل نہیں۔ اور بار بار سرور دنیا و دین حضور رحمتہ للعلَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کا فرمانامروا ابابکر فلیصل بالناس اس پر شاہد عادل۔

اللہ قدوس اہل سنت کو علماء سوء کے شر سے محفوظ فرمائے۔

احقر محمد عبداللطیف غفرلہ خادم علوم دینیہ

بدر العلوم جامعہ نعیمیہ لاہور (۱۴ صفر ۱۴۲۹ھ)

☆.....☆

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد فضل رسول صاحب سیالوی مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ لاری اڈہ سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ الہادیین
المہدیین و علی علماء امتہ الذین فازوا بغایتہ سعادت الدارین اللہم اھدنا الصراط
الذین انعمت علیہم بجاہ سید المرسلین علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام احسن
الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین۔ آمین

و بعد۔ اخی المکرم حضرت العلام مولینا پیر غلام رسول صاحب قاسمی دامت برکاتہم
العالیہ کو اللہ تعالیٰ نے تحریری مسائل میں ید طولیٰ عطا فرمایا ہے۔ اللہم زد فزد۔ ماشاء اللہ
بیان مسائل میں بلا مبالغہ ایسا اسلوب ہے کہ جسے کہا جائے خیر الکلام ماقلاً و دلاً
کی پوری تصویر ہوتی ہے۔ تو پھر بھی اس کی ستائش کا حق ادا نہیں ہوتا۔

آپ کی تازہ تصنیف ضرب حیدری بلا مبالغہ تحقیق کا شاہکار ہے۔ اس کے بارے میں
مجھے فرمایا ہے کہ اس پر کچھ لکھ کر دو۔ چونکہ ہر آدمی کو اپنے بارے میں علم ہوتا ہے کہ میں کتنے پانی
میں ہوں۔ بندہ بھی اپنے تئیں یہ لیاقت نہیں دیکھتا کہ اس کتاب کے بارے میں کچھ لکھنے کی
جسارت کرے لیکن یہ بھی ناقدری ہوگی کہ اپنی بساط کے مطابق کچھ عرض نہ کیا جائے۔

یہ عجاہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مطلقاً بعد از انبیاء افضلیت کے بیان پر مشتمل
ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مصنف علام نے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ دلائل کی ترتیب اور ان کے
انداز بیان میں بھی اپنی مثال آپ ہے۔ بندہ نے اول سے آخر تک اسے بنظر غائر دیکھا ہے اس
کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس کتاب نے متقدمین علماء و صلحاء کی یاد تازہ کر دی ہے۔

دو چیزوں کی حدود کا تعین عقل سے ممکن نہیں۔ ایک ہے مذہب کہ اس کی حدود وحی کے
ذریعے متعین ہوتی ہیں۔ عقل سلیم انکے سمجھنے کا آلہ اور ذریعہ ہے لیکن خود عقل اس پر قادر نہیں کہ
مذہب کی حدود کا تعین کر سکے۔

دوسرا۔ ان پاک ہستیوں کے مراتب کا بیان جن خوش بختوں نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے محبوب کریم کی معیت و خدمت و زیارت مع الایمان کا شرف پایا ہے۔ ان کے مراتب بھی عقل کے پیمانے سے وراء ہیں۔ ان کے مراتب کا تعین بھی وحی الہی سے ہوگا اور اسی طرح سرکارِ دو عالم ﷺ کے فرمان سے ہوگا اور پھر اس کی تاکید و تصدیق مجتہدین و آئمہ کے ان بیانات سے ہوگی جو ان بزرگوں نے قرآن و حدیث سے سمجھے اور امت کی راہنمائی فرمائی وہی حق ہے اب جو آدمی اس کے علاوہ ان بزرگوں کے مراتب کا تعین کرے گا تو وہ ایسا ہے جو بت خانہ کے مکینوں سے ہدایت کا طالب ہو۔

تو کیا اسے ہدایت کا راستہ مل جائے گا؟ ہرگز ایسا ممکن نہیں ہے۔ ایسے ہی جو آدمی قرآن و حدیث اور آئمہ کرام کی راہنمائی کے علاوہ ان کے مراتب کا بیان کرے گا وہ گمراہ اور گمراہ گر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

حضرت صدیق اکبرؓ اور خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مراتب کا تعین وحی الہی کی راہنمائی کے بغیر ناممکن ہے۔

اس پر بندہ صرف ایک فیصلہ کن دلیل ذکر کرنے کے بعد اپنے معروضات ختم کرتا ہے۔ حضرت عرباض ابن ساریہؓ سے ایک طویل حدیث منقول ہے جسے امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت فرمایا ہے صاحب مشکوٰۃ نے اسے باب اعتصام بالکتاب والسنۃ میں نقل فرمایا ہے۔ اس میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا فانہ من یعش منکم بعدی فیسیر اختلافاً کثیراً فاعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدين المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہما بالنواجذ (الخ)۔ بے شک تم میں سے میرے بعد جو شخص زندہ رہے گا وہ کثیر اختلاف دیکھے گا پس تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازم و فرض ہے۔ اس پر سختی سے عمل کرنا۔ جہاں تک سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کا تعلق ہے مصنف علام نے ان کے بیان کا حق ادا کر دیا ہے۔ جس سے مطلقاً حضرت صدیق اکبرؓ کی

افضلیت دو پہر کے سورج کی طرح چمک اٹھی ہے لیکن

بروز گرنہ بیند شپہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

جہاں تک خلفاء راشدین کی سنت و عمل کا تعلق ہے وہ بھی تمام امت پر واضح ہے کہ خلفاء

ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو سب سے افضل جان کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی جس کے بعد یہ کہنا کہ حضرت صدیق اکبر صرف امور مملکت اور ظاہری خلافت میں مقدم ہیں اور باطنی خلافت میں حضرت مولیٰ مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سب سے افضل ہیں بندہ کے ناقص خیال میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو جھٹلانے کی اس سے بڑی بے شرمی اور کوئی نہیں ہوگی۔

حضرت صدیق اکبر ؓ کا مطلقاً (خواہ خلافت ظاہری ہو خواہ باطنی) افضل ہونا یہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے عمل اور عقیدہ سے واضح ہے۔ اب جو نیا عقیدہ نکالے گا وہ بدعتِ ضلالت اور گمراہی کا راستہ ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان عقائد پر استقامت نصیب فرمائے جن پر نجات کا دار و مدار ہے اور بدعات اور گمراہ کن عقائد ✽ طرکے۔ آمین

اللهم ربنا لاترغ قلوبنا بعد اذ هديتنا و هب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب

اللهم تقبل منا بجاه حبیبك عليه الف الف صلوة و سلام۔

عبدہ المذنب محمد فضل رسول سیالوی۔

☆.....☆

تقریظ

حضرت علامہ محمد مختیار احمد صاحب قاسمی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مبسملو و حامد او مصليا و مسلما

حضرت علامہ مولانا مفتی پیر سائیں قبلہ غلام رسول قاسمی دامت برکاتہم
العالیہ کا تصنیف شدہ رسالہ ”ضرب حیدری“ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے
اس تصنیف کو بیش بہا علمی موتیوں سے مالا مال پایا۔ میں نے اس تصنیف میں نفس مسئلہ
کے متعلق قرآن کریم، احادیث مبارکہ، اجماع امت اور قیاس سے دلائل کا ذخیرہ
موجود پایا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے عقیدہ سے انحرافی یا
روگردانی اہل سنت سے خروج کو مستلزم ہے کیونکہ یہی عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ
اجمعین، تابعین عظام، ائمہ مجتہدین، جمہور علماء سلف و خلف ہے۔ اور ”ضرب حیدری“
اس موضوع پر ایک مکمل کتاب ہے جو کہ محققانہ، مدللانہ عالمانہ خصوصیت کے ساتھ
نہایت جامع اور آسان تصنیف ہے۔ اس کتاب میں تفصیلیوں کے تمام سوالات کے
جوابات احسن طریقے سے دلائل کے ساتھ دیے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس
کتاب کو پڑھنے اور سمجھنے والے کو اس موضوع پر کوئی تشکی باقی نہ رہے گی انشاء اللہ۔
تفصیلی بھی اگر تعصب کی پٹی اتار کر حق اور سچ کا متلاشی بن کر پڑھے گا تو اس کے تمام
شکوک و شبہات خدشات اور توہمات ختم ہو جائیں گے۔ بعونہ و فضلہ تعالیٰ

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ پیر صاحب کو دونوں جہانوں میں
جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس کتاب کو مقبول و منظور فرما کر ذریعہ نجات و ہدایت
بنائے۔ آمین بجاء النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

کتبہ الفقیر العبد المذنب

محمد مختیار احمد القاسمی

نیوچوک دادو (سندھ)

دارالعلوم انوار الاسلام قاسمیہ

۲۵ جمادی الاول ۱۴۲۹ھ

تقریظ

حضرت علامہ حافظ خادم حسین صاحب رضوی مدظلہ العالی

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي هدانا لهذا لايمان والاسلام والصلوة والسلام

على سيدنا محمد نبيه الذي استنقذنا به من عبادة الاصنام

وعلى آله واصحابه النجباء البررة الكرام۔

افضليت حضرت سيدنا صديق اکبر ﷺ پر امت کا اجماع ہے جیسا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکتوبات شریف میں رقم فرمایا: کہ حضرات شیخین کی افضلیت صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ ﷺ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے بہتر حضرت ابوبکر صدیق ﷺ ہیں پھر حضرت عمر ﷺ ہیں۔ پھر فرمایا ایک اور شخص۔ تو آپکے بیٹے نے (محمد بن حنفیہ) عرض کی پھر آپ! جواباً اپنے بیٹے کو فرمایا میں ایک مسلمان ہوں (مکتوبات امام ربانی جلد دوم، سوم صفحہ ۶۴ مکتوب ۱۵)۔

جب یہ بات اجماع سے ثابت ہو چکی کہ سیدنا صديق اکبر رضی اللہ عنہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے افضل ہیں تو اس اجماع پر خاموش ہو جانا چاہیے تھا، لیکن ابن الوقتوں کے ایک ٹولہ نے سستی شہرت کمانے اور غیروں کی ہمدردیاں حاصل کرنے اور ہر دلعزیز بننے کے لیے اجماع کی اس پختہ دیوار میں شکاف ڈالنے کی مذموم کوشش اور سعی نامشکور اور تجارت لہن تبور کی اور افضلیت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا پرچار کرنے لگے اور لوگوں کو مطمئن کرنے اور سیلاب مخالفت کا منہ موڑنے کے لیے خلافت کی دو قسمیں کر دیں۔ سیاسی، روحانی۔

یعنی روحانی خلیفہ بلا فصل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جبکہ سیاسی خلیفہ بلا فصل سیدنا صديق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس تبلیہ ابلیس سے وہ سادہ لوح عوام کو اپنے دام تزویر میں لا کر شکوک و شبہات کے

دلہل میں رکھنا چاہتے ہیں۔ ہر دور میں ایسے ابو الفضل اور فیضی پیدا ہوتے رہے لیکن علمائے حق نے ایسے افراد کے دجل و فریب کو ختم کر کے دفاع اسلام کا حق ادا کیا۔ جزا ہم اللہ تعالیٰ خیر آمین۔

حضرت قبلہ علامہ پیر غلام رسول قاسمی زید شرفہ نے سیف ذوالفقار لے کر ان کا تعاقب کر کے ان کی جسیم و کچم تحقیق پر ضرب حیدری لگائی اور ان کی کمر توڑ کے رکھ دی۔ شکوک و شبہات کی سیاہ رات کو دلائل و براہین کے آفتاب سے روشن کر دیا۔ امید ہے کہ یہ کتاب تفضیلی یا جوج و ما جوج کی فوج کے لیے ”سد سکندری“ ثابت ہوگی۔

میری دعا ہے۔

یا الہی پیر سائیں کو بنا کلک رضا
دشمن دین یہ نہ سمجھیں کہ رضا جاتا رہا

حافظ خادم حسین رضوی

15-04-08

☆.....☆

تقریظ

حضرت علامہ مفتی شیر محمد خان صاحب مدظلہ العالی

(دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف)

فکرِ انسانی میں تنوع ہر دور میں پایا جاتا رہا ہے لیکن فقط اسی فکر اور سوچ کو دوام اور قبولیت عام نصیب ہوا جو اس پہلو پر غور و فکر کی صلاحیت رکھنے والے افراد کی اکثریت اور جمہور کی رائے قرار پائی۔ زیرِ نظر کتاب ”ضربِ حیدری“ جس موضوع کو اجاگر کرنے کے لیے تحریر کی گئی ہے وہ ہے مسئلہ تفصیل۔ اس موضوع پر بھی فیصلہ انہی لوگوں کا معتبر اور قابلِ قبول ہوگا جو سب سے پہلے اس موضوع کو بخوبی سمجھنے کی صلاحیت رکھتے تھے اور وہ مقدس جماعت، صحابہ رسول ﷺ کی جماعت ہے۔ جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے افضلیت کے بارے جو ترتیب قائم کی اور اسے لوگوں کے سامنے بیان فرمایا اور اس پر اجماع قائم کیا حتیٰ کہ خود شیر خدا ﷺ نے بھی اسی فیصلہ کے مطابق اپنی رائے کا برملا اظہار فرمایا اور اس فیصلہ پر ہمیشہ کا رہند بھی رہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے سزائیں بھی تجویز فرمائیں تو اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ قرآن و حدیث رسول ﷺ کا نچوڑ تھا۔ اور قرآن و حدیث سے جماعت صحابہ نے یہی سمجھا۔ لہذا البقیہ امت کو بھی دربارِ نبوت سے فیض پانے والی جماعت صحابہ کرام اور خصوصاً مولائے کائنات شیر خدا ﷺ کے فیصلہ کا احترام کرنا لازم اور ضروری ٹھہرا۔ اسی لیے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ اس فیصلہ کا احترام فرمایا اور اسکا برملا اظہار بھی فرماتے رہے۔ کہ انبیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد امت میں افضل حضرت صدیق اکبر ہیں۔ اور انکے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔ شیخین کریمین کے بعد باوجود اختلاف اقوال کے اکثریت کی رائے یہ ہے کہ تیسرے نمبر پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور چوتھے نمبر پر مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ پوری امت میں افضل ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان میں سے ہر ایک کی خصوصی شان اور عظمت سرکارِ دو جہاں رضی اللہ عنہما نے بیان فرمائی اور ہر ایک کو امتیازی شرف سے نوازا۔ البتہ مجموعہ کلام سے غلامانِ مصطفیٰ علیہ الطیب الخیر والثناء نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے اسے یوں بیان فرمایا گیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ”کننا نخیر بین الناس فی زمان

رسول اللہ فتحخیر ابابکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان (بخاری شریف جلد ۱ باب فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ)۔ اور ایسا نتیجہ اخذ کرنے کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کی اس آیت کو سمجھ رکھا تھا۔ ”لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا یعنی تم لوگوں میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جنگ لڑی ان کا درجہ بہت بڑا ہے بہ نسبت ان لوگوں کے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جنگ لڑی (الحدید)۔

یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا واضح ثبوت ہے (قرطبی، بیضاوی)۔ نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے رسول اکرم ﷺ کے ارشادات گرامی قدر بھی سن رکھے تھے۔

۱۔ مروا ابابکر فلیصل بالناس (بخاری جلد ۱ باب اهل العلم احق بالامامة) ۲۔ لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤمہم غیرہ (ترمذی) ۳۔ ان من امن الناس علی ابوبکر (ترمذی) ۴۔ لیس احد امن علی فی نفسہ و مالہ من ابی بکر (بخاری) ۵۔ ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر (ترمذی) ۶۔ لو کنت متخذاً خلیلاً لاتخذت ابابکر خلیلاً (بخاری، مسلم) ۷۔ ابوبکر خیر الناس بعدی الا ان یکون نبیا (طبرانی) ۸۔ ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر ۹۔ خیر هذه الامۃ ابوبکر وعمر (دارقطنی) ۱۰۔ ما فضلکم ابوبکر بکثرة صوم ولا صلوة ولكن بشیء وقر فی صدرہ (الیواقیت والجواہر)۔

اور انتہائی پسندیدہ اور فیصلہ کن تبصرہ امام غزالی اور محدث وقت علامہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں: اس مسئلہ میں حقیقی فضیلت سے مراد ان حضرات کا عند اللہ مقام و مرتبہ ہے اور اس پر صرف اللہ کے رسول ﷺ ہی مطلع ہو سکتے ہیں اور اس بارے میں بہت ساری اخبار وارد ہوئی ہیں اور فضیلت اور اس ترتیب کا ادراک فقط وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے وحی کا مشاہدہ کیا اور اگر ان حضرات (صحابہ کرام) کو اس شرف اور فضیلت کا علم نہ ہوتا تو اس

ترتیب سے یہ فضل و شرف بیان نہ کرتے۔ اسی طرح محدث وقت علامہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ذہن کو کھولنے اور قلبی تسکین کے لیے کافی ہے۔ فرماتے ہیں: افضل الشیخین بتفضیل علی ایامہما علی نفسہ والالما فضلتہما و کفابی وزرا ان احبہ ثم اخالفہ یعنی حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا ﷺ نے جب خود شیخین (ابوبکر و عمر) کو اپنے اوپر فضیلت دی ہے تو میں کیوں نہ فضیلت دوں اور میرے لیے بہت بڑا ابوجہ ہے کہ میں حضرت علی سے محبت بھی کروں اور ان کی بات بھی نہ مانوں (صواعق محرقة)۔

لہذا موجودہ دور کے تفصیلیوں کے لیے بھی نفع البالغہ میں موجود شیر خدا کا فرمان شافی و کافی ہونا چاہیے کہ اسلام میں افضل حضرت ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور مستدرک حاکم میں شیر خدا کے اس فرمان کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے۔ رضینا لدنیا نانا ما رضی النبی ﷺ لدیننا کہ اللہ کے حبیب نے جسے ہمارے دین کا امام بنایا ہماری دنیا کا بھی وہی امام ہے۔ حضرت علامہ شیخ الحدیث والتفسیر پیر سائیں غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی نے جس انداز میں اس مسئلہ تفصیل کو واضح فرمایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ہر اہم بات کو دلیل اور برہان سے واضح کیا اور تفصیلیوں کے سوالات کے جوابات دینے میں کمال کر دیا جبکہ نوکِ قلم بھی انتہائی محتاط رہا اور میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اللہ رب العزت ان کی اس کاوش کے ذریعے امت مسلمہ کو ذہنی اور قلبی سکون عطا فرمائے گا۔ اللہ کریم انکی اس محنت و کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور امت مسلمہ کے لیے زیادہ سے زیادہ نفع رساں بنائے اور انکی عمر اور ان کے کام میں برکت پیدا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الرؤف الرحیم۔

شیر محمد خان

خادم دارالافتاء الحمدیہ الغوثیہ
بھیرہ الشریفہ ضلع سرگودھا۔

تقریظ

شہزادہ غزالی دوراں شیخ الحدیث

حضرت علامہ سید ارشد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رحمة للعالمين سيدنا
محمد اشرف الكائنات وعلى اله واصحابه ذوى الشرف والكمال الذين نصبوا
انفسهم للدفاع عن بيضة الدين حتى رفعه الله بهم مناره اجمعين اما بعد

حضرت العلام شیخ الحدیث مولانا غلام رسول قاسمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی
تصنیف ”ضربِ حیدری“ جو کہ بقامت کہ و بقیامت مہ کی مصداق ہے، فقیر کے سامنے ہے۔ اگر
کوئی شخص یہ کہے کہ اس میں علمی تحقیق کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت کیا گیا ہے تو اس نے
انصاف سے کام نہیں لیا۔ نہات ہی تجاہل کا ملانہ اور کج فہمی کا ثبوت دیا۔

ہاں حقیقت تو یہی ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ کی شان بیان کرنے کا حق نہ تو
آج تک ادا کیا جاسکا ہے اور نہ ہی آئندہ کبھی ادا کیا جاسکے گا۔ تاہم تصنیف و تالیف کے
شاہسواروں میں فقیر کے لیے ایک نئی ابھرتی ہوئی شخصیت مصنف زید مجدہ کی ہے۔

معلوم کچھ یوں ہوتا ہے کہ انہوں نے صلاحیتِ بشریہ کو حتی المقدور بروئے کار لاتے
ہوئے اور اپنے تئیں کوئی کسر اٹھانہ رکھتے ہوئے شانِ حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ کو بیان کرنے
میں بارگاہِ صدیقیت میں غلامی کا حق ادا کیا ہے۔

یہاں مصنف کی طرف سے وہ جملہ لکھتا پسند کروں گا کہ جب سیدی امام جلال الدین
سیوطی علیہ الرحمہ نے شانِ صدیقیت میں کلام فرمایا اور الا قلی کے الف لام پر گفتگو فرماتے ہوئے
اس تبحر علمی کا اظہار فرمایا جو محض اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے کرم سے عطا فرمایا تھا اور پھر حدیثِ نعمت
اور بارگاہِ صدیقیت میں اظہارِ نیاز کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

فانه نفيس فَتَحَ اللهُ بِهِ عَلَيَّ تَائِيداً لِلْجَنَابِ الصَّدِيقِ يَقِينَا يه وه نفيس كلام ه
جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بارگاہِ صدیقیت کی تائید کے لیے مکشف فرمایا ہے۔

اہل سنت کا یہ موقف ہے کہ سیدنا حضرت علی حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم بعض ایسی

خصوصیات اور فضیلتوں کے حامل ہیں جن کی بناء پر آپ دیگر صحابہ کرام میں منفرد اور یکتا ہیں اور اسی بات کو ہمارے اسلاف اس طور پر بیان کرتے چلے آئے کہ سیدنا حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو بعض جزوی فضیلتیں حاصل ہیں مثلاً سیدنا و مرشدنا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے عظیم اور پیاری صاحبزادی سیدۃ النساء العالمین فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا آپ کے نکاح میں آنا اور آپ کا مسلسل آغوش نبوت میں پرورش پانا، فاتح خیبر، لافتی الاعلیٰ و لاسیف الاذو الفقار جیسے عظیم القاب کا مصداق ہونا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان تمام محاسن اور خوبیوں کے باوجود اہل سنت کا یہ موقف کیوں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل البشر بعد الانبیاء البتہ ہیں یہ تصنیف پر لطیف دراصل اسی بات کی وضاحت کر رہی ہے، لیکن حصول برکت اور مداحین سیدنا صدیق اکبر ﷺ میں اپنا نام درج کرانے کے لیے چند سطور پیش خدمت ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

کسی بھی تنظیم یا جماعت کے اولین وہ افراد جن کی خدمات اور قربانیوں کی بناء پر اس تنظیم یا جماعت کو فروغ ملا ہو اور وہ اس کے پروان چڑھنے میں عظیم الشان سبب اور وسیلہ بنے ہوں تو ان حضرات کی خدمات ناقابل فراموش ہوتی ہیں اور بعد میں آنے والا کوئی شخص ان کے احسانات کو فراموش نہیں کر سکتا اگرچہ وہ کتنا ہی خدمت گزار اور اپنی جماعت کے ساتھ وفادار کیوں نہ ہو اور نہ ہی ان پر سبقت کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ اس منصب پر فائز چند افراد ہی ہوا کرتے ہیں۔ باقی ان کے ہمنا، ہمدرد و معاونین ہوتے ہیں۔

اس بات کو غزوہ بدر کے پس منظر میں اس طرح سمجھنے کی کوشش کی جاسکتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوم بدر میں اس طرح دعا فرمائی۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ یوم بدر اللہم انشدک عہدک و وعدک اللہم ان شئت لم تعبد فاخذ ابو بکر بیدہ فقال حسبک

(بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۵۶۴)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم بدر میں بارگاہ ایزدی میں اس طرح عرض کیا کہ اے اللہ میں تیرا عہد اور تیرا وعدہ تیری بارگاہ میں دہراتا ہوں۔ اے اللہ اگر تو چاہے کہ تیری عبادت نہ کی جائے (تو ان بدری صحابہ کی مدد و نصرت نہ فرما) پس حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ (مبارک) سے (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو پکڑ لیا پھر عرض کیا (اللہ) آپ کو کافی ہے۔

یعنی ہمارا عبادت کرنا دراصل بدری صحابہ کرام کا امر ہون منت ہے۔ ظاہر ہے کوئی شخص دین کا کتنا ہی خدمت گزار کیوں نہ ہو جائے ان صحابہ کرام کے مقام کو کیسے پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا تو اپنا ایمان بھی ان حضرات کے صدقے اور وسیلے سے ہے۔

عرض مدعا اتنا ہے کہ سابقین کا ملین کو فراموش کرنا یا ان پر تقدم کا دعویٰ کرنا قطعاً مناسب اور درست نہیں ہوتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہ لیا جائے کہ ہم سیدنا حضرت علی حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم کو سابقین اولین میں شامل نہیں مانتے ہیں کیونکہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ بچوں میں پہلے ایمان لانے والے آپ ہیں۔

مزید یہ کہ حضرت ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد یا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ ایمان لائے ہیں۔ علی حسب الروایات المختلفة، بلکہ عرض یہ ہے کہ اعلان نبوت کے وقت سیدنا حضرت علی حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم کی عمر مبارک بہت چھوٹی تھی اور آپ بچے تھے۔ یعنی بچپن کی بناء پر آپ کے لیے اس وقت اس انداز پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کرنا ممکن نہ تھا جس کا ثبوت اور اظہار سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ میں ملتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت جس والہانہ محبت کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ پر اپنی جان مال اور اولاد سے ایسی بے مثال خدمت کی جس کی نظیر عالم اسلام میں نہیں ملتی۔ حتیٰ کہ میرے آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی اس بات کو ارشاد فرمایا: ان امن الناس علی فی

بے شک لوگوں میں سب سے زیادہ اپنے مال اور اپنی ہم نشینی کے ساتھ مجھ پر احسان کرنے والے ابو بکر ہیں۔

مزید یہ کہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق ؓ دیگر بے شمار فضائل و مکارم رکھنے کے ساتھ ساتھ بعض ایسی خصوصیات کے بھی حامل ہیں جن میں آپ بے مثال اور یکتا نظر آتے ہیں۔ مثلاً مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے سب سے پہلے حرم کعبہ میں لوگوں کو تبلیغ اسلام کرنا اور دوران ہجرت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے کندھوں پر سوار کرنا اور با حفاظت مدینہ منورہ پہنچانا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یار غار ہونا اور ثانی اشین میں ثانی ہونے کے باوجود ذکر کئے جانے میں پہلے ہونا، جیسا کہ غلام اپنے آقا کے آگے بغرض حفاظت چلے اور خلیفۃ الرسول ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثانی ہونا، یہ اور دیگر ایسی خصوصیات ہیں جنہوں نے آپ کو دوسرے صحابہ کرام سے ممتاز کر دیا ہے۔ جیسا کہ روایت میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر ؓ کی فضیلت کثرت صوم و صلوٰۃ کی بناء پر نہیں تھی بلکہ شے و قر فی قلبہ

اس شے یعنی محبت و عقیدت کی بناء پر تھی جو ان کے دل میں پائی جاتی تھی۔

اس بات سے کسی شخص کو مفر نہیں ہو سکتا کہ فضیلت دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور صحابہ کرام کا معیار فضیلت دلوں کا تقویٰ ہے اور اسی بات کو آیت کریمہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقویٰ (سورۃ الحجرات: ۳)۔ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے پرکھ لیا ہے، میں بیان فرمایا ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ تقویٰ کا مقام قلب ہے اور اگر آپ چاہیں تو اسے نفس یا روح سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں (جیسا کہ امام غزالی نے اس بات کی تصریح بھی فرمائی ہے)۔

گویا یوں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے قلوب اور نفوس کو تقویٰ کے لیے پرکھ لیا ہے اور صحابہ کرام میں تقویٰ کا تفاوت ایک ایسا امر مسلم ہے جس کا انکار ممکن نہیں، تو ظاہر ہے کہ

سب سے زیادہ متقی کا قلب، تقویٰ کے لیے سب سے بہتر محل اور جگہ ہوگا اور جو سب سے زیادہ متقی یعنی اقیٰ ہوگا یقیناً اس کی شان تمام صحابہ کرام میں امتیازی ہوگی اور اس میں ان تمام کے مقتدی بننے کی صلاحیت ہوگی۔ اب آپ خود ملاحظہ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے شان صدیقیت میں وسیع جنبہا الاتقی اور عنقریب اس جہنم کی آگ سے سب سے بڑا متقی بچ جائے گا کی آیت کریمہ نازل فرمائی اور آپ ﷺ کو الاقی (سب سے بڑا متقی) فرما کر تمام صحابہ کرام میں امتیازی حیثیت عطا فرمائی اور پھر اپنے نزدیک بھی سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی شان آیت کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقی کم بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی والا (افضل) وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے (الحجرات: ۱۳)۔ میں اکرمکم یعنی افضلکم اور اتقی کم فرما کر بیان فرمائی۔ مزے کی بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا سورۃ والیل کی آیت نمبر ۷ میں جانب مخالف کے علماء نے زیادہ تر زور اس بات پر خرچ نہیں کیا کہ اس آیت کریمہ کے الاقی میں حکم عمومی ہے اور اس سے فرد واحد کی افضلیت کو بیان نہیں کیا جا رہا بلکہ انہوں نے زور اس بات پر لگایا کہ اس آیت کریمہ کا مصداق حضرت سیدنا صدیق اکبر ﷺ نہیں بلکہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرار کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں۔

اس بارے میں از قبیل خطابیات اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے علی ﷺ اپنی عظمت و شان میں اس بات کے منقضی نہیں کہ جو آیات دیگر صحابہ کرام کے حق میں نازل ہوئیں کھینچا تانی کر کے ان کا مصداق بھی میرے سیدنا علی ﷺ کو قرار دیا جائے۔

اس موضوع پر فقیر راقم الحروف نے آج سے تقریباً ڈیڑھ سال قبل چند دروس دیئے تھے جو آج بھی چار سیڈیز میں موجود ہیں اور اس میں دیگر کتابوں کے علاوہ بالخصوص سیدی امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کا رسالہ الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق اور امام رازی کی تفسیر کبیر سے استعانت کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی تھی کہ الاقی سے محض حضرت سیدنا صدیق اکبر ﷺ ہی مراد ہیں اور یہاں ضرب حیدری کے ہوتے ہوئے اس کی مزید وضاحت کی ضرورت محسوس نہیں کرتا ہوں۔

الحاصل یہ کہ کسی بھی کتاب کی تقریظ لکھنے کا مقصد مسئلہ مجوٹ عنہا کے بارے میں ہلکے پھلکے انداز میں اپنا موقف و نظریہ کو بیان کرنا اور بالخصوص کتاب مذکور کی محاسن کو ذکر کر دینا ہوتا ہے۔

اس حقرا الناس نے مسئلہ مذکورہ کو انتہائی عام فہم اور مختصر انداز میں پیش کیا ہے یعنی اس میں علمی اور تحقیقی انداز کو ملحوظ نہیں رکھا۔

فقیر نے اپنی بے شمار مصروفیات اور ذمہ داریوں کے باوجود اس کتاب کا اکثر مقامات سے مطالعہ کیا اور ضربِ حیدری کو اسمِ باسمی پایا اور یہ اپنے موضوع پر ایک مکمل تحقیق ہے چنداں کسی مزید تفصیل و وضاحت کی متقاضی نہیں اور دل کی بات زبان پر لاتے ہوئے صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ یہ کتاب اپنے موضوع میں اتنی کامل ہے کہ الفاظ کے دامن میں اس کی کما حقہ تعریف کرنے کی گنجائش نہیں پاتا ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت العلام شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا ظل عافیت علمی ضیاء پاشیاں فرمانے کے لیے اہل سنت پر تادیر سلامت باکرامت رکھے۔

آمین بجاہ سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و بارک وسلم

احقرا الناس فقیر ارشد سعید کاظمی

خادم الحدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان پاکستان

(6 جولائی 2009ء)

☆.....☆

تقریظ

فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا غلام محمد صاحب سیالوی مدظلہ العالی

ناظم امتحانات تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم (القرآن)

شیخ الحدیث والتفسیر پیر طریقت حضرت علامہ غلام رسول صاحب دامت برکاتہم العالیہ المعروف ”پیر سائیں“ عالم باعمل اور صوفی باصفا ہیں اور بلند پایہ علمی و دینی شخصیت کے مالک ہیں۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے فرمان ”نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین“ کے مطابق تواضع، انکساری اور سادگی کا پیکر ہیں۔ میں قبلہ پیر سائیں کی علمی شخصیت سے اس وقت متعارف ہوا جب مجھے ان کا تحریر کردہ رسالہ ”اصول فقہ“ پڑھنے کا اتفاق ہوا اور بے حد متاثر ہوا۔ اسی وقت میرے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ ان کی خدمت عالیہ میں جا کر ان کی زیارت کا شرف حاصل کروں گا۔ چنانچہ بسیار مصروفیات کے باوجود شدرد حال کر کے سرگودھا میں ان کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا اور ان کی بالمشافہ زیارت اور عالمانہ گفتگو سن کر میری عقیدت میں مزید اضافہ ہوا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تفسیر و اصول تفسیر، حدیث و اصول حدیث، فقہ و اصول فقہ اور دیگر علوم عربیہ سے وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ تحریر و تقریر کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انہیں مافی الضمیر کی ادائیگی کا جو ملکہ عطا فرمایا ہے اس لحاظ سے میرے نزدیک ہم عمروں میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔

عقائد اہل سنت و جماعت اور دیگر دینی و علمی موضوعات پر آپ نے جو کتب اور رسائل مدلل مگر عام فہم انداز سے تصنیف فرمائے ہیں انہیں پڑھ کر جہاں ایک طرف قاری کو قلبی اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔ وہاں دوسری طرف اس کے ذہن میں عقائد کی چٹنگی پیدا ہوتی ہے۔ ان کا انداز تحریر اتنا دلنشین ہے کہ ان کی تصنیف کردہ کتب یا رسائل کو پڑھنے والا سیراب نہیں ہوتا بلکہ بار بار پڑھنے کا شائق رہتا ہے۔ یوں تو ان کی ہر تصنیف لا جواب ہے مگر

بالخصوص افضلیت صدیق اکبر ﷺ پر ”ضرب حیدری“ کے عنوان سے جو کتاب تحریر فرمائی ہے بلا شک و شبہ یہ کتاب اسم بامسمیٰ ہے۔ یہ کتاب نہ صرف قرآن و حدیث کے دلائل سے مبرہن اور اقوال علماء و اولیاء کرام سے مزین ہے بلکہ مخالفین کے اعتراضات و شبہات کا قلع قمع کرنے کے لیے بھی کافی و دافی ہے۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان، سلف صالحین اور اکابرین اہل سنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ یہی ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ساری امت سے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق ﷺ افضل ہیں اور خلیفہ بلا فصل ہیں۔ تمام خلفاء راشدین بشمول سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی یہی موقف تھا چنانچہ حضور پر نور سید یوم النور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مبارک ”لاینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یومہم غیرہ“ سے صاحب لمعات نے آپ کی افضلیت اور خلیفہ بلا فصل ہونے پر استدلال کیا ہے اور تائید میں حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان نقل کر کے مخالفین پر ”ضرب حیدری“ لگائی ہے کہ

”قدمک رسول اللہ ﷺ فی امر دیننا فمن الذی یوخرک فی امر دینانا“
حضور ﷺ نے جب آپ کو ہمارے امور دینیہ میں آپ کو مقدم فرمایا ہے تو پھر ہم میں سے کون ہے جو آپ کو اپنے دنیاوی امور میں مؤخر کرے اور صاحب مرقاة حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے بھی حدیث شریف مذکور سے دلیل پکڑتے ہوئے کہا ہے کہ جہاں اس حدیث پاک سے آپ کی افضلیت ثابت ہو رہی ہے۔ وہاں آپ کا استحقاق خلافت بھی ثابت ہو رہا ہے کیونکہ فاضل کی موجودگی میں مفضل کو خلیفہ بنانا صحیح نہیں۔ المختصر قبلہ پیر سائیں کی اس عنوان پر انتہائی محققانہ انداز سے تصنیف کردہ کتاب ”ضرب حیدری“ لا جواب ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مخالفین کو بھی ”ضرب حیدری“ پڑھ کر حق و سچ قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اہل سنت و جماعت کو قبلہ پیر سائیں کی علمی و دینی اور روحانی شخصیت کی قدر

شناسی کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ قبلہ پیر سائیں کو صحت و سلامتی کے ساتھ عمرِ دراز عطا فرمائے تاکہ اہل سنت و جماعت ان کے علمی و دینی اور روحانی فیوضات سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں۔ (آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین الکریم ﷺ)

ادنیٰ خادم العلماء الکرام

غلام محمد سیالوی

ناظم امتحانات

تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

Mob:0300-2122989/0321-8200989

☆.....☆



تقریظ

حضرت صاحبزادہ پیر سید عظمت علی شاہ صاحب بخاری

نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج ضرب حیدری کا کچھ مقامات سے مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ بہت قوی دلائل ہیں۔

وقت کی اہم ضرورت کو پورا فرمایا۔ مفتی اہل سنت علامہ غلام رسول صاحب نے بہت محنت سے نئے فتنہ کی سرکوبی فرمائی ہے۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کا فیض عام فرمائے اور مفتی صاحب کو مزید مختلف

مسائل پر اس طرح مزید تحریر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دعا گو

السید عظمت علی شاہ

دربار عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف

☆.....☆

تقریظ

حضرت علامہ صاحبزادہ پیر سید محمد نواز شاہ صاحب کرمانی القادری مدظلہ العالی

زیب سجادہ آستانہ عالیہ بنن وال شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

فتنہ سامانیوں اور فتنہ ساز یوں کے دور میں ”ضرب حیدری“ خوشگوار ہوا کا دلنواز جھوٹکا ہے۔ ضرب حیدری نہایت اعتدال سے اپنے مسلک کی حقانیت پر پر زور دلائل اور علمی نکات مدبرانہ انداز سے پیش کرنے کی لاجواب کاوش ہے۔

خداوند قدوس اپنے محبوب پاک نور مجسم ﷺ کے صدقہ میں حضرت علامہ مولانا غلام رسول قاسمی صاحب کو اس عظیم علمی کارنامہ پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ضرب حیدری اپنے مسلک کے تحفظ و بقا اور برادران اہل سنت کو موجودہ روش سے باخبر رکھنے اور اپنے مسلک پر کاربند رہنے کی گرانقدر تحریر ہے۔ اللہ تعالیٰ قاسمی صاحب کی سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبولیت کا شرف عطا فرمائے اور اہل سنت کے لیے نافع بنائے۔ آمین۔

اس کتاب کی قدر و منزلت کا اندازہ ملک کے مایہ ناز، بلند پایہ علماء کرام کی تقاریظ سے کر سکتے ہیں۔ یہ حضرات اس کتاب کی افادیت و اہمیت پر حد درجہ رطب اللسان ہیں۔ درحقیقت موجودہ فضا میں ضرب حیدری ایک اہم ضرورت تھی۔ تفضیلیت کے رد میں دلائل و براہین سے مرصع نہایت قابل قدر تصنیف ہے۔

فقیر جملہ برادران اہل سنت سے نہایت اخلاص سے اس کے مطالعہ کی استدعا کرتا ہے۔ مولانا تعالیٰ قاسمی صاحب کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین۔

اسلام ما اطاعت خلفائے راشدین

دین ما محبت آل محمد است

والسلام دعا گو

درویش بے نوا محمد نواز شاہ کرمانی القادری

آستانہ عالیہ قادریہ پنن وال شریف

تقریظ

حضرت علامہ پیر سید شبیر احمد صاحب خوارزمی سیالوی مدظلہ العالی

خليفة مجازي آل شريف، كهيوڑہ ضلع جہلم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رحمة للعالمين محمد وآله

واصحابہ اجمعين۔ اما بعد! محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء

بينهم تراهم ركعاً سجداً يبتغون فضلاً من الله ورضواناً

محبت کا صحیح معیار اور علامت یہ ہوتی ہے کہ انسان جس سے محبت رکھتا ہے اس سے تعلق اور صحبت رکھنے والی ہر چیز اسے محبوب ہو جاتی ہے۔ لہذا حضور ﷺ سے محبت رکھنے والے حضرات کو آپ کی اولاد، آپ کے اصحاب، آپ کے ارشادات و افعال، آپ کے شہر اور آپ کے وطن عزیز کو جان و دل سے محبوب رکھنا چاہیے۔ اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی طرف منسوب ہر چیز کا احترام فرض سمجھنا چاہیے۔ اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کے چاروں خلفاء بالترتیب تمام امت سے افضل ہیں اور ان کے بعد عشرہ مبشرہ جن میں یہ چاروں بھی شامل ہیں، پھر اس کے بعد اہل بدر کو تمام صحابہ پر بزرگی و فضیلت حاصل ہے۔ جن کی تعداد تین سو تیرہ ہے جن میں چاروں خلفاء اور عشرہ مبشرہ بھی داخل ہیں۔ اللہ رب العزت نے اہل بدر کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما کر برأت کی سند لکھ دی ہے۔ پھر ان کے بعد اہل اُحد کو بزرگی حاصل ہے۔ پھر ان کے بعد ان حضرات کو بزرگی اور فضیلت ہے جنہوں نے بول کے درخت کے نیچے اپنی بیش بہا اور پیاری جانیں اور عزیز مال اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی راہ میں قربان کرنے پر نہایت ہی خوشی سے بیعت کی۔ جن کی بنا پر خداوند کریم نے اپنی خوشنودی اور رضا مندی کی خبر قرآن پاک میں یوں بیان فرمائی: ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله يد الله فوق ايديهم۔ اس سورت کے دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا: لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم ما في قلوبهم۔ ان لوگوں کی تعداد تیرہ سو ہے۔ جن میں خلفاء اربعہ اور عشرہ مبشرہ

بدری اور اُحدی بھی داخل ہیں۔ پھر آپ کے باقی اصحاب تمام امت سے افضل ہیں۔

فقیر کا عقیدہ ہے کہ جس طرح اہل بیت عظام کی محبت مسلمانوں کا فرض منہی ہے اسی طرح تمام اصحاب رسول ﷺ کی دوستی بھی فرض عین ہے۔ اہل بیت کرام اور صحابہ کرام کی محبت عین رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے اور ان حضرات سے عداوت عین رسول پاک ﷺ سے عداوت ہے۔ ایمان و نجات کے لیے دونوں کی محبت کا ہونا لازمی و ضروری ہے۔ جیسے نیکی و بدی، سفیدی و سیاہی کا اکٹھا ہونا ناممکن ہے۔ اسی طرح ایک دل میں حب اہل بیت اور بغض صحابہ جمع نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے: لا یجتمع حب علی و بغض ابی بکر و عمر فی قلب مومن یعنی حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی محبت اور شیخین جلیلین ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بغض کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتا۔

رسول پاک ﷺ نے اہل بیت اطہار کو امت کے لیے درجہ کشتی نوح کا دیا اور صحابہ کرام کو نجوم ہدایت فرمایا۔ لہذا نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ دریائے کشتی کے بغیر عبور نہیں کیا جاسکتا۔ اور کشتی کا ستاروں کی رہبری کے بغیر ساحل مراد تک پہنچنا ناممکن ہے تو لامحالہ تسلیم کرنا ہوگا کہ اہل بیت کی ارادت و احترام کی کشتی میں سوار ہونے کے بغیر ہر نجات حاصل نہیں کر سکتے۔ خدا کا ہزار ہا شکر ہے کہ یہ طرہ امتیاز فقط اہل سنت کو حاصل ہے کہ ہم اہل بیت کی محبت کی کشتی میں سوار بھی ہیں اور ایمان کے دریا میں ہماری نظر نجوم ہدایت پر بھی ہے۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار، اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

یاد رہے کہ علماء حق نے ہمیشہ باطل قوتوں کے خلاف فکری و عملی جہاد کا مقدس فریضہ

انجام دیا اور اللہ رب العزت نے ہمیشہ اہل حق کو فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا۔ بزرگانِ دین نے اپنی زندگیاں وقف کر کے زندگی کے ہر موڑ پر امت مسلمہ کی رہنمائی فرماتے رہے۔ اور اس مقصد کے لیے انہوں نے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا۔ ان کی زندگی کا مقصد فقط اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی رضا و خوشنودی کا حصول ہے۔

فقیر نے علالتِ طبع کے باوجود پیر سائیں حضرت علامہ غلام رسول قاسمی دامت برکاتہم عالیہ کی کتاب ”ضربِ حیدری“ کا مطالعہ اول سے آخر تک کیا۔ پیر سائیں کی یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت ہی عمدہ کتاب ہے۔ رافضی اور تفضیلی لوگ بغض و عناد سے بالاتر ہو کر اور تعصب کی عینک اتار کر اس کو پڑھیں تو یقینی طور پر ایمان کی نعمت سے مزین اور نجاتِ اخروی سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پیر سائیں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی اس دینی کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین۔

چہ خوش کردی دلِ غمگین مارا

جزاک اللہ فی الدارین خیرا

خادم الشريعة المحمدية والطريقة السیالویہ

فقیر ابوالحسن السید شیر احمد الخوارزمی السیالوی

خطیبِ اہل سنت کھیوڑہ ضلع جہلم

☆.....☆

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد ایوب ہزاروی صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً۔ اصحابِ رسول ﷺ میں معیارِ فضیلت کیا ہے۔ اسبقیت فی الاسلام، انفاق فی سبیل اللہ، جہاد فی سبیل اللہ، شجاعت، سخاوت، خدمتِ دین، محبتِ رسول، علم، صحبتِ رسول، آپ از روئے قرآن و حدیث مذکورہ اوصاف میں سے جس کو بھی فضیلت کا معیار ٹھہرائیں گے۔ سیدنا صدیق اکبر ﷺ کو اس وصف میں دوسروں سے فائق پائیں گے (دیکھیے تاریخِ اختلافی)۔ سیدنا حضرت صدیق ﷺ کے اندر ایک ایسی خوبی موجود ہے جو حضرت عمر فاروق ﷺ کے سوا کسی بھی دوسرے صحابی میں موجود نہیں اور وہ خوبی ہی آپ کی فضیلت کی برہانِ قاطعہ ہے۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: آدمی کو جس مٹی سے پیدا کیا جائے وہ اسی میں دفن ہوتا ہے (تفسیرِ مظہری سورۃ طہ)۔ سیدنا حضرت صدیق اکبر ﷺ روضہ اقدس میں حضور علیہ السلام کے ساتھ مدفون ہیں۔ معلوم ہوا انکو اسی خمیر سے پیدا کیا گیا جس سے آپ ﷺ کی تخلیق فرمائی گئی۔ ایک ہی خمیر سے پیدا ہونا ایسی خوبی ہے جو شیخین کے سوا کو حاصل نہیں۔ یہ وحدتِ خمیر ہی انکی فضیلت کی دلیل ہے۔

حضرت علامہ شیخ القرآن و التفسیر پیر غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی سرگودھا کی مؤلفات میں سے میں نے ”ضربِ حیدری“ کا سرسری نظر سے مطالعہ کیا۔ الحمد للہ حضرت پیر صاحب موصوف نے بغیر کسی تقیہ اور بخل کے مسلکِ حقہ اہل سنت و جماعت کہ سیدنا حضرت صدیق اکبر ﷺ بعد از انبیاء جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے افضل ہیں، کو بہت عمدہ طریقہ سے بیان فرمایا ہے۔ انکی فضیلت پر قرآن و حدیث و اقوالِ علماء امت سے مفصل کلام فرمایا ہے اور تفصیلیوں کے ریک شہات کے مسکت جوابات ارشاد فرمائے۔ قول حق یہ ہے کہ اس کتاب کے از اول تا آخر صدقِ نیت سے مطالعہ کرنے کے بعد اس موضوع پر لکھی گئی کسی دوسری کتاب کی حاجت باقی نہیں رہتی اگر کوئی تفصیلی بھی ضد کی عینک اتار کر اس کا مطالعہ کرے گا تو اس کی اصلاح کی بھی قوی امید ہے۔ اللہ تعالیٰ قبلہ حضرت صاحب کو اس دینی خدمت کا بہترین صلہ نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الکریم۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

الراقم: محمد ایوب ہزاروی

خطیب و مدرس دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ 14 اپریل 2009ء

☆.....☆.....☆

تقریظ

حضرت علامہ پیر میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری مجددی نقشبندی مدظلہ العالی

آستانہ عالیہ حضرت شیر ربانی علیہ الرحمۃ شرقپور شریف شیخوپورہ

کتاب ”ضرب حیدری“ دیکھی، بعض مقامات کو ملاحظہ کیا۔ علالت کے باعث زیادہ نہ

پڑھ سکا۔ تاہم میرا موقف وہی ہے جو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی سرہندی نقشبندی علیہ الرحمۃ

کا ہے کہ بعد از انبیاء و رسل افضل ترین ہستی و شخصیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کی ہے۔

خلفائے راشدین علی الترتیب افضل ہیں۔ مکتوبات امام ربانی علیہ الرحمۃ کا قریب قریب یہی مفہوم

ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا الموصوف غلام رسول قاسمی مدظلہ کی اس کاوش کو قبول فرمائے

اور قارئین کو حق پر استقامت مرحمت کرے۔ آمین ثم آمین۔

میاں جمیل احمد شرقپوری مجددی نقشبندی

آستانہ عالیہ حضرت شیر ربانی علیہ الرحمۃ

شرقپور شریف (شیخوپورہ)

24/04/2009

☆.....☆.....☆

تقریظ

حضرت علامہ محمد منشاء ثابث قسوری صاحب مدظلہ العالی

مرید کے، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب ”ضرب حیدری“ پیش نظر ہے جسے حضرت علامہ مولانا پیر سائیں غلام رسول قاسمی دامت برکاتہم نے بڑے تحقیقی انداز میں قلمبند فرمایا ہے۔ یہ کتاب افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کے فضائل و شائل اور محامد و محابین پر مشتمل ہے جسکی ذات اقدس کی افضلیت پر تمام صحابہ کرام مع اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تاحیات قائم رہے۔ اسی عدیم المثال شخصیت کو اس کتاب کا موضوع بنایا گیا ہے۔ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے جو اظہر من الشمس ہے ذرا ملاحظہ فرمائیے۔

فاروق ظلّ جاہ و جلال محمد است

صدیق عکس حسن کمال محمد است

حیدر بہار باغ خصال محمد است

عثمان ضیائے شمع جمال محمد است

ایمان ما محبت آل محمد است

اسلام ما اطاعت خلفاء راشدین

محب صادق وہی ہے جو محبوب کے اشاروں پر عمل پیرا ہے، اس کے ہر حکم و ارشاد پر سر تسلیم خم کرے اس کی ادا و رضا کو پیش نظر رکھے۔ جو محبوب کا نظریہ و عقیدہ ہو اسے اپنائے، اور جو دعوائے محبت کرے مگر محبوب کی پسند کو ناپسند، محبوب کے عمل سے گریز، محبوب کے فرمان کا باغی ہو اور پھر بھی محبت کا دم بھرے اسے اپنی خواہشات کا محب یا غلام کو کہا جاسکتا ہے مگر محب صادق قرار نہیں دیا جاسکتا۔

ابلیس نے بھی محب خدا ہونے کا ایسا دعویٰ کیا کہ رب العزت کے ارشاد کو پرکاہ کی بھی حیثیت نہ دی لیکن محبت کا ایسا عملی ثبوت دیا کہ پکار اٹھا میں تیرے سوا آدم کیا کسی کو بھی سجدہ نہیں کروں گا خواہ کتنی ہی دفعہ مجھے حکم دے۔ بس میں تیرا ہوں صرف تیرا۔ مجھے کسی اور سے کوئی سروکار نہیں، اس مواحد کا جو حشر ہوا کسی سے پوشیدہ نہیں قیامت تک خدائی لعنتوں کا تمنہ سجائے محب ہونے کے راگ الاپتا رہے گا۔ بتائیے وہ محب رہا؟ نہیں نہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے راندہ درگاہ الہ ہوا۔

یوں ہی محبان علی المرتضیٰ کی کیفیت ہے۔ وہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی

محبت کا دم بھرتے ہیں مگر آپ کے ارشادات و معمولات پر عمل کرنے سے بیزار ہیں۔ باب مدینۃ العلم، سیدنا صدیق اکبر، فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کی افضلیت کا برملا اعلان فرماتے ہیں کہ جو بھی کوئی شخص مجھے ان دونوں پر فضیلت دے گا وہ مفتری ہے اور اس پر میں مفتری والی شرعی حد نافذ کروں گا۔ مگر ابلیسی ذریت عملاً حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؑ سے کہہ رہی ہے تم لاکھ کہتے رہو جو دل میں آئے فرماتے جاؤ ہم تمہارے ارشادات تسلیم کر کے اپنی محبت کا جنازہ نہیں نکال سکتے۔ سبحان اللہ، یہ کیسے محب ہیں اور ان کی محبت کیسی ہے؟ حالانکہ محب صادق تو وہی ہوتا ہے جو محبوب کے اشارہ ابرو پر قربان ہونے پر آمادہ نظر آئے۔ محبوب کی رضا کا ہر لمحہ طالب رہے، نفس کا غلام بھی ہو اور محب ہونے کا دعویٰ بھی اگلے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

پنجابی کا ایک مشہور شعر ملاحظہ فرمائیے اور پھر اپنے ایمان کو فیصل ٹھہرائیے کیا جواب ملتا ہے۔

جویں پیار راضی ہووے مرضی ویکھ سجن دی

جے توں مرضی اپنی لوڑیں ایہہ گل کدی نہ بن دی

نئے نئے فتنے حشرات الارض کی مانند ظہور پذیر ہو رہے ہیں، ان میں تازہ فتنہ حضرت سیدنا صدیق اکبر ؑ پر حضرت علی المرتضیٰ ؑ کی افضلیت کی آڑ میں پر پرزے نکال رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ صدیق اکبر ؑ سیاسی طور پر افضل ہیں جبکہ حضرت علی المرتضیٰ ؑ روحانی سطح میں افضل تھے جبکہ حضرت علی المرتضیٰ ؑ سیدنا صدیق اکبر ؑ کو سیاسی و روحانی طور کی حدود قیود قید سے صرف نظر کرتے ہوئے مطلقاً اپنی ذات والا برکات سے افضل قرار دے چکے ہیں۔ اگر بالفرض سیاسی و روحانی حیثیت سے بھی دیکھا جائے تو اس سلسلہ میں بھی حضرت علی المرتضیٰ ؑ واضح فرما رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمارے دین کے لیے انہیں ہمارا امام بنایا ہم اپنی دنیا کے لیے آپ کو حکمران تسلیم کرتے ہیں۔ بصورت دیگر اس سے یہی مستفاد ہوا کہ حضور پر نور ﷺ نے روحانیت میں انہیں ہمارا امام بنایا ہم اپنی سیاست کے لیے بھی انہیں امام ٹھہراتے ہیں۔

مجاہد صادقین کے لیے تو محبوب کی رضا پر راضی رہنا ہی معراج ایمان ہے۔ اور وہ کیسا محب ہے جو محبوب کو اپنی خواہشات نفسانیہ سے زیر کرنے کی سعی تا تمام میں مبتلا ہو۔ ایسے نام نہاد محب کو سوائے ندامت و ملامت اور ناکامی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

لہذا اس سلسلہ میں محبانِ صادق کے لیے دین و دنیا اور آخرت میں اسی عمل میں خیر ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؑ کے ملفوظات وارشادات کے عین مطابق سیدنا صدیق اکبرؑ کی افضلیت کو تسلیم کرتے ہوئے مولائے کائنات کی رضا اور خوشنودی کو حاصل کریں، جو دراصل اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیبؑ کی رضا و خوشنودی کے مترادف ہے۔

ممالک عرب میں یہودی، ہندو، عیسائی اور دیگر غیر مسلم بڑا زہریلا پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ جملہ انبیاء و رسل علیٰ مینا علیہم الصلوٰۃ والسلام محض سیاسی لیڈر تھے۔ ممکن ہے انہی کے تتبع میں صدیق اکبر اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو سیاسی و روحانی سطح پر تقسیم کر کے کل کلاں یہ کہنا بھی شروع کر دیں کہ حضرت محمدؐ بھی ایک سیاسی رہنما تھے۔

ڈریے اس وقت سے جب اللہ تعالیٰ ایسے شامین پران بطش ربک لشدید کا کوڑا برسائے گا۔ پھر توبہ کی توفیق تک نہیں ملے گی۔ لہذا خیر اسی میں ہے کہ جن مسائل پر طلوع اسلام سے لے کر آج تک امت کا اجماع ہے ان پر قیاس آرائی نہ کی جائے اور اپنی ذات کو عقل کل نہ بنایا جائے بلکہ

عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ (ﷺ)

یومنون بالغیب پر ایمان نہیں تو پھر دلائل و براہین کا مرقع ”ضرب حیدری“ کا مطالعہ کیجیے۔ اگر قسمت نے یاوری کی توحق واضح ہو جائے گا۔ پھر گراں قدر ارشادات کے سامنے سوائے تسلیم کے کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ راقم حضرت مصنف مدظلہ کی اس محنت شاقہ و مساعی جلیلہ پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے قارئین کرام سے ملتہم ہے کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے فرامین پر عمل کر کے محبین کی صف میں جگہ حاصل کریں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ وبارک وسلم امت کو افتراق انتشار سے بجائے آمین ثم آمین۔

فقط محمد منشا تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۳۰ اپریل ۲۰۰۹ء

۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

تقریظ

پیر طریقت رہبر شریعت خطیب اسلام حضرت علامہ صاحبزادہ

پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب نقوی حافظ آبادی مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ حسینیہ تبلیغ الاسلام حافظ آباد

سجادہ نشین آستانہ عالیہ منڈیالہ شریف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

بندہ ناچیز نے ضرب حیدری کے عنوانات کو دیکھ کر چند اوراق کا مطالعہ کیا۔ حضرت قاسمی صاحب مدظلہ العالی نے حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ کے خلیفہ بلا فصل ہونے پر خوب دلائل دیے ہیں۔ جزاکم اللہ فی الدارین۔

قرآن پاک کے الفاظ ہیں: وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم یعنی وعدہ دیا اللہ نے انہیں جو ایمان لائیں اور جو تم میں سے عمل صالح کریں ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو خلافت دی۔ قرآن پاک کے الفاظ سے واضح ہو رہا ہے کہ خلافت دینے کا وعدہ اللہ کریم فرما رہا ہے۔ لہذا اس خلافت میں کسی قسم کے نقص کا امکان نہیں ہو سکتا کیونکہ نہ تو اللہ بھولتا ہے اور نہ اللہ کریم کو دھوکا ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی طاقت کی وجہ سے اس سے من مانی کروا سکتا ہے۔ لہذا خلفاء رسول ؐ کی ترتیب میں شک کرنا یا اعتراض کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ معترض یا تو اللہ کریم کو کمزور مانے گا یا پھر وہ یہ عقیدہ رکھے گا کہ معاذ اللہ، اللہ بھول گیا یا دھوکا ہو گیا معاذ اللہ۔ تو یہ عقیدہ کفریہ ہے لہذا ہر صاحب ایمان خلفاء رسول ؐ کی ترتیب پر ہی ایمان رکھے گا۔ اور فرمان رسول ؐ سے بھی اسی ترتیب کی تصدیق ہوتی ہے۔

وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال لی رسول اللہ ؐ فی مرضہ ادعی لی

ابابکر اباک و اخاک حتی اکتب کتاباً فانی اخاف ان يتمنى متمن و يقول قائل انا اولی و یابی اللہ و المؤمنون الا ابابکر یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے مرض میں فرمایا (کہ اے عائشہ) اپنے باب ابوبکر اور بھائی کو بلاؤ تا کہ میں تحریر لکھ دوں۔ مجھے ڈر ہے کہ کوئی چاہنے والا چاہے گا اور کہنے والا کہے گا کہ میں ہوں (خلافت کا حق دار) جبکہ اللہ تعالیٰ اور مومن نہیں مانیں گے مگر ابوبکر کو (مسلم، مشکوٰۃ)۔

تو فرمان رسول ﷺ اور قرآن پاک کے ان الفاظ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی خلیفہ بلا فصل تھے۔ چونکہ اللہ جو دیتا ہے ماتحت الاسباب دیتا ہے جیسے کوئی زمیندارہ کرتا ہے، کوئی مزدوری کرتا ہے، کوئی ملازمت وغیرہ مگر روزی اللہ دیتا ہے۔ اسی طرح حضرت صدیق اکبر ﷺ کو خلیفہ بلا فصل اللہ اور رسول ﷺ نے بنایا ہے مگر ماتحت الاسباب وہ سبب اجماع صحابہ ہوا مگر یہ اعزاز اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر کو بخشا ہے۔ اور اس پر شیعہ کتب بھی گواہ ہیں فقال ان ابابکر یلی الخلافة بعدی ثم بعده ابو بکر فقالت من انبا هذا؟ قال نبانی العلیم الخبیر یعنی حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے حفصہ (رضی اللہ عنہا) میرے بعد خلیفہ ابوبکر ہوں گے اور اس کے بعد تیرا باپ (عمر فاروق رضی اللہ عنہ) خلیفہ ہوں گے) حضرت ام المؤمنین نے عرض کیا آپ کو یہ خبر کس نے دی ہے؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے اللہ علیم وخبیر نے دی ہے (تفسیر صافی صفحہ ۷۱۶ سورۃ تحریم پارہ نمبر ۲۸ آیت نمبر ۳)۔

اتنے روشن دلائل کے باوجود اگر کوئی شخص گمراہی میں مبتلا ہونا چاہتا ہے تو پھر اسکی نامرادی کے سواء اور کیا ہو سکتا ہے۔ مگر جہاں تک رافضی نواز لوگ جو خود کو اہل سنت کہلاتے ہیں اور اپنے رافضی آقاؤں کو خوش کر کے مال کمانے کے چکر میں یہ شور مچا رہے ہیں۔ خلافت ظاہری میں تو خلیفہ بلا فصل صدیق اکبر ہیں مگر باطنی طور پر روحانیت میں خلیفہ بلا فصل حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ لہذا روحانیت میں افضلیت مولائے کائنات جناب علی المرتضیٰ کو

حاصل ہے اور خلافت ظاہری میں جناب صدیق اکبر افضل ہیں۔ تو میں عرض کروں گا کہ اگر یہ اتنا ہی ضروری تھا تو پھر اللہ اور اس کے رسول نے کیوں نہیں بیان فرمایا؟ اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک ضروری نہیں تھا تو پھر آپ کو یہ عقیدہ ایجاد کر کے مسلمان میں انتشار پھیلانے کا حق کس نے دیا ہے؟ سواء اسکے اور کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے مسلمانوں میں ایک فتنہ پیدا کر رہے ہیں۔ اور پھر یہ لوگ جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مقام عظمت و شان کا بھی انکار کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ تو وہ حقیقت ہے جس کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بلا واسطہ فیض حاصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔ روحانیت علم و فضل سب کچھ سب نے بغیر کسی واسطے کے حضور نبی کریم ﷺ سے حاصل کیا ہے لہذا سب صحابہ اپنی جگہ پر خلیفہ بلا فصل ہوں گے۔ پھر اس میں جناب علی شیر خدا ﷺ کی کیا تخصیص رہ گئی پھر تو سب صحابہ برابر ہو گئے جیسے ایک پیر کے متعدد خلفاء ہوتے ہیں۔ لہذا یہ سب مفروضے منافقت کی علامت ہیں۔

مگر اللہ کریم نے حضرت مولانا پیر سائیں غلام رسول قاسمی صاحب مدظلہ العالی کو یہ توفیق دی جنہوں نے بروقت اس فتنے کی سرکوبی فرمائی ہے۔ اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ حضرت مولانا کے علم عمل میں مزید برکت فرمائے اور ہر نافر بردار فرمائے آمین ثم آمین۔

دعا گو پیر سید شیر حسین شاہ نقوی حسینی حافظ آبادی

مہتمم جامعہ حسینیہ تبلیغ الاسلام حافظ آباد

خطیب مرکزی مسجد الفاروق حافظ آباد

سجادہ نشین آستانہ عالیہ منڈیالہ شریف

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالکریم صاحب نقشبندی مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ دارالایمان شیخوپورہ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رحمة للعالمین وعلی الہ الطیبین

و اصحابہ الہادین اما بعد

اس پر فتن دور میں جبکہ ہر طرف عقائد و اعمال کے فتنوں کی یلغار ہے اہم ترین فتنے عقائد کے ہیں جو کہ بھدی الی النار ہیں۔ اس دور میں صدائے حق بلند کرنا عظیم کاوش ہے۔ اس دور میں چند رافضی نماء سنی جو عارضی وسائل کی بنیاد پر روافض کی وکالت میں ناکام سعی میں مصروف ہیں اور اپنے گلے میں وہ قلابہ ڈال رہے ہیں جو کتب روافض حضرت علیؑ کے فرمان من لم یقل لی انی رابع خلفاء فعلیہ لعنة الله سے ثابت ہے۔ ان فتنوں کے سد باب کے لیے حضرت العلام پیر سائیں غلام رسول قاسمی صاحب مدظلہ کی نُوْزِ عَلٰی نُورِ تَصْنِیْف ”ضرب حیدری“ عظیم کاوش ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی سعی جمیل میں مزید برکات عطاء فرمائے۔ آمین۔

محمد عبدالکریم نقشبندی

مہتمم جامعہ دارالایمان گلشن علی پارک شیخوپورہ

سابق صدر مدرس جامعہ حضرت میاں صاحب شرقپور شریف

☆.....☆

تقریظ

حضرت علامہ صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری صاحب مدظلہ العالی

مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف (اوکاڑہ)

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اس امر پر اجماع ہے کہ انبیاء و رسل (علیہم السلام) کے بعد سب سے اعلیٰ، سب سے برتر اور سب سے افضل، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کی ذات گرامی ہے۔ اس عظمت و رفعت کا اعلان خود سید الانبیاء والمرسلین حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بایں الفاظ فرمایا: ما طلعت شمس ولا غربت علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)۔

حضرت سیدی محمد بن الحنفیہ ؓ بیان کرتے ہیں، میں نے اپنے والد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا: ای الناس خیر بعد النبیؐ؟ حضورؐ کے بعد سب لوگوں سے بہتر و برتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ابوبکر (صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبیؐ، باب قول النبیؐ لو کنت متخذاً خلیلاً)۔

اسی طرح اہل سنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ خلفائے راشدین میں افضلیت کی ترتیب وہی ہے جو ان کی خلافت کی ترتیب ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی نظریہ تھا۔ چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول اللہؐ فنخیر ابابکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان (صحیح بخاری، باب فضل ابی بکر بعد النبیؐ)۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ حضورؐ کے کمالات ظاہری و باطنی کے مظہر اتم اور صرف سیاسی ہی نہیں، دینی و روحانی اعتبار سے بھی خلیفہ بلا فصل ہیں۔ خود حضرت سیدنا علی المرتضیٰ

کرم اللہ وجہہ الکریم نے آپ کی خلافت پر اسی پہلو سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا تھا:
فاخترنا لدینانا من رضیہ النبی ﷺ لدیننا، فكانت الصلوٰۃ اصل الاسلام، قوام الدین،
وهو امین الدین فبايعنا ابا بکر فكان لذلك اهلا (مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۱۸
صفحہ ۴۱، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۷۷)۔

پیر طریقت حضرت علامہ سائیں غلام رسول قاسمی حفظہ اللہ کی تصنیف لطیف ”ضرب
حیدری“ اسی موضوع پر دلائل و براہین سے مزین و مرصع نہایت عمدہ کتاب ہے۔ فاضل مصنف نے
نہ صرف یہ کہ نفس مسئلہ کو دلائل سے ثابت کیا ہے بلکہ تفصیلیوں کے سوالات و اشکالات کے بھی کافی و
شافی جوابات دیے ہیں۔ احقر نے جستہ جستہ اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے، بلاشبہ یہ اہل سنت کے عقائد
و نظریات کی ترجمان ہے۔

اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور فاضل مصنف کو اجر جزیل سے نوازے۔

آمین بجاہ طہ و یس صلی اللہ وسلم علیہ و علی آلہ و صحبہ اجمعین

(صاحب زادہ) محمد محب اللہ نوری

بصیر پور شریف

مدیر اعلیٰ ماہ نامہ نور الحبیب

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

☆.....☆

تقریظ

شیخ القرآن حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب مدظلہ العالی

(مشیر وفاقی شرعی عدالت حکومت پاکستان)

ضربِ حیدری کا چند مقامات سے مطالعہ کر سکا کیونکہ ساؤتھ افریقہ کا سفر قریب ہے جس کی وجہ سے وقت کی قلت ہے۔

حضرت سائیں غلام رسول قاسمی صاحب (مدظلہ العالی) کی کاوش کو اہل سنت کے موقفِ افضلیتِ صدیق اکبر ﷺ پر بہترین محسوس کیا اور دلائل سے بھرپور پایا۔

میں نے بھی افضلیتِ صدیق اکبر ﷺ پر افضلیتِ صدیق اکبر کے نام 1968ء میں کتاب لکھی تھی جو کہ انشاء اللہ دوبارہ پرنٹ کرائی جائے گی۔

بلاشبہ اہل سنت کا مذہب کہ حضرت صدیق اکبر تمام لوگوں سے انبیاء کے بعد افضل ہیں اور پھر حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی بالترتیب افضل البشر ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور یہ کتاب ہر سنی کے گھر کی زینت ہونی چاہیے۔

والسلام

شیخ القرآن حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب

(مشیر وفاقی شرعی عدالت حکومت پاکستان)

مورخہ 25-4-2009

☆.....☆

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی سعیدی از ہری صاحب مدظلہ
(رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان)

زندہ اور باشعور لوگ متفق علیہ مسائل کو چھیڑنے کی بجائے امت مسلمہ کو درپیش مسائل کی طرف توجہ دیتے ہیں اور یوں وہ ملت اسلامیہ کے مشکور قرار پاتے ہیں۔

یہ وہ طریقہ ہے جو انتشار و اختلاف کی مکرر فضا کا راستہ مسدود کرتا اور انسانیت کے لیے جدید مسائل کے حل کی صورت میں نفع رسانی کا باعث بنتا ہے۔ علمی اور تحقیقی حلقوں میں اہل سنت کے افراد کا بکثرت موجود ہونا ضروری ہے۔ لیکن بد قسمتی سے کچھ احباب اہل سنت کے مسلمہ و متفق علیہ مسائل کو اپنی جدت فکر کا لباس پہنا کر ملت میں انتشار کا بیج بورہے ہیں اور کچھ نادان احقائق حق کے زعم میں محراب و منبر اور سٹیجوں پر ان مسائل کو چھیڑ کر طلب شہرت کا بھونڈا طریقہ اپنائے ہوئے ہیں اور یوں یہ دونوں قسم کے لوگ انتشار و افتراق کی فضا پیدا کر رہے ہیں۔

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول قاسمی مدظلہ نے نہایت دانشمندی کا ثبوت دیتے ہوئے اعترافی سوچ کا مثبت انداز میں رد کیا بلکہ ان کی کتاب مستطاب ”ضرب حیدری“ کا مطالعہ کرنے والے شخص کو اس کتاب سے بہت بڑا علمی ذخیرہ دستیاب ہوتا ہے۔

انہوں نے سیدنا حضرت صدیق اکبر اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی فضیلت کے حوالے سے اہل سنت و جماعت کے موقف کو نہایت عمدہ پیرائے میں دلائل قاہرہ سے ثابت کر کے اعترافی سوچ کا موثر رد کیا ہے اور اس مسئلہ کو سٹیج پر اچھالنے کی بجائے علم و آگہی کی شاہراہ کا انتخاب کیا ہے۔

الحمد للہ! راقم اسی عقیدہ کا حامل ہے اور اسی پر کاربند ہے جو آپ نے اپنی کتاب مستطاب ”ضرب حیدری“ میں ذکر کیا اور راقم اس کتاب اور اس کے مندرجات کی بھرپور تائید کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ قاسمی زید مجدہ کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کے قلم کی جولانیوں کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین

محمد صدیق ہزاروی سعیدی از ہری

رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

استاذ الحدیث جامعہ ہجویریہ (مرکز معارف اولیاء) داتا دربار لاہور

تقریظ

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب مدظلہ العالی

نحمدہ ونصلی و نسلہ علی رسولہ الکریم

رب ذوالجلال نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرما کر رشد و ہدایت کا جو سلسلہ شروع کیا اسکے اولین فیض یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سب سے افضل ہیں اور خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم میں آپس میں افضلیت کی وہی ترتیب ہے جو کہ خلافت کی ترتیب ہے۔ شیر خدا خلفیہ چہارم حضرت علی المرتضیٰؑ کی ذات والا صفات کے لحاظ سے اہل سنت راہ مستقیم پر ہیں جب کہ دوفرقے افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں۔ ایک طرف ایسا بغض کہ جو شان اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی اس کا بھی انکار اور دوسری طرف ایسا غلو کہ جو شان اللہ تعالیٰ نے انہیں نہیں دی اسکے اثبات کی بھی ضد۔ حضرت علیؑ کے بارے میں لوگوں کے یوں افراط و تفریط کی خبر رسول اللہ ﷺ پہلے ہی دے چکے تھے۔

حضرت علیؑ خود رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: فیک مثل من عیسیٰ ابغضتہ الیہود حتی بہتوا امہ و احبته النصارى حتی انزلوه بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یھلک فی رجلاں محب مفرط یقرظنی بما لیس فی و مبغض یحملہ شنائی علی ان یھتبی

تمہاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک مشابہت ہے یہودیوں نے ان سے دشمنی کی یہاں تک کہ انکی والدہ حضرت مریم پر تہمت لگا دی۔ عیسائیوں نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ ان کا وہ مقام بیان کیا جو ان کا نہیں تھا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا میرے بارے میں دو بندے ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک میری محبت میں غلو کرنے والا جو میری اس وصف سے تعریف کرے گا جو مجھ میں نہیں ہے۔ دوسرا میرا دشمن کہ اسے میری عداوت اس بات پر برا سمجھتے کرے

گی کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۶۵ حدیث نمبر ۶۱۰۲، مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۱۶۲)۔

اس سلسلے کا آغاز اس وقت ہو گیا جب عبد اللہ بن سبا یہودی نے اسلام کی چادر اوڑھی اور پھر فتنہ برپا کیا، اور حضرت صدیق اکبر ؓ کی خلافت بلا فصل کا انکار کرتے ہوئے حضرت علی ؓ کے خلیفہ بلا فصل ہونے کا اعلان کیا۔ چنانچہ مشہور رافضی کتاب رجال کشی میں وضاحت سے لکھا گیا ہے:

و ذکر بعض اهل العلم ان عبد الله بن سبا كان يهوديا فاسلم و والى عليا عليه السلام و كان يقول و هو علي يهوديته في يوشع بن نون و صى موسى بالغلو، فقال في اسلامه بعد وفات رسول الله ﷺ في علي عليه السلام مثل ذلك و كان اول من شهر بالقول بفرض امامة علي

بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے عبد اللہ بن سبا یہودی تھا پھر مسلمان ہو گیا اور اس نے حضرت علی سے محبت کا دعویٰ کیا وہ جب یہودی تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے بارے میں غلو کرتا تھا جب اس نے اسلام قبول کیا رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد اس نے حضرت علی ؓ کے بارے میں اسی طرح کا غلو کیا یہ وہ پہلا بندہ تھا جس نے حضرت علی ؓ کی امامت کے تعین کا قول کیا (رجال کشی جلد ۱ صفحہ ۲۳۴ طبع قم ایران)۔

امام محمد بن عبد الکریم شہرستانی نے بھی اس بات کو لکھا ہے: هو اول من اظهر القول بالنص بامامة علي رضي الله تعالى عنه منه انشعبت اصناف الغلاة

یہ وہ پہلا انسان ہے جس نے حضرت علی ؓ کی امامت (خلافت بلا فصل) منصوص ہونے کا اعلان کیا اس سے آگے کئی غالی گروہ پیدا ہوئے (المسلل والنخل جلد ۱ صفحہ ۱۹۲ طبع دار الفکر بیروت)۔

چنانچہ حضرت علی ؓ کی ذات کے بارے میں افراط و تفریط کے لحاظ سے رافضی اور

خارجی گروہ پیدا ہو گئے۔ تفضیلی فرقہ رافضیت کا آغاز ایسی ایک انہونی بات تھی کہ امام ابو نعیم نے عظیم تابعی عالم الجزیرہ حضرت میمون بن مہران کا فیصلہ اپنی سند سے حضرت فرات بن سائب سے یوں روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں: سألت میمون بن مہران قلت علی افضل عندک ام ابو بکر و عمر؟ قال فارتعد حتی سقطت عصاه من یدہ ثم قال ما کنت اظن ان ابقی الی زمان یعدل بہما، ذرہما کانا راسی الاسلام و راسی الجماعۃ، فقلت فابو بکر کان اول اسلام ام علی قال واللہ لقد آمن ابو بکر بالنبی زمن بحیر الراحب حین مر بہ

میں نے حضرت میمون بن مہران سے سوال کیا تمہارے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما۔ آپ پر کچھ طاری ہو گئی یہاں تک کہ آپ کے ہاتھ سے آپ کا عصا گر گیا۔ پھر آپ نے کہا میں نہیں سمجھتا تھا کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں گا جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو ٹھہرایا جائے ان دونوں حضرات کا معاملہ بس یہیں رہنے دو۔ وہ دونوں اسلام اور جماعت کے سالار تھے میں نے کہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے اسلام لائے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ؟ انہوں نے کہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر بحیرہ راہب کے پاس سے ہوا (حلیۃ الاولیاء جلد ۴ صفحہ ۷۵ دار احیاء التراث العربی)۔

تفضیلی فرقہ رافضیت کی پرائمری حالت ہے۔ لیکن یہ گروہ افراد اہل سنت کو اغواء کر کے رافضی کیمپ میں پہنچانے کے لحاظ سے اہل سنت کے لیے رافضیت سے زیادہ خطرناک ہے۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل اور خصائص اہل سنت کے نزدیک ثابت ہیں آپ کی ولایت برحق ہے، اور اس پر اہل سنت کا ایمان ہے، مگر ولایت سے جو معنی رافضی مراد لیتے ہیں وہ درست نہیں ہے اور نہ ہی ولایت اور خلافت میں وہ تقابل ہے جو آج کیا جا رہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کا معنی یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے محبوب اور مدگار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نہات مقرب ہیں، ولائے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر مسلمان کا شعار ہے لیکن محبت و ولائے

حضرت صدیق اکبر ؓ حضرت علی ؓ اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی دعوت ہے:

عن جعفر بن محمد عن ابیہ، قال جاء رجل الی ابی فقال، اخبرنی عن ابی بکر، قال عن الصدیق تسال؟ قال و تسمیہ الصدیق؟ قال ثکلتک امک، قد سماہ صدیقا من هو خیر منی، رسول اللہ ﷺ والمہاجرون والانصار، فمن لم یسمہ صدیقا، فلا صدق اللہ قولہ، اذہب فاحب ابابکر و عمر، و تولہما، فما کان من امر ففی عنقی، حضرت امام جعفر صادق ؓ حضرت امام باقر ؓ سے روایت کرتے ہیں، ایک آدمی میرے والد محترم حضرت امام زین العابدین ؓ کے پاس آیا اس نے کہا مجھے ابوبکر ؓ کے بارے میں بتاؤ، آپ نے فرمایا تم صدیق ؓ کے بارے میں سوال کر رہے ہو؟ سائل نے کہا کیا آپ بھی انہیں صدیق کہتے ہی؟ تو امام زین العابدین ؓ نے کہا تجھے تمہاری ماں روئے، انہیں ان ہستیوں نے صدیق کہا جو مجھ سے افضل ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم نے۔ جو انہیں صدیق نہیں کہتا اللہ تعالیٰ اسکی کسی بات کی تصدیق نہ کرے۔ جا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کر اور دونوں کی ولاء اختیار کر۔ اگر تجھ پر کوئی بوجھ آیا تو میری گردن میں ہے (سیر اعلام النبلاء جلد ۵ صفحہ ۳۳۸ دار الفکر بیروت)۔

امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ بلا فصل ہیں جب کہ روافض اس خلافت کے منکر ہیں ان کے نزدیک حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ خلیفہ بلا فصل ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کی کتاب ”السیف الحلی علی منکر ولایت علی رضی اللہ عنہ“ اہل سنت کے اجماعی موقف کے خلاف ہے اور کئی وجوہ سے نقصان دہ ہے۔ جب کہ رافضی موقف کی تقویت کا باعث ہے۔

جیسا کہ درج ذیل باتوں سے واضح ہے۔

نمبر 1۔ پروفیسر صاحب نے لکھا:

”سلطنت میں صدیق اکبر ﷺ حضور نبی اکرم ﷺ کے خلیفہ بلا فصل یعنی براہ راست نائب ہوئے۔ ولایت میں علی المرتضیٰ ﷺ حضور نبی اکرم ﷺ کے خلیفہ بلا فصل یعنی براہ راست نائب ہوئے (السیف الجہلی علی منکر ولایت علی رضی اللہ عنہ صفحہ نمبر ۸)۔

پروفیسر صاحب نے اس عبارت میں اہل سنت کا مؤقف کمزور کرنے کی کوشش کی کیونکہ اہل سنت و جماعت تو حضرت صدیق اکبر ﷺ کو مطلقاً خلیفہ بلا فصل مانتے ہیں، صرف سلطنت میں خلیفہ نہیں مانتے اور رافضی مؤقف کو ثابت کر دیا کیونکہ ولایت بلا فصل ہی ان کے نزدیک خلافت بلا فصل ہے اور بعینہ یہی الفاظ یعنی ولایت بلا فصل ہی پروفیسر صاحب نے لکھ دیے ہیں۔ جس طرح کہ رافضی مجتہد ابوالحسن اربلی نے اپنی کتاب کشف الغمہ میں خلافت علی ﷺ کی فصل (جلد ۱ صفحہ ۶۲) میں واضح لکھا ہے۔ چنانچہ رافضی مؤقف ہو بہو تسلیم کر لیا گیا ہے۔

بلکہ پروفیسر صاحب نے خود صفحہ ۸ پر اسی ولایت کو امامت بھی کہا۔ چنانچہ رافضی بغلیں بجانے لگے کہ اہل سنت کی طرف منسوب ایک عالم نے حضرت علی ﷺ کی امامت بلا فصل ثابت کر دی جو ہمارا شیعوں کا عقیدہ ہے۔

نمبر ۲۔ خلافت پر ولایت کی کئی وجوہ سے برتری بیان کر کے خلافت کو ڈی گریڈ کیا ہے:

(۱)۔ انہوں نے کہا، خلافت عوام کا چناؤ ہے اور ولایت اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔

(ب)۔ خلافت زمینی نظام کے سنوارنے کے لیے ہے اور ولایت اسے آسمانی حسن سے نکھارنے کے لیے قائم ہوتی ہے۔

(ج)۔ خلافت افراد کو عادل بناتی ہے اور ولایت افراد کو کامل بناتی ہے۔

(د)۔ خلافت کا دائرہ فرش تک ہے اور ولایت کا دائرہ عرش تک ہے۔

نمبر ۳۔ حضرت صدیق اکبر ﷺ کی خلافت کو سیاسی کہہ کر اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کی خلافت کو روحانی کہہ کر۔ کیونکہ آج کا لفظ ”سیاسی“ اگر کرپشن وغیرہ کی آلودگیوں سے بچا بھی لیا جائے پھر بھی لوگ اسے دنیا داری کے مفہوم میں ضرور سمجھتے ہیں اور جب سیاسی کے

مقابلے روحانی خلافت کا ذکر کر دیا گیا تو یہ باور کرایا گیا ہے کہ یہ محض دنیا داری ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء بنى اسرائيل کے انبياء علیہم السلام ان کی سیاست کرتے تھے (بخاری شریف حدیث نمبر ۳۴۵۵)۔

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے سیاسی خلافت روحانیت کے بغیر کیسے ہو سکتی ہے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے مصلیٰ پر کھڑا کر کے یہ واضح کر دیا کہ یہ ایمانی اور روحانی خلافت ہے۔ جس پر دوسری خلافت خود بخود معلوم ہو جائے گی۔

نمبر 4۔ ظاہری اور باطنی خلافت کی تقسیم کر کے اور پھر باطنی خلافت کی ظاہری خلافت پر ترجیح بیان کر کے۔ کیونکہ انہوں نے لکھا ہے ”ظاہری خلافت عوام کے چناؤ سے ہے اور باطنی خلافت اللہ تعالیٰ کے چناؤ سے ہے“۔

ان وجوہ فضیلت اور ان امور سے یہ بات ثابت ہے کہ پروفیسر صاحب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر محض فضیلت ہی بیان نہیں کی بلکہ کئی مقامات پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی واضح توہین بھی کی ہے اور یہ اپنی طرف سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں، کیونکہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے افضل ہے تو وہ خود بھی افضل ہوئے۔

جب کہ یہ جمہور اہل سنت کی واضح مخالفت ہے اور رافضیت کی کھلی حمایت ہے۔ مگر یہ نظریہ بالکل غلط ہے کیونکہ پروفیسر صاحب کے بقول جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس متصل خلافت (ولایت) تھی اور وہ سیاسی خلافت سے بڑی بھی تھی پھر انہیں چوتھے نمبر کی اور سیاسی خلافت قبول کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور آپ نے صرف قبول ہی نہیں کی بلکہ یہاں تک فرمایا، جو روافض کی کتابوں میں موجود ہے:

من لم يقل لى رابع الخلفاء فعليه لعنة الله جو مجھے چوتھا خلیفہ نہ کے اس پر اللہ کی

لعنت ہے (مناقب آل ابی طالب مصنف محمد بن علی مازندرانی جلد ۳ صفحہ ۶۳ طبع دارالاضواء)
 کس بنیاد پر حضرت صدیق اکبر ؓ کی خلافت کو محض سیاسی قرار دیا جا رہا ہے اور روحانی
 خلافت کا انکار کیا جا رہا ہے جب کہ حضرت ابوسعید خدری ؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں
 آپ نے ارشاد فرمایا: ما من نبی الا وله وزیران من اهل السماء و وزیران من اهل الارض
 فاما وزیرای من اهل السماء فجبریل و میکائیل و اما وزیرای من اهل الارض فابوبکر
 و عمر

ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہوتے ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں سے
 ہوتے ہیں پس میرے آسمان والوں میں وزیر حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہما السلام ہیں
 اور میرے زمین والوں میں وزیر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں (جامع ترمذی
 حدیث نمبر ۳۶۸۰)۔

تو کیا پروفیسر صاحب حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کو بھی
 سیاسی وزیر کہیں گے یا پہلی امتوں میں ہر نبی کے جو دو وزیر تھے وہ محض سیاسی ہی تھے؟ قارئین
 اصل مسئلہ کی کچھ وضاحت کے لیے بندہ آپ کو قرآن و سنت کے مختصر دلائل کی طرف متوجہ کرتا
 ہے۔

قرآن و سنت سے دلائل کا خلاصہ

امام اہل سنت حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر کئی
 کتابیں تصنیف فرمائیں ان میں سے عربی زبان میں اہم کتاب ”الزلال الانقی من بحر سبقتہ الاقنی
 (سب سے بڑے تقویٰ والے کی سبقت کے دریا کا صاف ستھرا پانی پاکیزہ ترین پانی)“ ہے۔ جو
 ترتیب کے لحاظ سے آپ کی پندرہویں تصنیف ہے آپ نے افضلیت حضرت سیدنا صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ کو آیات و احادیث، اقوال ائمہ مجتہدین، ائمہ مفسرین اور ائمہ محدثین سے ثابت کیا

ہے نیز صرف ونحو، بلاغت اور منطق و فلسفہ کو بھی اچھی طرح استعمال کیا ہے۔

ایک جھلک ملاحظہ ہو:

فرمان الہی ہے۔ وسیع جنبہا الاتقی اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے (سورۃ الیل آیت نمبر ۱۷)۔

اس بات پر آپ نے اجماع نقل کیا ہے کہ الاتقی سے مراد حضرت صدیق اکبر ؓ ہیں اور پھر یہ دلائل قاہرہ سے ثابت کیا اتقی یہاں تقی صفت مشبہ کے معنی میں نہیں بلکہ اسم تفضیل کے معنی میں استعمال ہے یعنی حضرت صدیق اکبر ؓ کو صرف پرہیزگار نہیں امت میں سب سے پرہیزگار کہا گیا ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے (سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۳)۔
پھر آپ فرماتے ہیں:

اذا ثبت هذا فنقول وصف الله سبحانه تعالى الصديق بانه اتقى و وصف الاتقى بانه اكرم انتجت المقدمتان ان الصديق اكرم عند الله تعالى الافضل والاكرم والارفع درجة والا على مكانة كلها الفاظ معتورة على معنى واحد فثبت الفضل المطلق الكلى للصديق

جب یہ ثابت ہو گیا (اتقی سے مراد بالا جماع حضرت صدیق اکبر ؓ ہیں) تو ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر ؓ کا وصف بیان فرمایا کہ وہ اتقی ہیں اور اتقی کا وصف بتایا کہ وہ اکرم ہے ان دو مقدموں نے نتیجہ دیا کہ حضرت صدیق اکبر ؓ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکرم (سب سے افضل) ہیں، افضل و اکرم ہونا، درجہ کے لحاظ سے ارفع و اعلیٰ ہونا یہ سب الفاظ ایک ہی معنی پہ صادق آتے ہیں لہذا افضل مطلق کلی حضرت صدیق اکبر ؓ کے لیے ہے (الزلال الاتقی صفحہ ۲۵)

طبع بریلی شریف انڈیا)۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلیوں کی طرف سے جو یہاں منطقی نکتہ نظر سے شکل اول کے لحاظ سے اعتراض کے جوابات دیے ہیں، حضرت صدیق اکبر ؓ کو سب سے افضل ثابت کرنے کے بعد امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سب سے بڑھ کر عارف باللہ اور سب سے بڑا ولی بھی ثابت کیا ہے۔

آپ نے دو آیات اور دو احادیث سے استدلال کیا۔ جب معرفت کا تعلق دل سے ہے اور تقویٰ کا محل بھی دل ہے جس قدر تقویٰ زیادہ ہوگا اس قدر معرفت الہی بھی زیادہ ہوگی۔

آیت نمبر ۱:- اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقویٰ

ترجمہ:- وہ جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے (سورۃ الحجرات آیت نمبر ۳)۔

آیت نمبر ۲:- ومن یعظم شعار اللہ فانہا من تقویٰ القلوب

ترجمہ:- اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے (سورۃ الحج

آیت نمبر ۳۲)۔

حدیث نمبر ۱:- قال صلی اللہ علیہ وسلم التقویٰ ہہنا التقویٰ ہہنا یشیر الی صدرہ ؐ

ترجمہ:- رسول اللہ ؐ نے اپنے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ

یہاں ہے (مسلم کتاب البر والصلة باب تحریم ظلم المسلم حدیث نمبر ۲۵۶۴)۔

حدیث نمبر ۲:- قال رسول اللہ ؐ لكل شیء معدن ومعدن التقویٰ قلوب العارفين

ترجمہ:- رسول اللہ ؐ نے فرمایا ہر شیء کی ایک کان ہے اور تقویٰ کی کان عارفین کے دل ہیں

(معجم کبیر للطبرانی جلد ۱۲ صفحہ ۲۳۴ دار احیاء التراث العربی)۔

پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عن هذا قلنا ان الصديق لما كان اتقى

الامة باسرها وجب ان يكون اعرفها بالله تعالى اسی وجہ سے ہم نے کہا بے شک جب

صدیق اکبر تمام امت سے زیادہ پرہیزگار ہوئے تو ضروری ہوا کہ سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والے ہوئے (الزلال الانقی صفحہ ۱۵۱ طبع سنی دنیا بریلی شریف انڈیا)۔

حضرت داتا گنج بخش بھویری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: صفائے اصل و فرع اصلش اصلش انقطاع دل است از اغیار و فرعش خلوت دل است از دنیا غدا و این ہر دو صفت صدیق اکبر است ابو بکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما از آنچہ امام اہل این طریقت ابوود

صفا ایک اصل ہے اور ایک فرع ہے۔ اصل صفا اغیار سے دل کا انقطاع اور صفا کی فرع غدا دنیا سے دل کا خالی ہونا ہے۔ یہ دونوں حضرت صدیق اکبر ؓ کو حاصل تھیں اس لیے اس طریقت والوں کے امام آپ تھے (کشف المحجوب صفحہ ۳۲ طبع نوائے وقت پرنٹرز)۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے پروفیسر صاحب نے اپنے خود ساختہ نظریے کی جو حمایت کا ارادہ کیا ہے وہ بھی بے مراد ہے کیونکہ پروفیسر صاحب کا اس تمام بحث سے مقصود حضرت سیدنا علی ؓ کی حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ پر فضیلت ثابت کرنا ہے جب کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ عنہ فرماتے ہیں: قد اجمع من یعتقد بہ من الامة علی ان افضل الامة ابو بکر الصديق ثم عمر رضی اللہ عنہما

امت کے قابل ذکر لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے اس امت میں سے سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق ؓ پھر حضرت عمر ؓ ہیں (حجتہ اللہ البالغہ جلد ۲ صفحہ ۵۸۵)۔

بلکہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ سنیہ میں جو ارشاد فرمایا ہے لگتا ہے انہوں نے پہلے ہی سے پروفیسر صاحب کے نظریے کا رد لکھ دیا ہے، لکھتے ہیں:

فالصديق ؓ مع المناسبة التامة لم یكون محروما ولا یكون مستفیدا من کمالاتہ، کیف و قدر وی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما صب اللہ شیئاً فی صدری الا و

قد صببته فی صدر ابی بکر و كلما كانت المناسبة اكثر كانت فوائد لصحة او فرو
لهذا صار الصديق ﷺ افضل الصحابة رضى الله عنهم و لم يدرك احد منهم درجته
لانه كان اكثرهم مناسبة قال عليه الصلوة والسلام ما فضل ابو بکر بکثرة الصلوة ولا
بکثرة الصوم و لكن بشىء و قر فی قلبه

پس حضرت صدیق اکبر ﷺ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکمل مناسبت ہونے کے باوجود
کیسے محروم ہو سکتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کمالات سے مستفید نہ
ہوں حالانکہ روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو بھی میرے دینے میں
ڈالا میں نے وہ حضرت صدیق اکبر ﷺ کے سینے میں ڈال دیا جس قدر کسی کو مناسبت رسول اللہ
ﷺ سے زیادہ ہوگی اسی قدر فوائد صحبت بھی زیادہ ہونگے۔ چونکہ حضرت صدیق اکبر ﷺ کی رسول
اللہ ﷺ کے ساتھ مناسبت تمام صحابہ سے بڑھ کر تھی۔ چنانچہ آپ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
سے افضل ہوئے اور کوئی بھی آپ کے درجے کو نہ پاسکا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابو بکر
صدیق ﷺ نماز روزے کی کثرت کی وجہ سے آگے نہیں نکلے بلکہ ایک شی (محبت و مناسبت) کی
وجہ سے آگے نکلے ہیں، جو آپ کے دل میں پکی ہو چکی تھی (المقدمہ السنیۃ فی الانتصار للفرقة
السنیۃ صفحہ ۳۶)۔

اہل سنت کی روشن تاریخ میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک ہی کو
شریعت و طریقت سیاست و ولایت اور ظاہر و باطن کے فضائل و محاسن کے لحاظ سے کامل قرار دیا
گیا ہے۔

چنانچہ مجدد دین و ملت حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب
”اعتقاد الاحباب فی الجلیل والمصطفیٰ والال والاصحاب“ میں فرماتے ہیں:

خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ان چار ارکانِ قصرِ ملت و چار انہارِ باغ

شریعت کے خصائص و فضائل کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجیے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں، ان سے بڑھ کر کون ہوگا

ہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگریم بہار دامن دل می کشد کہ اینجاست
(ان چار باغوں میں سے جس پھول کو دیکھتا ہو تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے
کہ اصل جگہ تو یہی ہے)

پھر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں لکھتے ہیں:

حضرات شیخین، صاحبین، صہرین، وزیرین، امیرین، مشیرین، جمیعین، رفیقین، سیدنا
ومولانا عبد اللہ العتیق ابو بکر صدیق وحق مآب ابو حفص عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان والا
سب کی شانوں سے جدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسول خدا جل جلالہ و صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ہے بعد انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے
دوسرے کا نہیں اور رب تبارک و تعالیٰ سے جو قرب و نزدیکی اور بارگاہ عرش اشتباہ رسالت میں جو
عزت و سر بلندی پائی ان کا حصہ ہے اوروں کا نصیب نہیں اور منازل جنت اور مواہیب بے منت
میں انہیں کے درجات سب پر عالی فضائل و فواضل و حسنات طیبات میں انہیں کو تقدم و پیشی
ہمارے علماء وائمہ نے اس میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادت کونین و شرافت دارین حاصل کی
ورنہ غیر متناہی کا شمار کس کے اختیار میں ہے۔ واللہ العظیم۔

اگر ہزاروں دفتر ان کی شرح فضائل میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں۔

یعنی الزمان و فیہ مالم یوصف

و علی تفنن و اصفیہ بحسنہ

(اور اس کے حسن کی تعریف کرنے والوں کی عمدہ بیانی کی بنیاد پر زمانہ غنی ہو گیا اور

اس میں ایسی خوبیاں ہیں جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا)۔

مگر کثرت فضائل و شہرت فواضل چیزے دیگر اور افضلیت و کرامت امرے آخر، فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے قل ان الفضل بید اللہ یؤتہ من یشاء۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۳۶۲-۳۶۵)۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک سوال کے جواب میں واضح لکھا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب اولیاء کرام تھے پھر لکھا:

”صحابہ کرام میں سب سے افضل و اکمل اعلیٰ و اقرب الی اللہ خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور ان کی افضلیت ولایت بترتیب خلافت۔ یہ چاروں حضرات سب سے اعلیٰ درجے کے کامل و مکمل ہیں۔ اور دارائے نیابت نبوت میں شیخین (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما و حضرت فاروق اعظم ؓ) کا پایہ ارفع ہے اور دارائے تکمیل ہونے میں حضرت مولا علی شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، واللہ اعلم۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۲۳۳-۲۳۴)۔

پھر ایک مقام پر تفصیلاً دلائل ذکر کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں:

”جب ثابت ہو گیا کہ قرب الہی میں شیخین کو مزیت و تفوق ہے تو ولایت بھی انہیں کی اعلیٰ ہوئی۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۳۷۴)۔

”حضرت صدیق اکبر ؓ کی ولایت میں بھی افضلیت سے حضرت سیدنا علی ؓ کے فاتح سلاسل طریقت ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ چونکہ حضرت علی ؓ کا فاتح سلاسل طریقت ہونا اسکا تعلق عالم ناسوت سے ہے اس سے آپ کی ولایت میں حضرت صدیق اکبر ؓ سے افضلیت لازم نہیں آتی۔ جیسا کہ حضرت علی ؓ کے خلفاء میں سے حضرت امام حسین اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سلسلہ جاری ہوا، حالانکہ حضرت امام حسین ؓ کی ولایت اور آپ کو جو اللہ تعالیٰ کا قرب میسر آیا وہ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمہ سے بالیقین اتم اور اعلیٰ ہے ایسے ہی ظاہر احادیث سے حضرت امام حسن ؓ کی حضرت امام حسین ؓ پر بھی فضیلت

ثابت ہے۔“ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۳۷۴-۳۷۵)۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مستقل تصنیف ”دلیل الیقین من کلمات العارفین“ میں صرف اولیاء کرام کے اقوال درج کر کے یہ واضح کیا کہ تمام صوفیاء اولیاء کے نزدیک حضرت صدیق اکبر ؑ کو افضلیت مطلقہ حاصل ہے۔

آج کچھ لوگوں کا رافضیت کی طرف جھکاؤ بلکہ قلبی لگاؤ اور ذہنی جماؤ اب ڈھکی چھپی بات نہیں رہی، یہ لوگ بھولے بھالے سنیوں کو جنہیں رافضی کفریات کی وجہ سے رافضی مجالس اور انکی بارگاہوں سے نفرت تھی رافضی ماحول میں لے جانے کے لیے پل کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

یہ لوگ برملا رافضی نظریات سنی اجتماعات بیان کر رہے ہیں۔ اور خارجیت کا ڈراوا دے کر لوگوں کو رافضیت کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں، حالانکہ یہ لوگ دوسری طرف خارجیت کو بھی جسدِ اسلام کا ایک عضو قرار دے کر پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ رافضیت اور خارجیت ایک ہی کھوٹے سکے کے دو رخ ہیں۔ یہ لوگ عوامی اجتماعات میں رافضیوں کی دلجوئی کیلئے اور اہل سنت کو شرمسار کرنے کی لیے مخصوص طریقے سے اہل سنت پر رافضیت کا تفوق ظاہر کرتے ہیں۔

یہ لوگ ٹوکنے پر یہ جواز پیش کرتے ہیں کہ ہم ان مجالس میں تبلیغ کی خاطر اور حق بیانی کیلئے جاتے ہیں۔ جبکہ یہ بات سراسر غلط ہے۔ کون احمق ہے جو کسی کو خود دعوت دے کہ آ میرے مجمع میں آ کر میرے لوگوں کو میرے مسلک سے اغواء کر کے لے جا۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ صورتِ حال یہ ہے کہ ایسے خطیبوں سے رافضیوں کی مکمل انڈر سٹینڈنگ ہے کہ تم ہلکا پھلکا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر بھی کرو تا کہ تم اپنی قوم کے پاس جا کر سچے بن جاؤ۔

رافضیوں کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس قدر ذکر سے نقصان نہیں ہے کیونکہ اسکے عوض میں وہ خطیب عوام اہل سنت کے لیے رافضیت قابل قبول بنا کر پیش کر رہا ہے، اس قرآنی ایمانی اختلاف کو چند متشدد لوگوں کی سوچ قرار دیتے ہوئے اختلافات بھلانے کا اعلان

کر رہا ہے اس طرح وہ خطیب اپنی مسجد میں جا کر سچا بھی ہو جائے گا اپنی فیس بھی کھری کرے گا اور بہت سے سنیوں کو اپنی چمک کے عوض رافضیوں کے پاس ہمیشہ کیلئے گروی بھی رکھ دے گا۔

زلٹ سے واضح ہے کہ یہ طریقہ کار سنی کا زکے لیے کتنا نقصان دہ ہے۔ ان کے اس طرز عمل سے ایک بھی رافضی سنی نہیں بنا لیکن اس وبا سے اہل سنت کے سرسبز و شاداب گلشن سے کئی پتے پیلے ہوتے جا رہے ہیں جن کے جھڑکے گر جانے کا خطرہ ہے۔

ہم رافضیت یا خارجیت سے جنگ نہیں چاہتے، ہم معاشرے میں امن و آشتی اور اخوت و محبت کے پیامی ہیں ہم اتفاق اتحاد کے داعی ہیں لیکن پہرے دار اور چور کا اتحاد امانت میں خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔ ہم فرقہ واریت کو زہر قاتل سمجھتے ہیں مگر مالی کا اپنے باغ پر حملہ آور کو ڈوں کے غول پر بے ساختہ چلانا فرقہ واریت نہیں بلکہ احساس ذمہ داری اور فرض منصبی کی ادائیگی ہے۔

پیر طریقت استاذ العلماء حضرت علامہ پیر غلام رسول قاسمی صاحب نے کتاب ”ضربِ حیدری“ لکھ کر اہل سنت پر بڑا احسان کیا ہے۔ اس سے انشاء اللہ اہل سنت کافی حد تک رافضیت کے جراثیم سے محفوظ رہیں گے۔ یہ کتاب ہر لحاظ سے قابلِ تحسین ہے بندہ نے متعدد مقامات سے یہ کتاب ”ضربِ حیدری“ دیکھی ہے۔ یہ کتاب ایک تحقیقی کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ابھی اہل سنت و جماعت میں وہ علماء موجود ہیں جو فکری، تحقیقی اور علمی میدان میں کسی ہوس پرست کو من مانی نہیں کرنے دیں گے۔

محمد اشرف آصف جلالی

تقریظ

حضرت پیر طریقت صوفی نور محمد صاحب اسلمی مدظلہ العالی
(انگلینڈ)

محترم المقام حضرت علامہ مولانا مفتی غلام رسول قاسمی صاحب کی کتاب ضرب حیدری کا میں نے مطالعہ کیا۔ وقت کی ضرورت اور بہت اہم کتاب ہے۔
دلائل کے اعتبار سے بڑی قوی اور الفاظ کتاب آسان و عام فہم ہیں۔ کتاب میں اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کا عقیدہ واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔
اس کتاب کی اشاعت عام ہونی چاہیے تاکہ ہر مسلمان اپنے عقیدہ کی پہچان کر سکے اور نئے فتنوں سے بچ سکے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی غلام رسول قاسمی صاحب کی عمر و صحت اور قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

صوفی نور محمد

انگلینڈ

تقریظ

حضرت علامہ محمد اظہر محمود اظہری مدظلہ العالی

صدر مدرس جامعہ حنفیہ عربیہ مفتاح العلوم تربیلاروڈ بن گئی حضور ضلع انک

نحمدہ علی توفیقہ والصلوة والسلام علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ
اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم لاتحسبن
الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنہم بمفازة من
العذاب الایة (آل عمران: ۱۸۸)۔

زیر نظر رسالہ ”ضرب حیدری“ کو اکثر مقامات سے پڑھا۔ علماء اعلام کی تقاریظ کا بغور
مطالعہ کیا۔ نفس مسئلہ سے آگاہی پائی۔ میں سمجھتا ہوں یہ تصنیف لطیف اس فن میں پہلی تحریر ہے،
جس پر شیخ الاسلام پیر طریقت غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی نے قلم اٹھایا۔ میرے خیال میں اس
موضوع پر بہت کچھ لکھا جانا چاہیے تھا۔ چلو تاخیر میں بھی خیر ہے۔ لیکن مزید تاخیر اہل سنت
وجماعت کے اجماع اور اتفاقی عقائد کے لیے بڑے نقصان کا باعث ہوگی۔ کیونکہ رافضیت و
خارجیت بڑی تیزی سے مہلک جراثیم کی طرح سنی عقائد پر حملہ آور ہیں۔ بعض اہل سنت کہلانے
والے علماء و مشائخ اور پروفیسر دانستہ یا نادانستہ رافضیت و خارجیت کے ملغوبہ کو اہل سنت کا نام
دینے کی سعی نامشکور کر رہے ہیں۔ اپنے وجدان و ذوق اور حب آورہ کو اہل سنت کی اجتماعی سوچ
قراردے کر عوام میں پذیرائی حاصل کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یقیناً ہر انسان کے مزاج اور فطرت میں انس و محبت کا مادہ ودیعت فرمایا

ہے اسی فطری محبت کے ہاتھوں انسان اپنی پسند سے محبوب کا انتخاب کرتا ہے۔ محبوب کے لیے جان مال، ماں باپ، اولاد خاندان حتیٰ کہ ہر شے قربان کر دیتا ہے۔ گو کہ انسان کو محبت کرنے میں خود مختار کیا، مگر یہ ضرور بتایا کہ کامیاب محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اسی کی خاطر مخلوق کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نسبت چھوڑ کر کسی سے اپنی ذاتی پسند پر محبت کرنے کو مسترد کیا گیا ہے۔ جیسے فرمایا: و من الناس من يتخذ من دون الله اندادا يحبونهم كحب الله والذين آمنوا اشد حبا لله (سورۃ بقرہ: ۱۶۵)۔ اور بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی نسبت چھوڑ کر اپنی پسند سے محبوب بنا کر ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا حق ہے (یہ لوگ اس وجہ سے کافر ہو گئے) اور ایمان والے اللہ تعالیٰ سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں۔ (یعنی اگر کسی دوسرے چیز سے محبت کرتے ہیں تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی نسبت دیکھ کر محبت کرتے ہیں) اسی مضمون کو حضور اکرم ﷺ نے یوں بیان فرمایا: و عن انس ؓ عن النبی ﷺ قال ثلاث من كن فيه وجد بهن حلاوة الايمان ان يكون الله ورسوله احب اليه مما سواهما و ان يحب المرء لا يحبه الا الله الحديث متفق عليه

حضرت انس نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تین چیزیں جس شخص میں موجود ہوں گی وہ ان کے ذریعے ایمان کی مٹھاس پائے گا۔ ایک یہ کہ ساری مخلوق سے زیادہ اللہ و رسول اسے محبوب ہوں۔ دوم یہ کہ کسی شخص سے محبت صرف اللہ تعالیٰ کے واسطے سے کرے۔ سوم یہ کہ کفر میں لوٹنا آگ میں ڈالے جانے سے زیادہ ناپسند کرے۔

آیت وحدیث کی صراحت سے معلوم ہوا کہ اصل محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ باقی اس کی محبت کے ذرائع ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت ان ذریعوں سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسے اسی مضمون کی وضاحت فرمائی۔ قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله الآية یعنی فرما دو اے حبیب ﷺ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہے تو میری اتباع کو ذریعہ بنا لو۔ اللہ تعالیٰ خود تم سے محبت کرنے لگے گا (آل عمران: ۳۱)۔

حضرات صحابہ کرام نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کو کامل ذریعہ بنایا مال و دولت، وطن دیس، خاندان اولاد حتیٰ کہ ہر شے حضور ﷺ پر قربان کر دی ہر صحابی نے اپنی بساط و وسعت سے بڑھ کر قربانی پیش کی۔ حتیٰ کہ بھجوائے آیت مبارکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب قرار پائے۔

تمام صحابہ کرام محبوبیت کے درجہ میں برابر ہیں۔ رہ گئی فضیلت تو یہ ہمارے وجدان، ذوق اور حسن عقیدت پر موقوف نہیں کہ جسے ہم فضیلت والا جانیں وہ فضیلت والا اور جسے ناپسند کریں وہ فضیلت سے خالی۔۔ اسی بات کو امام غزالی علیہ الرحمہ نے واضح فرمایا۔

حقیقة الفضيلة ما هو عند الله و ذالك مما لا يطلع عليه الا رسول الله الخ
یعنی فضیلت کی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس پر رسول کے علاوہ کوئی (اپنے طور پر) مطلع نہیں ہو سکتا اور رسول پاک نے ان کی فضیلت بیان فرمادی ہے بہت ساری احادیث ان کی ثناء میں وارد ہو چکی ہیں (شرح المقاصد جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)۔

عند اللہ ان کا جو مقام محبوبیت تھا اس مقام محبوبیت کو ہر ایک کے لیے الگ الگ حضور ﷺ نے بیان فرما دیا۔ اب کسی کو اپنی عقیدت کی بناء پر ان میں نیل بوٹیاں ڈالنے کی اجازت نہیں۔ ان سے محبت کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن اپنی اپنی خوش عقیدگی سے محبت میں غلو کرنے کی اجازت نہیں۔ جیسے نصاریٰ سے فرمایا: یا اهل الكتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اهلوا قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا و ضلوا عن سواء السبیل یعنی اے اہل کتاب اپنے دین میں ناجائز غلو نہ کرو۔ اور جو قوم گمراہ ہو چکی (من پسند محبت کی بنا پر) ان کی آوارہ محبتوں کی تابعداری نہ کرو۔ انہوں نے (اپنی من پسند محبت سے) بہت سارے لوگوں کو گمراہ کر دیا اور خود بھی میانہ روی سے ہٹ گئے (المائدہ: ۷۷)۔

نصاریٰ نے کیا غلو کیا تھا۔ یہی کہ اپنی عقل نارسے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے اصلی مقام سے ہٹا کر ابن اللہ اور عین اللہ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عیسیٰ علیہ السلام کا اصلی مقام بیان فرمایا کہ: انما المسيح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ و کلمتہ القاها الیٰ مریم و روح

منہ (النسائی: ۱۷۱)۔ چونکہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی خوش عقیدگی، وجدانی ذوق اور محبت کے جوش میں مقامِ عبدیت و رسالت سے بلند کر کے پیش کیا۔ تو اس کو اللہ تعالیٰ نے دین میں غلو و تجاوز قرار دیا۔ اگرچہ ان آیات کا مورد خاص ہے لیکن حکم عام ہے ہم بھی اس بات کے مکلف بنا دیے گئے کہ مبالغہ آمیزی محض جوشِ محبت میں تمہارے لیے بھی منع ہے۔ اپنے آپ کو سنبھال کر پیمانہ محبت شرع کے تابع رکھو۔ جس کا جو مقام اللہ و رسول نے بیان کر دیا ہے اسی کے پابند رہو۔ ورنہ یہود و نصاریٰ کی غلو کی راہ اختیار کر کے خود بھی گمراہ ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو گمراہ کرنے کا گناہ بھی سر لے لو گے۔

اب ان آیات و احادیث کے مضامین کو سامنے رکھ کر ہم اپنے اپنے عقیدہ کو پیمانہ شرعی پر تولیں اور اہل سنت و جماعت کے اجماعی و اتفاقی عقائد سے موازنہ کریں۔ کہیں غلو کا شعار تو نہیں ہو گئے راہِ اعتدال اور میانہ روی جو مطلوب و محبوب شرعی ہے اس سے ہٹ تو نہیں گئے۔ پیمانہ شرعی یہ ہے کہ چاروں خلفاء بدرتج و بترتیب مسندِ خلافت پر منشاء الہی و منشاء رسول اللہ ﷺ بیٹھے۔ سند العاشقین برہان الواصلین حضرت سید پیر مہر علی شاہ الگیلانی قدس سرہ العزیز اپنے ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں۔

”خلافت و ترتیب کذائی منصوصی امر ہے۔ مگر پہلے بوجہ عدم انکشاف یہ امر کسی قدر محل نزاع و متخالف رہ کر بعد ازاں وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتا رہا اور یقیناً واضح ہو گیا کہ آیت وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات الآیۃ سے مراد یہی خلفاء اربع ہیں بلکہ اس حد تک کہ آنحضرت ﷺ کو بوجہ کشف نبوت وعدہ استخلاف اس امر میں ایسا اطمینان تھا کہ مرض وفات کے آخری ایام میں خیال شریف میں آیا اور فرمایا کہ لاؤ کاغذ میرے پاس کہ میں لکھ دوں تاکہ میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ مگر وعدہ الہی کے بھروسہ پر لیست خلفنہم اور لیست مکننہم اور لیست لہنہم اور نیز لیظہرہ علی الدین کلہ کا فرمانے والا اصدق الصدقین ہے ضرور ہی اس وعدہ کو جب تک ہاتھ پر پورا کرنا ہے پورا فرما دے گا (مکتوبات طیبہ معرف بہ چشتیہ صفحہ ۱۵۶)۔

جب ترتیبِ خلافت جو منصوص امر ہے ان چار خلفاء کے حق میں ثابت ہو گئی تو بالترتیب خلافت ملنے کی علت بھی افضلیت ہی ٹھہری۔ یہ بات بھی مسلم ہے کہ ہر خلیفہ کے لیے چند انفرادی خصوصیات ہیں۔ جن خصوصیات سے وہ امتیازی شان کے مالک ہیں۔ اگر ایک میں ایسی شانِ امتیاز تھی جو دوسرے میں نہیں تو یہ عیب یا نقصانِ فضیلت کا نہیں کہ ایک شان والے کو دوسرے پر بڑھاوا دے دیا جائے اور کہنا شروع کر دیا جائے کہ یہ رتبہ میں اس سے بلند ہو گیا۔ اس کی مثال حدیثِ پاک میں موجود ہے۔ سنن ابوداؤد میں ہے کہ حضرت خذیمہ صحابہ شہادت میں خصوصی امتیاز رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ جسکے لیے خزیمہ اکیلا شہادت دے تو اس ایک کی گواہی کافی ہے۔ یہ نہ کہا جائے کہ عالم حکم دو گواہوں کا ہے اس ایک کی گواہی قائم مقام دو کیوں؟ یا یوں کہا جائے کہ جب اس ادنیٰ درجہ والے صحابی کی یہ فضیلت ہے تو خلفاء راشدین کے لیے بطریقِ اولیٰ ثابت ہوگی۔ ایسا کہنا مخالفتِ رسول ہے کیونکہ یہ خصلت صرف حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے شارع علیہ السلام نے خاص فرمائی۔ اگر یہ فضیلت قیاس سے خلفاء راشدین کے لیے ثابت کریں گے تو پھر یہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کرامتِ تعظیم نہ رہے گی۔ خصوصیت کا مطلب ہی تفرد ہے۔ حسامی باب القیاس میں اور اس کی شرح نامی میں اس طرح موجود ہے۔

اب کوئی شخص مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ میں خصوصیات کی کثرت دیکھ کر خلفاء ثلاثہ میں کمی محسوس کرے اور حضرت علی پاک کو بڑھاوا دینا شروع کر دے اور ترتیبِ خلافت میں اپنے زعم سے رد و بدل شروع کر دے تو یہ تجاوز اور غلو فی امور الشرع بلکہ تصرف فی النصوص کا ارتکاب ہوگا قرآن و حدیث کے خلاف اور اجماع کے خلاف بہت بڑی جرأت ہوگی۔ جو مفضی الی الکفر ہو سکتی ہے۔ العیاذ باللہ..... منجملہ ان ہی تجاوزات سے ایک یہ بھی ہے کہ کچھ لوگ خلفاء ثلاثہ کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت ثابت کرتے ہیں اور کچھ خلفاء اربعہ کے ساتھ ہی خلافت امیر معاویہ اور سیاست امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بہت زور لگاتے ہیں۔ یہ بھی غلو اور خلافتِ منصوص کو خلط ملط کرنے کے مترادف ہے۔ ہر ایک کو اپنے اپنے مقام محل پر رکھنا راہِ اعتدال ہے۔

بعض خلفاء ثلاثہ کی خلافت کا انکار اور حضرت علیؑ کے لیے سب کچھ ثابت کہتے ہیں یہ بھی غلو و تجاوز شرع میں ہے۔ بعض خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو تسلیم کرنے کے بعد ان کے لیے جزوی فضیلت کے قائل مگر مولا علیؑ کے لیے خلافت و امامت کو اس رنگ میں پیش کرتے ہیں کہ خلیفہ اول دوم سوم وادی عدم کا اجالا معلوم ہوتے ہیں۔ بعض ہر وقت علیؑ علیؑ کا ورد و وظیفہ پڑھتے ہیں۔ اسی کو عبادت و ریاضت بلکہ عبادت کا مغز قرار دیتے ہیں۔ اسی طور پر کبھی کبھی خلفاء ثلاثہ کا نام لے لیتے ہیں تاکہ انکار محسوس نہ ہو۔ یہ بھی غلو فی الدین اور اہل السنۃ و جماعت کے کیس کو کمزور بنانا ہے۔ بعض حضرت امیر معاویہؓ کی خدمات، سیاست اور فتوحات سے متاثر ہو کر ان کے بیٹے یزید کی پاکی، طہارت اور مظلومیت ثابت کرتے ہیں اور اسے جنت دلوانے کے لیے قرآن و سنت سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر دلائل پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ذرا دیکھو تو سہی کہ کتنے عظیم باپ صحابی کا تب وحی کا بیٹا ہے۔ لہذا اس سے کوئی قصور و نہیں ہو سکتا یہ بالکل پاکدامن ہے۔ صرف رافضیوں کا پروپیگنڈا ہے یہ بھی غلو فی الدین اور تجاوز حد ہے۔ کیونکہ یزید اگر صحابی کا بیٹا ہونے کی وجہ سے بے قصور ہے تو پھر کنعان بنی حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا۔ وہ بھی ضرور جنتی ہوگا۔ حالانکہ قرآن پاک نے اسے قطعی کافر اور جہنمی قرار دیا ہے۔ البتہ زوال ایمان میں اختلاف کے سبب بعض ائمہ نے احتیاط کی راہ لی ہے۔ یہ بات تمام فرقوں کے نزدیک مسلم ہے کہ جنت میں جانے کے لیے سب سے پہلی شرط ایمان ہے۔ ایک آدمی ساری زندگی نیک اعمال کرے اور ایمان نہ ہو تو کچھ فائدہ نہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعِيهِ** وانا لہ کاتبون یعنی جو شخص نیک اعمال کرے اس حال میں کہ وہ مومن ہو تو اس کی نیکی میں سعی ضائع نہ کریں گے اور ہم اس کی ہر نیکی لکھوا رہے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت ابوطالب کے ایمان پر کتابیں اور بعض شاعروں نے منقبتیں لکھنا شروع کر دیں۔ بعض نے باقاعدہ اس کو دینی مشن بنا کر تبلیغ شروع کر

دی۔ میرے خیال میں یہ بھی غلو اور دین میں تجاوز ہے۔ دلیل یہ دینا کہ حضرت علیؓ کے والد تھے۔ اور حضور ﷺ کے بہت زیادہ خدمت گار تھے۔ ان کے بعض شعروں کو بھی دلیل ایمان بنایا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو جیسا تم کہہ رہے ہو لیکن یہ سب قیاسات و ظنیات ہیں۔ دوسری طرف قطعیات ہیں۔ آیت انک لا تہدی من احببت ولكن الله يهدي من يشاء وهو اعلم بالمہتدین۔ آیت کا شان نزول امام مسلم وغیرہ نے حضرت ابی ہریرہ سے تخریج کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (مرض وفات) اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا پڑھ لولا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) میں خود قیامت کے دن تیرے لیے گواہی دوں گا۔ تو ابوطالب نے کہا کہ قریش کی عورتوں سے اگر عار لگانے کا ڈر نہ ہوتا کہ وہ بین کرتے کہیں گی کہ موت سے ڈر کر پڑھا تو میں تیری آنکھوں کو کلمہ پڑھ کے ٹھنڈا کر دیتا۔ تو یہ آیت اتری۔ امام مسلم و امام بخاری، امام نسائی ابن منذر ابن جریر ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور امام بیہقی نے حضرت سعید بن المسیب کے والد کے واسطے سے حدیث تخریج کی۔ انہوں نے کہا کہ میں ابوطالب کی وفات کے وقت حاضر تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ اور ابوطالب کے پاس ابو جہل، عبد اللہ بن ابی منافق اور امیہ بن ابی لہبؓ کو پایا۔ حضور نے فرمایا: چچا پڑھ لولا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) کل میں اللہ تعالیٰ کے پاس تیرے لیے حجت بن جاؤں گا۔ ابو جہل، عبد اللہ بن ابی، امیہ نے کہا کہ کیا تو عبد * کے مذہب کو چھوڑتا ہے۔ پس لگا تا رسول حضور ﷺ کلمہ پیش فرماتے رہے اور وہ اس کے سامنے اپنی بات دھراتے رہے۔ یہاں تک کہ آخری کلمہ ان کا تھا ”علیٰ ملۃ عبد المطلب“ و ابی ان یقول لا الہ الا اللہ قال رسول اللہ ﷺ لا ستغفرن لک ما لم انھی عنک فانزل اللہ ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین الا یہ فانزل فی ابی طالب انک لا تہدی من احببت الا یہ۔

میں مذہب عبد * پر مارتا ہوں۔ اور لا الہ الا اللہ پڑھنے سے انکار کر دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: میں تیرے لیے بخشش کی دعا مانگتا رہوں گا تا وقتیکہ تجھ سے منع کر دیا جاؤں پس یہ آیت

نازل ہوئی۔ کسی نبی کی یہ شان نہیں اور نہ ہی ایمان والوں کو چاہیے کہ کسی مشرک کے لیے بخشش کی دعا مانگیں۔ اگر رشتہ دار ہوں۔ اور ابوطالب کے حق میں آیت نازل ہوئی کہ آپ جس کو محبوب رکھ کر ہدایت دیں ایسا نہیں کر سکتے صرف جس کو چاہے گا اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جاننے والا ہے۔

حضرات گرامی یہ وہ قطعیات ہیں جن کو محض قیاسیات سے یا خوش عقیدگی سے رد کرنا غلو فی الدین اور حد سے تجاوز ہے۔ چونکہ یہ مسائل ائمہ دین، مجتہدین، متکلمین، علماء محدثین و مفسرین اور فقہاء امت نے حل کر دیے ہیں۔ اب ان کے متعلق اپنے اپنے اجتہادات کا دخل احداث فی الدین بلکہ تغیر فی الدین ہوگا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے شیخ الحدیث مفتی غلام رسول قاسمی شرف اللہ وجہہ و کثر شرافتہ کو کہ انہوں نے ایسے آوارہ جوش کو روک لگانے کی کوشش کی ہے۔

آخر میں حضور سید مہر علی شاہ گیلانی نور اللہ مرقدہ النورانی کے مکتوبات کا ایک اور حوالہ پیش کر کے گزارشات ختم کرتا ہوں۔ تنبیہ ضروری:

قال اللہ تعالیٰ یا اہل الکتاب لا تغلوا فی دینکم الا یہ۔

اللہ تعالیٰ کو اعتدال اور میانہ روی ہر کام میں پسند ہے اور یہی ہے صراطِ مستقیم جسکی درخواست کے لیے ہم مامور ہیں۔ اور غلو و تجاوز، گودین میں ہی ہو موجب ضلالت و گمراہی و غضب الہی ہے۔ بسا اموں ایسے ہیں کہ فی حد ذاتہ صحیح بلکہ منجملہ اسباب کمال ایمان کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ بوجہ غلو و حد سے بڑھ جانے کے بدطینت اور فاسد الرائے انسان انہیں امور صحیحہ سے نتائج فاسدہ استنباط کر لیتا ہے۔ مثلاً حب اہل بیت، شہادت قرآن و حدیث و قرار داد اہل اللہ کمال ایمان کا موجب بلکہ بلحاظ اصول عین ایمان سمجھا گیا ہے۔ اس اصل صحیح میں غلو کرنے والے دو فرقہ ہو گئے۔ ایک فریق نے بغض و سبت صحابہ کا رستہ لے لیا۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے بعد اہل بیت کا منصب و حق غصب کر لیا ہے۔ دوسرا فریق معاذ اللہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ اور رسول

اور جبریل تک کا گستاخ ہو گیا۔ بدین خیال کہ رتبہ اہل بیت اور تقدّم علی الصحابہ (صحابہ کرام پر فوقیت) پر نص صریح کیوں وارد نہ ہوئی۔ یہ سب نتائج فاسدہ اصل صحیح حب اہل بیت سے تجاوز کے ہیں۔ اعلیٰ حضرت گولڑوی علیہ الرحمہ نے بڑی نفیس بات کہی ہے کہ حب اہل بیت، حب صحابہ کرام، حب اولیاء کرام، حب رسول ﷺ اصل صحیح بلکہ اصل ایمان ہیں۔ جیسے نعرہ حیدری اصلاً صحیح اور حب علیؑ کی علامت ہے لیکن بعض نتائج غلط لے کر یا علی کہنے کو شرک، یا رسول اللہ کہنے کو شرک کا فتویٰ نکال لیتے ہیں۔ اور بعض یا علی اور یا رسول نہ کہنے والے کو کافر بنا دیتے ہیں۔ یہ سب اصل صحیح کے غلط نتائج ہیں۔ بعض یا علی یا علی کرنے کو محبت اور حق چار یا کہنے کو برا جانتے ہیں۔ بعض نعرہ تکبیر پر ڈھیلہ ڈھالہ اللہ اکبر کہہ دیں گے۔ نعرہ رسالت پر بھی جوش نہ آئے گا نعرہ حیدری پر اتنا جوش دکھائیں گے جیسے کافر کے مقابلہ میں کھڑے ہیں۔ ایسی قسم کی تمام حرکتوں کو مسلک بریلوی اور مذہب اہل سنت سے جوڑ دیا گیا ہے۔ قوالی کی دھن پر تھرکنے کو بھی اہل سنت کا شعار بنا دیا گیا ہے۔ داڑھی منڈانے اور مونچھیں بڑھانے کو چشتی قلندری کا نام دے دیا گیا ہے۔ علماء دین و علم دین کی مخالفت کو تصوف کہہ دیا گیا ہے۔ نماز روزے کے ترک کو ملنگی کا نام دے دیا گیا ہے حتیٰ کہ شریعت و طریقت کو عجیب عجیب رنگ میں ڈھالنے والے کو کامل پیر اور لدنی عالم بنا دیا گیا ہے العیاذ باللہ۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

پھر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پیر طریقت غلام رسول قاسمی صاحب کو مزید جرأت کے ساتھ مسلک حقہ و مذہب مرضیہ اہل السنۃ و جماعۃ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین

خادم العلماء والطلباء محمد اظہر محمود اظہری عفی عنہ

صدر مدرس جامعہ حنفیہ عربیہ مفتاح العلوم

تربیلہ روڈ بن گئی حضور ضلع انک

۲۳ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ 17 جون 2009ء



تقریظ

حضرت علامہ ملک اللہ دتہ اعوان صاحب مدظلہ العالی

خطیب مرکزی جامع مسجد پی او ایف حویلیاں کینٹ

الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین شفیع المذنبین
المبعوث رحمة للعالمین وعلی آلہ الطاہرین المطہرین واصحابہ الہادیین
المہدیین اجمعین و علماء امتہ الراشدین المرشدین۔

عصر حاضر سے ملک الموت تیرا جس نے
روح کی قبض تیری دے کے تجھے فکرِ معاش

مادیت گزیدہ عصر حاضر میں فکرِ معاش اور جذبہ نکاثر نے حق و باطل اور ایمان و عقیدہ
کے نور کو گہنا اور سب سے کرب ناک المیہ مذہبِ حق اہل سنت و جماعت کے تبلیغی اور مذہبی پلیٹ
فارم پر فکرِ معاش کے ہاتھوں مردہ قلوب کے حامل افراد کا تسلط ہے۔

خارجی اور رافضی سوچ چونکہ جذبہ نکاثر کے لیے مہینز کا درجہ رکھتی ہے۔ بایں وجہ سوادِ
اعظم کا سٹیج اس کے پنجہ میں آسانی سے گرفتار ہو رہا ہے۔ اور سچی بات ہے کہ اب سنی اور شیعہ سٹیج
میں امتیاز بڑا مشکل ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ اہل سنت کے ملکی شہرت کے خطیب نعرہ تحقیق کا رد کرتے
سنائی دیتے ہیں۔ ذکرِ صحابہ صرف متروک ہی نہیں بلکہ اب جاہل عوام کیلئے ذکرِ صحابہ کا سننا کانوں
کیلئے بوجھل محسوس ہوتا ہے۔

اور حادثہ بالائے حادثہ یہ کہ اصلاح احوال کے لیے بالکل سکوت ہے۔ حضرت علامہ
پیر غلام رسول قاسمی صاحب کی تصنیف لطیف سکوت کے ان دبیز پردوں کو تار تار کرنے کے لیے
واقعی ضربِ حیدری ہے۔ مسئلہ افضلیت پر یہ کتاب اہل سنت سوادِ اعظم کی آواز ہے۔ اس پر
دنیاۓ علم کے مقتدر اور معتمد اعظم کی تقاریر کا کتاب کی تصویب پر دلیل ناطق ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس کتاب کے صدقہ اہل سنت کے تبلیغی سبج کی روح
مردہ کو حیاتِ نو نصیب فرمائے۔

آمین بجاہر رسولہ الکریم علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین

ملک اللہ دتہ اعوان

خطیب مرکزی جامع مسجد پی ادا ایف حویلیاں کینٹ

تقریظ

حضرت علامہ حافظ محمد عمر فاروق صاحب سعیدی مدظلہ العالی

ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ حنفیہ عثمان آباد مہڑھ مانسہرہ

صوبائی ناظم تنظیم المدارس اہل سنت سرحد

چیف آرگنائزر جماعت اہل سنت سرحد

نحمد اللہ علیٰ توفیقہ و الصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ محمد

و آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد!

فقیر نے کتاب مستطاب ”ضرب حیدری“ دیکھی تو بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی اور بے
ساختہ حضرت پیر طریقت قاطع رافضیت و مجددیت شیخ الحدیث والتفسیر پیر سائیں غلام رسول
قاسمی مدظلہ العالی کی درازی عمر کے لیے دعا نکلی۔ اللہ تعالیٰ ایسے صالح اور صحیح العقیدہ بزرگوں کو
سلامت رکھے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج کے اس پر فتن دور میں جہاں دیگر بہت سے فتنے پیسے اور دولت
کے بل بوتے پر اپنے غلط نظریات کا پرچار کر رہے ہیں وہاں روافض کا یہ فرقہ تفضیلیہ بھی اپنے کام
میں مگن ہے۔ ایسے میں مسلکِ حقہ اہل سنت کے مسلمہ عقیدہ فضیلت سیدنا صدیق اکبر اور آپ کے
خليفة بلا فصل ہونے پر قرآن و سنت کے شواہد کی تائید کے ساتھ ضرب حیدری لگانا یقیناً کسی مردِ حق
آگاہ کا کام ہی ہو سکتا ہے۔

کتاب پڑھنے سے جہاں حضرت کی علمی وجاہت کا اندازہ ہوتا ہے وہاں آپ کے بیان کی عمدگی، شستگی اور دلائل سے مرصع کلام یقیناً متلاشیانِ حق کی تسلی و تشفی کا باعث ہے۔ کتاب میں نہایت سادہ اور پر وقار اسلوب نگارش اپنایا گیا ہے اور قرآن و حدیث کے دلائل سے حضرت امیر المومنین خلیفہ بلا فصل سیدنا صدیق اکبر ؓ کی تمام صحابہ کرام اور پوری امت میں افضلیت ثابت کی گئی ہے۔ خصوصاً مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کے ارشادات نے تو یقیناً کتاب کو اسمِ با مسمیٰ بنا دیا ہے۔

آج کچھ حضرات نے پیسے کے زور پر اور محض اپنے آپ کو بڑا ثابت کرنے کے لیے اور نسی تقاخر کی بنیاد پر تفصیلی فرقہ کو اپنایا ہوا ہے جبکہ ظاہر میں وہ اپنے آپ کو اہل سنت کہلاتے ہیں۔ اہل سنت کے نذرانے بھرتے اور سادہ لوح سنی حضرات کو مالی اور روحانی ہر دو طریقوں سے خوب لوٹتے ہیں۔ اہل سنت کے نام سے خانقاہیں بھی بنا رکھی ہیں، پیری مریدی کا کاروبار چونکہ اہل سنت میں خوب چلتا ہے لہذا اس کی آڑ میں بہت فوائد ایسے حضرات سمیٹ رہے ہیں۔ ہمارے ہزارہ میں تو شیعیت کی یہ وبا جس میں افضلیت سیدنا صدیق اکبر کا انکار اور حضرت سیدنا امیر معاویہ ؓ کے خلاف گستاخانہ زبان کا استعمال در پردہ بہت سارے حضرات نے چلا رکھا ہے۔ کیونکہ حویلیاں جو اہل سنت کے نام سے اس گستاخی کا مرکزی اڈا ہے وہ سر زمین ہزارہ میں ہی واقع ہے۔ ضربِ حیدری اس علاقہ میں اہل سنت حضرات کے پاس ہونا انتہائی لازمی ہے۔

زیادہ سے زیادہ پڑھے لکھے عوام تک اس کتاب کو پہنچنا چاہیے۔

کتاب پڑھنے کے بعد ایک کمی یہ محسوس ہوئی کہ کتاب کے مصنف کا پورا تعارف نہایت ضروری ہے۔ اگرچہ ایسی علمی اور روحانی شخصیات تعارف کی محتاج نہیں ہوتیں مگر ایسے لوگوں سے عوام کا متعارف ہونا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی فیض رساں شخصیت کو مدتِ مدیدہ سلامت رکھے اور اس فیض کو تاصح قیامت جاری و ساری رکھے۔

آمین بجاہ النبی الکریم الامین

حافظ محمد عمر فاروق سعیدی

ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ حنفیہ عثمان آباد مہڑھ مانسہرہ

صوبائی ناظم تنظیم المدارس اہل سنت سرحد

چیف آرگنائزر جماعت اہل سنت سرحد

تقریظ

حضرت علامہ محمد نصیر احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی

جامعہ قادریہ رحمت ٹاؤن گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہر دور میں مختلف فرقے پیدا ہوتے رہے اور علماء حق اہل سنت و جماعت ان فرقوں کی سرکوبی کرتے رہے۔ یہ ایک الگ بحث ہے کہ وہ فرقے گمراہ بے دین ہوں یا سنیت کے روپ میں آ کر عقائد اہل سنت کے خلاف نظریات پیش کرتے رہے ہوں لیکن علماء حق نے ان بہروپے انداز میں آنے والوں کو پہچانا بھی اور انکے خلاف اعلائے کلمۃ الحق بلند کیا اور ہر محاذ پر انکا محاسبہ کیا۔ افسوس صد افسوس اس دور میں شیخ الاسلام، مفکر، قائد انقلاب نہ جانے کیا کیا القاب لیے ہوئے متفقہ عقائد اہل سنت جو چودہ سو سال سے امت میں بالاتفاق ہیں اور ان کو کسی نے کسی دور میں بھی آگے پیچھے نہ کیا۔ آج کا نام نہاد مفکر اپنے علم کے زور سے لوگوں میں غلط نظریات پھیلا رہا ہے نہ جانے رافضی خارجی بد مذہب کو کیوں خوش کرنا چاہتا ہے۔ اسے اپنی آخرت کیوں یاد نہیں۔ دشمنانِ سیدنا صدیق اکبر ﷺ کو خوش کرنے کے لیے من گھڑت نظریات پیش کر کے اپنی آخرت کو خراب کرنا کہاں کی عقل مندی ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ یہ آدمی اپنے آپ کو اہل سنت بھی کہلاتا ہے اور عقائد اہل سنت کی مخالفت بھی کرتا ہے یہ اسکا پہلا ہی واقعہ نہیں اس سے پہلے بھی کئی متفقہ مسائل میں امت کی مخالفت کرتا رہا ہے۔ افضلیتِ سیدنا صدیق اکبر ﷺ تابعین کے

اجماع سے ثابت ہے پھر یہ کہتا ہے کہ روحانی خلیفہ بلا فصل سیدنا حضرت علیؑ ہیں جب کہ ابو بکر صدیقؓ سیاسی خلیفہ بلا فصل ہیں یہ سراسر اجماع صحابہ تابعین اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی فضیلت کے عقیدہ سے انحرافی یا روگردانی اہل سنت سے خروج کو مستلزم کیونکہ یہی عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین تابعین عظام، ائمہ مجتہدین، جمہور علماء کرام سلف و خلف کا ہے۔

میں نے شیخ الحدیث حضرت مفتی پیر سائیں غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی کی تصنیف مبارکہ ضرب حیدری کا لفظ بلفظ مطالعہ کیا ہے قبلہ سائیں صاحب نے نفس مسئلہ کے متعلق قرآن کریم، احادیث مبارکہ، اجماع امت اور قیاس سے دلائل کا ذخیرہ موجود پایا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ پر آپ کی تحقیق حرف آخر کا مقام رکھتی ہے۔ میں علماء اہل سنت اور عوام سے گزارش کروں گا کہ اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ شائع کر کے اس فتنہ کی سرکوبی کی جائے تاکہ آئندہ کوئی ایسی جسارت نہ کرے۔ خصوصاً اہل سنت کے اشاعتی ادارے اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ شائع کر کے جہاد اعلائے کلمۃ الحق میں شامل ہو جائیں۔ آخر میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں۔ اے میرے مولا حضرت علامہ غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی کی اس تصنیف لطیف کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرما کر آپ کو دو جہاں کی نعمتوں سے سرفراز فرما اور سب کے لیے اس کتاب کو ذریعہ نجات و ہدایت بنا۔ (آمین ثم آمین)

عوام اہل سنت سے گزارش کروں گا کہ ایسے آدمی سے بچ کر رہے جو اہل سنت کے نظریات کے خلاف اپنے نظریات لوگوں میں پھیلا کر لوگوں کو رافضی بنانا چاہتا ہے۔ عوام اہل سنت، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلویؒ کے دامن سے وابستہ رہے یہ نجات کا راستہ ہے کسی ادنیٰ حضرت کی تحقیق کو نہ مانے جس کی تحقیق جہالت پر مبنی اور اجماع صحابہ و تابعین اور اجماع امت کے خلاف ہو۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والوں جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے

بحرۃ سید المرسلین

دعا گو بندہ ناچیز

محمد نصیر احمد دیلی

۲۹ ربیع ال آخر ۱۴۳۰ بروز اتوار

جامعہ قادریہ رحمت ٹاؤن گوجرانوالہ

برطانیق ۲۶ اپریل ۲۰۰۹

مقدمہ از مصنف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآئِ وَالْمُرْسَلِیْنَ

وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

دنیاۓ اسلام کے عظیم ترین علماء کی تقاریر پر مبنی چکی ہیں۔ فقیر بھی کچھ باتیں مقدمے کے طور پر عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہے۔ عالمی میلاد کانفرنس میں ایک خطیب صاحب نے فرمایا کہ استقبال مدینہ کے موقع پر سب مرد اور عورتیں ناچ رہے تھے۔ خطیب صاحب کی یہ بات تحریف الغالین ہے۔ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ بِحِزَابِهِمْ کو یہ مفہوم پہنانا اور اسلام کی مقدس ترین خواتین کے لیے ناچنے کا لفظ استعمال کرنا مر جانے کا مقام ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ کانفرنس میں کہنے لگے کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کی روایت کردہ احادیث کو ثنائیات اور احادیث کا نام ہم نے پہلی مرتبہ دیا ہے۔ خطیب صاحب کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ ثنائیات اور وحدانیات کی اصطلاحیں پہلے سے وضع کی جا چکی ہیں اور مسند امام اعظم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کے مقدمہ صفحہ نمبر ۱۰ پر موجود ہیں اور خطیب صاحب کا یہ دعویٰ اِنْتَحَالَ الْمُبْطِلِیْنَ ہے اور قلت مطالعہ کی انتہا ہے۔ حقیقت محمدیہ کے موضوع پر لیاقت باغ کے خطاب میں فرمانے لگے کہ حضور ﷺ اللہ کی مثل ہیں۔ خطیب صاحب کے یہ الفاظ خالص کفریہ ہیں۔ اس قسم کی باتیں بول کر فرماتے ہیں کہ جو بات میں نے کی ہے وہ آپ کو کتابوں میں نہیں ملے گی، کبھی پوری امت کے علماء کو حاسد قرار دیتے ہیں اور کبھی فرماتے ہیں کہ میں فتویٰ پر وف ہو گیا ہوں مجھے علماء کے فتوؤں کی کچھ پرواہ نہیں۔ اس طرح جب یہ لوگ اسلام کے بنیادی عقائد کی جڑ کاٹنے لگے اور ان کی باقاعدہ تبلیغ ہونے لگی تو مجبوراً ہمیں

قرطاس و قلم تھا منا پڑا۔

گمراہ لوگ اپنے وسائل کے بل بوتے پر اور اپنے حواریوں کو ساتھ ملا کر بڑے بڑے علمی کام سرانجام دیتے رہے ہیں اور دنیا میں اپنا نام پیدا کر لیا ہے۔ خوارج اور معتزلہ کی تاریخ آپکے سامنے ہے جن کی قرآنی خدمات، تحریکی و جہادی سرگرمیوں اور بہترین منصوبہ بندی کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حتیٰ کہ قادیانیوں کا نیٹ ورک اتنا مضبوط ہے کہ اسے دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے اور قادیانی اپنی تنظیمی سرگرمیاں اور وسیع نیٹ ورک دکھا دکھا کر لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے اس قدر کتابیں لکھیں اور عیسائیوں کی تردید کا ایسا ڈھونگ رچایا کہ اچھے خاصے سمجھدار لوگوں کے دل میں اس کے بارے میں حسن ظن پیدا ہو گیا اور اس کی مدد کرنے پر آمادہ ہو گئے، چنانچہ خواجہ غلام فرید صاحب کوٹ مٹھن والے رحمۃ اللہ علیہ غلط فہمی کا شکار ہو گئے اور فرمادیا کہ ”یہ شخص حمایتِ دین پر کمر بستہ ہے۔ علماء تمام مذاہب باطلہ کو چھوڑ کر اس نیک آدمی کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں۔ لیکن جب مرزا قادیانی کی نئی کتابیں خواجہ صاحب تک پہنچیں تو بے زاری کا اظہار کیا (مہر منیر صفحہ ۲۰۵)۔

معلوم ہوا کہ اصل چیز تحریکی وسعت، مضبوط نیٹ ورک، کثرت تصانیف اور چرب زبانی نہیں ہوتی بلکہ قرآن و سنت اور اجماع کی پابندی، سوادِ اعظم سے لزوم اور حضور ﷺ کے غلاموں کی غلامی اصل چیز ہے۔

اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ہر دور میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو غالیوں کی تحریف، مبطلین کی علمی چوری اور جاہلوں کی تاویل کی نفی کرتے رہیں گے یَحْمِلُ هَذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلْفٍ عَذُولُهُ يَنْفَوْنَ عَنْهُ تَحْرِيفُ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالُ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَاوِيلُ الْجَاهِلِيْنَ (مشکوٰۃ حدیث نمبر: ۲۳۸)۔

اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ ہر دور میں جاہلانہ تاویلیں ہوں گی، غالیانہ تحریفات ہوں گی اور علمی سرفے ہوتے رہیں گے۔ یہ حرکتیں کرنے والے خود کو مسلمان کہیں گے اور ان پر گرفت کرنے والے اس امت کے ذمہ دار افراد ہوں گے۔ اسی حدیث کو مد نظر رکھتے ہوئے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی غرض سے علماء نے عصرِ حاضر کے ایک عظیم فتنے کا نوٹس لیتے ہوئے

ضرب حیدری پر تقاریظ لکھ کر اپنی ذمہ داری نبھائی ہے۔

ڈاکٹر طاہر القادری صاحب نے اپنی کتاب السیف المجلیٰ میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ سیاسی خلیفہ تھے اور حضرت علی ؓ باطنی اور روحانی خلیفہ تھے۔ نیز لکھا ہے کہ سیاسی خلافت کا دائرہ فرش تک ہے اور ولایت کا دائرہ عرش تک ہے (حاصل السیف المجلیٰ صفحہ ۸، ۹)۔

ڈاکٹر صاحب نے صدیق اکبر ؓ کی روحانی خلافت کا انکار کیا ہے جو خالص اور خالص رافضیت ہے اور اسی طرح خلافت کا دائرہ فرش تک اور ولایت کا دائرہ عرش تک بتا کر موازنہ کرنا صدیق اکبر ؓ کی شان اقدس میں بے ادبی ہے۔ اس بات کو سمجھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ یہی الفاظ اگر کوئی خارجی شخص مولانا علی ؓ کے بارے میں بک دے تو یہ لوگ معاذ اللہ اور لا حول ولا قوۃ کی صدا میں بلند کرنے لگیں گے۔ بس فیصلہ ہو چکا کہ جس طرح یہ الفاظ بولنا خارجیت ہے بالکل اسی طرح صدیق اکبر ؓ کے حق میں ایسے الفاظ بولنا رافضیت ہے۔ اہل سنت وہ ہے جو چاروں خلفاء راشدین کو ظاہر اور باطن دونوں لحاظ سے خلیفہ تسلیم کرے۔

ذرا غور فرمائیے۔ کیا یہ محض اتفاق ہے کہ تفضیل شیخین کا منکر ہی سیدنا امیر معاویہ ؓ پر بھی زبان درازی کرتا ہے؟ اور کیا یہ محض اتفاق ہے کہ یہی لوگ مَرَجَ الْبُحْرَيْنِ سے مراد مولانا علی اور سیدۃ النساء رضی اللہ عنہما لیتے ہیں حالانکہ اس سے اگلے الفاظ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ (الرحمن ۵۵: ۲۰) سے قبول نہیں کر رہے۔ دوسری جگہ پر بیٹھا اور نمکین پانی اور پھران دونوں کے درمیان برزخ اور حجر مجبور بیان ہوا ہے وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبُحْرَيْنِ هَذَا عَذَبَ فُرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ أَجَاخٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحَجَرًا مَّخْجُورًا (الفرقان ۵۳: ۲۵)۔ تیسری جگہ مچھلی کے گوشت اور کشتیوں وغیرہ کی بات بھی اس رافضیانہ تفسیر پر تازیانے برسا رہی ہے: وَمَا يَسْتَوِي الْبُحْرَيْنِ هَذَا عَذَبَ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَذَا مِلْحٌ أَجَاخٌ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ حُلِيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاجِرَ (فاطر ۱۲۳: ۱۲)۔ یہی لوگ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللَّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ سے مراد حسنین کریمین علیٰ جدهما علیہما الصلوٰۃ والسلام لیتے ہیں۔ حالانکہ علماء نے صاف لکھا ہے کہ هُوَ مِنْ تَاوِيلِ الْجَهْلَاءِ وَالْخَمَقَائِ كَالرَّوَافِضِ یعنی یہ جاہلوں اور احمقوں کی تاویل ہے جیسے روافض (مرقاۃ جلد ۱ صفحہ ۲۹۲، الاتقان جلد ۲ صفحہ ۱۸۰، مقدمۃ فی اصول التفسیر صفحہ ۳۸-۳۹، مجمع البحار جلد ۵ صفحہ ۲۳۶، فیض القدیر

جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)۔ ہمارے مخاطبین کے پسندیدہ عالم ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں اس روایت کے بارے میں لکھا ہے کہ اسنادہ ظلمات بغضہا فوق بغض یعنی اس کی سند میں ظلمات ہیں جو ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں (منہاج السنۃ ۴/۶۶)۔

کیا یہ بھی محض اتفاق ہے کہ ایسے ہی لوگ کہتے پھر رہے ہیں کہ چھپن سال کی عمر تک سیدنا امام حسین ؑ کے جسم اقدس پر ایک بال بھی سفید نہیں تھا مگر جیسے ہی جوان بیٹے کی لاش اٹھا کر واپس آئے تو سر اور داڑھی کے بال سفید ہو چکے تھے (شہادتِ امام حسین صفحہ ۴۳ اشاعت دوم مارچ ۱۹۹۲ء)۔ حالانکہ صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ سیدنا امام حسین ؑ کے کٹے ہوئے سر مبارک پر سیاہ خضاب لگا ہوا تھا (بخاری حدیث نمبر: ۳۷۸۷)۔ ظاہر ہے کہ بال مبارک پہلے سے سفید تھے اسی لیے آپ ؐ مجاہد کی حیثیت سے خضاب لگاتے تھے۔

کیا یہ بھی محض اتفاق ہے کہ ایسے ہی لوگ اجماع امت کو جوتی کی نوک پر بھی نہیں سمجھتے اور بہت باتوں میں اجماع امت کے خلاف چلتے ہیں جبکہ اجماع کا انکار روافض کا شعار ہے۔ کیا یہ بھی محض اتفاق ہے کہ ایسے ہی لوگ روافض کی محافل و مجالس میں جا کر انہیں خوش کرتے ہیں اور ان سے اچھے تعلقات رکھتے ہیں اور ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ یہ ساری رافضیانہ باتیں فردواحد میں جمع، آخر کیوں؟

انتہائیہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے یہاں تک کہا ہے کہ ”جو ملاں ملواناں شیعہ اور سنی کو دودو کرے اسے دو کر دو“ (سی ڈی)۔ غور فرمائیے، دنیا بھر کے تمام علماء و مشائخ نے آج تک شیعہ اور سنی کو دودو ہی سمجھا ہے، حضور سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمۃ سمیت ہر صدی کے مجددین نے کھل کر روافض کی تردید کی ہے، بلکہ انہیں خوارج سے بھی زیادہ خطرناک قرار دیا ہے بلکہ جمہور اہل سنت نے روافض کی تکفیر کی ہے اور بعض نے ان کے خلاف مستقل کتابیں لکھی ہیں، مگر ڈاکٹر صاحب ان سب کو ملاں ملواناں قرار دے کر انہیں دو کر دینے کا اعلان کر رہے ہیں۔

روافض کی پرانی عادت ہے کہ کسی سنی کہلانے والے بکاؤ کو پیسوں سے تول کر اس سے شانِ علی میں اپنی مرضی کی تقریر کروا لیتے ہیں۔ امام شعبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں کہ شیعہ لوگ چاندی سے میرا گھر بھر دیں تو میں سیدنا علی کے بارے میں جھوٹی تقریر کر کے ایسا کر سکتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم میں سیدنا علی کے بارے میں کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا لَوْ شِئْتُ اَنْ

يَمْلَأُوا ابْنَتِي هَذَا وَرَقًا عَلَى أَنْ أَكْذِبَ عَلَى عَلِيٍّ لَفَعَلْتُ، وَاللَّهِ لَا كَذَبْتُ عَلَيْهِ أَبَدًا رَحِمَ
(کتاب السنۃ لعبداللہ بن احمد بن حنبل حدیث رقم: ۱۲۰۸)۔

اب اگر اپنے داغ مٹانے کے لیے کوئی صاحب شانِ صدیق اکبر میں چالیں گھنٹے کے خطاب کرتے ہیں مگر پورے خطاب میں صدیق اکبر کی روحانی افضلیت اور ولایت باطنی میں خلافت تسلیم نہیں کرتے تو یہ خطاب محض ڈرامہ ہے۔ جھگڑا صرف شان کا نہیں بلکہ روحانی افضلیت کا ہے۔ چالیں گھنٹے کی مشقت اٹھانے کی بجائے آدھے منٹ میں اس قسم کے سارے الفاظ واپس لے کر مسئلے کو حل کر سکتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چالاکیاں کام نہیں دیتیں۔

دوسری جہت سے دیکھیے تو جن لوگوں نے ولایت میں مولاعلیٰ کو افضل کہا ہے ان کے پیروکار کھل کر مطلق افضلیت شیخین کا انکار کر رہے ہیں۔ اور ان کے اداروں کے بعض فارغ التحصیل حضرات باقاعدہ رافضیت کے مبلغ بن چکے ہیں اور امام بارگاہوں میں جا جا کر حبِ اہل بیت کے بہانے سنیت کو پامال کر رہے ہیں۔ ان کے ماہنامہ دخترانِ اسلام کے تازہ ترین شمارے میں لکھا ہے کہ: حضور سرورِ کائنات ﷺ کے چاہنے والے، علی حیدر کرار کو مولا ماننے والے اور حسین ابنِ علی رضی اللہ عنہما کا ماتم کرنے والے شیطانی قوتوں سے برسرِ پیکار ہیں (ماہنامہ دخترانِ اسلام اگست 2010ء صفحہ ۳۶)۔

استاد اگر ایک فٹ پھسلے تو شاگرد لازماً ایک میل پھسل جاتا ہے۔ اسی لیے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ يَهْدِمُ الْإِسْلَامَ زَلَّةُ الْعَالِمِ یعنی عالم کے پھسلنے سے اسلام تباہ ہو جاتا ہے۔ ادھر روافض ہیں کہ ایسے لوگوں کی تقریروں اور تحریروں کو حوالہ بنا کر سنی عوام کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب آئے دن کوئی نئی بات کہہ دیتے ہیں جس سے حضور کریم ﷺ کی امت آپس میں الجھ پڑتی ہے مثلاً جناب نے یہاں تک کہہ دیا کہ: 12 ربیع الاول اور کرسمس ڈے کو ایک جیسی اہمیت حاصل ہے (Web.www.Minhaj.Org، ڈیلی انصاف 3 جنوری 2006ء)۔ کرسمس تقریب میں خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: یہودی اور عیسائی مومن ہیں یہ کفار نہیں ہیں (CD)۔

اندازہ فرمائیے، یہ بات کس قدر بیہودہ ہے؟ پھر اس بات کی وجہ سے جناب کے

پیر و کار اور دوسرے مسلمان کس حد تک جھگڑ رہے ہیں؟ مدعی سست گواہ چست کے طور پر ان کے ساتھی اس بات کو صحیح ثابت کرتے پھرتے ہیں۔ لیکن اہم سوال یہ ہے کہ جھگڑے کی یہ نوبت کیوں آئی؟ یہ بات ہانک کر جناب کو کیا ملا؟ جناب کا وہ امت کا درد کہاں گیا؟ وہ اتحاد اور اتفاق کے نعرے اور کوششیں کیا ہوئیں؟ گویا پرانے اختلافات سب غلط تھے اور جو اختلافات ڈاکٹر صاحب دے رہے ہیں وہ عین اسلام؟ جناب کی تمام رافضیانہ باتوں پر بھی یہی سوال ہے۔ اللہ کریم جل جلالہ کی توفیق سے فقیر نے جن آنے والے خطرات کو بھانپ کر، ان کا بروقت نوٹس لیا ہے، شاید ہر شخص ان خطرات کو فی الحال محسوس نہ کر سکے۔

سینہ خواہم شرحہ از فراق

تا بگویم شرح در داشتیاق

لیکن اتنا تو ضرور غور فرمانا چاہیے کہ اگر کتاب ہذا کا مصنف نا سمجھ ہے تو کیا یہ بڑے بڑے جید اور مقتدر علماء بھی نا سمجھ ہیں جنہوں نے دل کھول کر اس کتاب پر تقاریظ لکھی ہیں اور مصنف کا کما حقہ ساتھ دیا ہے۔ یہ وہ علماء ہیں جن کی مثال عصر حاضر میں پوری دنیا کے اندر نہیں ملتی۔ ان علماء میں بعض تفضیلیوں کے استاد بھی شامل ہیں۔

فقیر نے تقاریظ حاصل کرنے کا یہ اہتمام اسی لیے کیا ہے کہ فقیر کے خلاف آواز اٹھانے والے کسی بھی شخص کے پاس محض جذبات کے سواء کوئی حجت باقی نہ رہے، نہ اپنے ضمیر کے سامنے اور نہ اللہ کی بارگاہ میں۔ یہ لوگ جن لوگوں کو تنگ نظر کہہ رہے ہیں حضور کریم ﷺ انہیں حاملین علم اور عدول قرار دے رہے ہیں۔

یہ کتاب ہم نے اس لیے لکھی ہے تاکہ اسلام کا طیب و طاہر ریکارڈ درست رہے اور پندرہویں صدی کے کسی مبتدع اور ضال کی تحریریں آئندہ نسلوں کے لیے حوالہ نہ بن جائیں۔ اللہ کریم جل شانہ ہمیں ذاتی عناد کی وجہ سے کسی کی مخالفت سے عطا فرمائے اور حق بات کہنے اور برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور فقیر کی اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنی بارگاہ ناز میں شرف قبول عطا فرمائے آمین۔

نوٹ:- اس جدید ایڈیشن میں مزید تقاریظ، عربی عبارات پر اعراب، احادیث کی تخریج اور تحقیق اور تفضیلیہ کے ضرب حیدری پر بعض اعتراضات کے جوابات کا اہتمام کیا گیا ہے۔ لطف کی بات

یہ ہے کہ الحمد للہ ضربِ حیدری پر کیے جانے والے اعتراضات میں سے اکثر کے جواب بلکہ ان کی کسی بھی نئی کتاب کے دلائل کے جواب پہلے ہی ضربِ حیدری میں موجود ہیں۔ ہم نے تجربہ کیا ہے ان کے اکثر لوگ کتاب کو پڑھتے ہی نہیں ہیں۔

فقیر غلام رسول قاسمی

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ بمطابق 1 جولائی 2008ء جدید ترین ایڈیشن 12 جنوری 2011ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



ضربِ حیدری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
 وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَّا بَعْدُ

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مناقب

اللہ کریم جل و علا شانہ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے صحابہ کو تمام جہانوں پر فضیلت دیتے ہوئے منتخب فرمایا۔ ان میں سے تین سوتیرہ اصحاب بدر سب سے افضل ہیں۔ ان میں سے عشرہ مبشرہ افضل ہیں۔ پھر ان میں سے خلفاء راشدین افضل ہیں۔ پھر خلفاء راشدین میں سے سیدنا ابوبکر صدیق سب سے افضل ہیں۔ دوسرا نمبر سیدنا فاروق اعظم کا، تیسرا نمبر سیدنا عثمان غنی کا اور چوتھا نمبر سیدنا علی المرتضیٰ کا ہے رضی اللہ عنہم۔

جہاں خلفاء ثلاثہ کو فضیلت حاصل ہے وہاں حضرت علی المرتضیٰ ﷺ کو بھی اللہ کریم نے بے پناہ کمالات اور خصائص سے نوازا ہے۔

بعض بدعقیدہ لوگ حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ (ختین) سے بغض رکھتے ہیں اور بالخصوص امیر المومنین و امام الواصلین سیدنا و مولینا علی المرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا کے خصائص کا سرے سے ہی انکار کرتے ہیں۔ یہ لوگ خارجی اور ناہبی ہیں۔ محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: **الْخَوَارِجُ كِلَابُ النَّارِ** یعنی خارجی جہنم کے کتے ہیں (ابن ماجہ حدیث نمبر: ۱۷۳)۔

کوئی صاحب ایمان مولا علی کرم اللہ وجہہ کے خصائص و کمالات کا انکار کیسے کر سکتا ہے جب کہ چشم پینا کو احادیث میں تصریحات نظر آ رہی ہیں کہ علی المرتضیٰ ہی ذریت رسول ﷺ کے جد

امجد ہیں۔ سیدۃ النساء علیٰ ایہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کے شوہر ہیں۔ ابنِ عمر رسول ہیں جنہیں محبوب کریم ﷺ نے غزوہ تبوک پر جاتے وقت پیچھے چھوڑا تو فرمایا اَنْتَ مِنْنِي بِمَنْزِلَةِ هَازُنَ مِنْ مُوسَىٰ یعنی تم مجھ سے وہی تعلق رکھتے ہو جو ہارون کا موسیٰ سے تھا (بخاری حدیث نمبر: ۴۷۱۶، ۴۷۱۷، ۴۷۱۸، ۶۲۲۱، ۶۲۲۲، ترمذی حدیث نمبر: ۳۷۳۱، ۳۷۳۲، ابن ماجہ حدیث نمبر: ۱۱۵)۔ وہ ہر مومن کے محبوب و ناصر ہیں جنگی شان میں تاکید ارشاد ہوا کہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَاَلَاهُوَ عَادٍ مَنْ عَادَاہُ یعنی جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے، اے اللہ جو علی کو دوست مانے تو اسے اپنا دوست بنا اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ (ترمذی حدیث نمبر: ۳۷۱۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر: ۶۰۹۱)۔ وہی فاتح خیبر ہیں جنکے حق میں حبیبِ کبریا ﷺ نے فرمایا کہ کل میں جہنم اسے دوں گا جو خدا و رسول کا پیارا ہوگا اور خدا و رسول اسے پیارے ہوں گے (بخاری حدیث نمبر: ۲۹۴۲، ۳۰۰۹، ۳۷۰۱، ۳۷۱۰، مسلم حدیث نمبر: ۶۲۲۳)۔ وہی ساکنِ در دولت مصطفیٰ تھے جنہیں سرکار نے مسجد نبوی میں سے جنابت کی حالت میں گزرنے کی اجازت دی (ترمذی حدیث نمبر: ۳۷۲۷)۔ وہ برادرِ مصطفیٰ تھے جو مواخاتِ مدینہ کے موقع پر روتے ہوئے آئے کہ مجھے آپ نے کسی کا بھائی نہیں بنایا تو حضور ﷺ نے فرمایا اَنْتَ اَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ یعنی تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو (ترمذی حدیث نمبر: ۳۷۲۰)۔ بے شمار صحابہ کے بارے میں یہ الفاظ تو موجود ہیں کہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں لیکن یہ اضافی الفاظ صرف مولا علی کے بارے میں فرمائے گئے ہیں کہ لَا يُؤَدِّي عَنِّي اِلَّا عَلِيٌّ یعنی میری ادائیگی علی کے سوا کوئی نہیں کر سکتا (ترمذی حدیث نمبر: ۳۷۱۹، ابن ماجہ حدیث نمبر: ۱۱۹)۔ یہ وہ بابِ العلم ہیں جنہیں تمام صحابہ سے بڑا قاضی ہونے کا اعزاز حاصل ہے (مشکوٰۃ حدیث نمبر: ۶۱۲۰)۔ اسی لیے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایسی مجلسِ قضیٰ و علم سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے جس میں علی موجود نہ ہوں (الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۶)۔ وہ عظیم المرتبت ہستی علی المرتضیٰ کی تھی جنہیں حبیبِ کبریا ﷺ نے حکم دیا کہ میرے کندھوں پر چڑھ کر کعبہ کی چھت پر سے بت گرا دیں۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آ رہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کناروں کو چھو لوں (السنن الکبریٰ للنسائی حدیث نمبر: ۸۵۰۷)۔ آپ کی نماز کی خاطر سورج کو واپس لوٹایا گیا (الشفاء جلد ۱ صفحہ ۱۸۵ زَوَائِدُ ثَقَات)۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے رسول اللہ ﷺ ہاتھ

مبارک اٹھا کر دعا فرما رہے تھے کہ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِثِّنِيْ حَتّٰی تُرِنِّيْ عَلَيَّا اے اللہ مجھے اس وقت تک وفات نہ دینا جب تک علی کو نہ دیکھ لوں (ترمذی حدیث نمبر: ۳۷۴۳)۔ ہجرت کی رات رسول اللہ ﷺ کے بستر پر سوئے (الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۷۶)۔ انہیں کے بارے میں سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علی میں اٹھارہ خوبیاں ایسی ہیں کہ ان میں سے صرف ایک بھی انکی آخرت سنوارنے کے لیے کافی تھی۔ جب کہ ان میں سے تیرہ خوبیاں ایسی ہیں جو صرف انہی کے خصائص ہیں اور اس امت میں کسی دوسرے کو یہ اعزاز حاصل نہیں لَقَدْ كَانَتْ لَهُ ثَلَاثَةُ عَشَرَ مَنْقِبَةً لَّمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ (طبرانی اوسط حدیث نمبر: ۸۴۳۲)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے علامہ سیوطی علیہ الرحمہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ: خلفاء ثلاثہ کے فضائل و مناقب بھی اسی طرح کثرت سے ہیں بلکہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر ہیں بلکہ بیشتر ازاں (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۶۷۴)۔
فقیر اقم الحروف نے چاروں خلفاء راشدین علیہم الرضوان کے خصائص پر ”کتاب الخصاص“ لکھ دی ہے، جو الحمد للہ چھپ چکی ہے۔

تفضیلی رافضیوں کا تعارف

دوسری طرف بعض لوگ وہ ہیں جو مولا علی کو سیدنا ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق (شیخین) سے بھی افضل مانتے ہیں حالانکہ مولا علی کے خصائص تیرہ ہیں تو صدیق اکبر کے خصائص کی تعداد بیس سے بھی زیادہ ہے۔ جنکی تفصیل اس کتاب میں بیان کی جا رہی ہے۔ پڑھ کر دیکھ لیجیے۔
خصائص و فضیلت صدیق کے منکر رافضی اور تفضیلی ہیں۔ یہ لوگ بھی خوارج ہی کی طرح ہیں مگر دوسری انتہا پر کھڑے ہیں۔ ان دونوں کے برعکس اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے: تَفْضِيلُ الشَّيْخَيْنِ وَ حُبُّ الْمُحْتَسِنَيْنِ یعنی شیخین کو افضل ماننا اور ختنین سے محبت رکھنا (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰)۔ علماء اہل سنت نے سخت تنبیہ فرمائی ہے کہ شیخین کی فضیلت کا یہ معنی نہیں کہ خدا نخواستہ ختنین کی محبت میں کمی آ جائے اور ختنین کی محبت کا یہ معنی نہیں کہ انہیں شیخین سے افضل سمجھ لیا جائے۔

شیعہ مذہب میں بے شمار فرقے پائے جاتے ہیں۔ ان کے فرقوں کی تفصیل بے شمار علماء کرام علیہم الرضوان نے اپنی کتابوں میں بیان فرمائی ہے۔ مثلاً شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ

الرحمۃ نے تحفہ اثنا عشریہ میں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے السیف المسلول میں، حضور غوث اعظم و قطب الاقطاب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے غنیۃ الطالبین میں۔ وغیرہ اس مذہب کی ایک خاص تعلیم تفسیر ہے، یعنی دین کو چھپانا۔ اس تفسیر کی وجہ سے ان کے تمام فرقوں کی شناخت اور تعاقب نہایت مشکل ہو چکا ہے۔

آج ہم جس موضوع پر قلم اٹھا رہے ہیں وہ ان کے ایسے فرقے ہیں جو خود کو اہل سنت کہتے ہیں۔ انکی بھی متعدد اقسام ہیں۔ ان میں ایک فرقہ مولا علیؑ کو پہلے تین خلفاء سے افضل کہتا ہے۔ اس فرقے کو تفصیلی فرقہ کہا جاتا ہے۔ ان کا ایک فرقہ حضرت امیر معاویہؓ کو گالیاں دیتا ہے۔ اکثر ایسا بھی ہے کہ جو لوگ تفصیلی ہیں وہی سیدنا امیر معاویہ کے بھی دشمن ہیں۔ یہ سب گمراہ اور بدعتی فرقے ہیں۔ علماء اہل سنت نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ لوگ اہل سنت سے خارج ہیں۔

اہل علم جانتے ہیں کہ خوارج، روافض اور معتزلہ تینوں گمراہ فرقے ہیں جو اجماع امت اور سواد اعظم کو کوئی چیز نہیں سمجھتے۔ خارجی کا معنی ہے نکل جانے والا، رافضی کا معنی ہے چھوڑ دینے والا اور تنزیہی ہو جانے والا، معتزلہ کا معنی ہے علیحدہ ہو جانے والا۔ جو شخص سواد اعظم کے خلاف اپنی خرافات کو درست ثابت کرنے کے لیے قرآن و سنت سے دلائل پیش کرتا ہو اسے ملحد کہا جاتا ہے۔ ملحد کا لفظ لحد سے بنا ہے اور لحد ایک گوشے اور پہلو کو کہتے ہیں۔ ٹیڑھا ہو جانا اور تیر کا نشانے سے خطا ہو جانا بھی الحاد کہلاتا ہے۔ اسی لیے بغلی قبر کو بھی لحد کہا جاتا ہے اور لحد کو قبر کے وسط کی بجائے قبر کی بغل میں بنایا جاتا ہے۔ گویا روافض، خوارج اور معتزلہ والا مفہوم ملحدین میں بھی پایا جاتا ہے۔ لغت اٹھا کر دیکھ لیجیے ان کے ناموں کے یہی معانی ہیں جو ہم نے بیان کیے ہیں۔ ان سب میں ایک ہی روح کا فرما ہے۔ یعنی سواد اعظم سے نکلنے والے، چھوڑنے والے اور علیحدہ ہونے والے۔ اسی قدر مشترک (Common Factor) کی وجہ سے یہ اپنی ہی سوچ کے مالک اور آزاد خیال ہوتے ہیں۔ یہی آزاد خیالی ان کے اندر کثرت سے فرقوں کو جنم دینے کا سبب بنی۔ ان کا ہر بندہ اپنی ذاتی تحقیق اٹھائے پھرتا ہے جو دوسروں سے بالکل مختلف اور نرالی ہوتی ہے۔ یہ لوگ تحقیق کی آڑ میں جب بال کی کھال اتارتے ہیں تو بے چاری بھولی عوام عیش عش کرنے لگتی ہے، مگر انہیں خبر نہیں ہوتی کہ یہ شخص گمراہ ہے اور انہیں بھی گمراہ کر رہا ہے۔

جو لوگ اپنی گردن سے سبیل المومنین کا پٹہ اتار کر آزاد خیال ہو جاتے ہیں اور ان کی

مثال کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہوتی ہے جو خدا معلوم کس کی گود میں جا کر گرے یا کون سے کھبے پر الجھ جائے۔ لیکن لٹ جانا اور تار تار ہو جانا بہر حال اس کا مقدر ہوتا ہے نعوذ باللہ من ذلک۔

ماضی قریب میں بہت سے لوگ ایسے گزرے ہیں جو غیر مقلد تھے، خود کو اہل حدیث کہتے تھے۔ مگر آپ یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ غیر مقلد ہی نہیں بلکہ غیر مقلدین کے سردار ہونے کے باوجود وہ لوگ میلاد مناتے تھے۔ پکے وہابی ہونے کے باوجود انہیں اہل بیت اطہار علیہم الرضوان سے بہت محبت تھی۔ صحیح معنی میں آزاد خیال ہونے کے باوجود وہ تفضیلی تھے۔ ہم نے یہ سب باتیں نہایت ذمہ داری کے ساتھ لکھی ہیں۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیے۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد تھے مگر اس کے باوجود وہ میلاد مناتے تھے اور انہوں نے میلاد کے جواز کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: *الشمامة العنبرية في مولد خير البرية*۔ علامہ وحید الزمان غیر مقلدین کا ٹھیکدار عالم ہے مگر اس کے باوجود وہ تفضیلی تھا اس کی کتاب لغات الحدیث پڑھ کر دیکھیے جو چھ جلدوں میں ہے اور اس میں وہ جگہ جگہ محبت اہل بیت کا نوحہ کرتا ہے۔ مرج البحرین سے مراد مولا علی اور سیدۃ النساء رضی اللہ عنہما لیتا ہے اور اللؤلؤ والمرجان سے مراد حسنین کریمین علیٰ جہما علیہما الصلوٰۃ والسلام لیتا ہے۔ دوسری طرف اس شخص نے احناف کی درسی کتاب شرح عقائد نسفی پر تخریج بھی لکھی ہے جس کا نام ہے: *أحسن الفوائد في تخریج أحادیث شرح العقائد*۔ یہ بے چارہ غیر مقلد ہے جو کہیں تفضیلی ہے اور کہیں خنفت پر کام کر رہا ہے۔

سید سلیمان منصور پوری بھی ایک معروف غیر مقلد عالم ہیں جنہوں نے سیرت کے موضوع پر تین جلدوں میں کتاب رحمۃ للعالمین لکھی ہے۔ یہ کتاب پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے دل میں اہل بیت کی محبت ٹھاٹھیں مار رہی ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ غیر مقلد ہیں۔

پروفیسر ابو بکر غزنوی اسی ذہن اور اسی خیال کے آدمی تھے۔ بلکہ یہ تو اہل حدیث ہونے کے باوجود پیری مریدی بھی کرتے تھے اور آباؤی طور پر نقشبندی سلسلے سے وابستہ تھے۔

محبت رسول کا دعویٰ تو ہر غیر مقلد اور رافضی و تفضیلی بھی لیے پھرتا ہے مگر خرابی ان سب میں یہی ہے کہ اپنے دیگر عقائد میں افراط و تفریط کا شکار ہیں اور سوادِ اعظم سے ٹکرانے کی وجہ سے کوئی خارجی ہے، کوئی رافضی اور کوئی معتزلہ ہے۔

شاذ، متروک اور مردود اقوال تقریباً ہر موضوع پر کتب میں دستیاب ہیں۔ مثلاً بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام نبیوں سے افضل ہیں حتیٰ کہ ہمارے نبی کریم ﷺ سے بھی افضل ہیں۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ فرعون بخشا گیا۔ بعض میں لکھا ہے کہ یزید بخشا گیا۔ بعض میں لکھا ہے کہ چونکہ یزید مسلمان تھا اگرچہ گناہگار تھی، لہذا اسے رحمت اللہ علیہ کہنا جائز ہے۔ ایسی باتوں میں سے بعض الحاقی ہیں، بعض موضوع ہیں اور بعض مرجوح۔

اس کے علاوہ معتزلہ، خوارج، روافض اور نیچریوں کی کتابوں میں رنگارنگ خرافات موجود ہیں۔ ان خرافات میں معراج کا روحانی ہونا، مولا علی کا غلطی پر ہونا، امام حسین کا باغی ہونا وغیرہ شامل ہیں معاذ اللہ۔

لیکن یاد رکھیے، حق کا معیار سوادِ اعظم کا اختیار کردہ مؤقف ہے۔ جس شخص نے وسائل کے بل بوتے پر بہت بڑی لائبریری جمع کر لی ہو اس کی لائبریری میں ہر طرح کی لغویات موجود ہو سکتی ہے۔ اگر ایسے شخص کا ہاضمہ خراب ہے تو وہ متداول کتب پر بھروسہ کرنے اور مختار اقوال کی پیروی کرنے کی بجائے علماء کے تفردات، متروک و مردود اقوال اور نایاب کتب کے حوالہ جات پر نہ صرف اعتماد کرتا ہے بلکہ فخر بھی کرتا ہے اور بال کی کھال اتار اتار کر اپنے غلط مؤقف کو نہایت رکیک تاویلات کے ذریعے ثابت کرتا ہے اور اپنی تحقیق کی تائید میں کسی معتزلہ یا خارجی وغیرہ کا قول یا کسی کا مردود قول پیش کر کے اپنی تحقیق کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ اسکے مقابلے پر سوادِ اعظم خواہ کچھ بھی چیخا رہے اسے پرواہ نہیں ہوتی۔ عوام الناس اسکی ایسی خرافات کو علمی دقائق سمجھ کر عرشِ عرش کر اٹھتے ہیں۔ ایسا شخص اگر باتونی اور زبان دراز بھی ہو اور اسکے پاس وسائل بھی ہوں تو وہ دین کیلئے اور علماء کے لیے اچھی خاصی پریشانی کھڑی کر سکتا ہے۔ حبیب کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اَخَوْفَ مَا اَخَافُ عَلَى اُمَّتِي كُلِّ مَنْ اَفَقَّ عَلَيِّمِ اللِّسَانِ یعنی مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف ایسے منافق شخص کا ہے جو زبان چلانے میں ماہر ہوگا (مسند احمد حدیث نمبر: ۱۴۴)۔ اس طرح کے لحد لوگ صریح احادیث کی موجودگی میں اپنے قیاس کو ترجیح دیتے ہیں۔

در اصل بعض لوگوں نے اپنے ساتھیوں کو کنوئیں کا مینڈک بنا دیا ہے اور یہ بیچارے کسی دوسرے عالم کی تقریر کو بھی پسند نہیں کرتے اور تحریر کو بھی۔ ظاہر ہے کہ جب یہ کسی دوسرے عالم کے پاس جائیں گے نہیں تو اس کی صلاحیتوں سے آگاہ کیسے ہوں گے۔ حضرت ایوب تابعی علیہ الرحمہ کا

قول ہے کہ اِذَا ارَدْتُ اَنْ تَعْرِفَ خَطَا مَعْلَمِكَ فَجَالِسْ غَيْرَ لِعْنِي اِغْرَمَ اِنِّي اَسْتَاذُكَ غُلَطِي سے آگاہ ہونا چاہتے ہو تو اس کے علاوہ بھی کسی کے پاس جا کر بیٹھا کرو (سنن دارمی حدیث نمبر: ۶۴۷)۔

آدم برسرِ مطلب، ہم نے یہ رسالہ تفضیلیوں کے رد میں تحریر کیا ہے۔ اس موضوع پر ہماری یہ تصنیف کوئی پہلی تصنیف نہیں بلکہ تفضیلیوں کے رد میں لکھی جانے والی اہم کتابیں حسبِ ذیل ہیں۔

- ۱۔ الْحَبْلُ الْوَثِيقُ فِي نَصْرِ الصِّدِّيقِ
مصنفہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۔ قَرَّةُ الْعَيْنَيْنِ فِي تَفْضِيلِ الشَّيْخَيْنِ
مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۔ اِرَالَةُ الْخَفَائِ
مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۴۔ سِرُّ الْجَلِيلِ فِي مَسْئَلَةِ التَّفْضِيلِ
مصنفہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۵۔ اَلصَّوَاعِقُ الْمُخْرِقَةُ
مصنفہ حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ
- ۶۔ سبع سنابل (پہلا سنبلہ)
مصنفہ حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ
- ۷۔ مَطْلَعُ الْقَمَرَيْنِ فِي ابَانَةِ سَبْقَةِ الْعُمَرَيْنِ
مصنفہ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۔ اَلزَّلَالُ الْاَتَقَى مِنْ بَحْرِ سَبْقَةِ الْاَتَقَى
مصنفہ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۔ غَايَةُ التَّحْقِيقِ فِي اِمَامَةِ عَلِيٍّ وَ الصِّدِّيقِ
مصنفہ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۔ تزکِ مرتضوی

مصنفہ حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تفضیلیوں کا طریقہ واردات

کچھ تفضیلی تو ایسے ہیں جو صاف لفظوں میں سیدنا علی المرتضیٰ کو شیخین کریمین علیہم الرضوان سے افضل کہتے ہیں۔ لیکن کچھ تفضیلی ایسے ہیں جو زبان اور قلم سے شیخین کو افضل کہتے ہیں مگر اس افضلیت سے مراد خلافت ظاہری میں افضلیت لیتے ہیں اور ولایت باطنی میں افضلیت کو سیدنا علیؑ کا خاصہ قرار دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ پھر وہی سابقہ تفضیل ہے۔ ان دونوں طبقوں میں کوئی فرق نہیں بلکہ دوسرا طبقہ اپنی مکاری کی وجہ سے پہلے سے زیادہ خطرناک ہے۔ ان کے اس طریقہ واردات کو بے نقاب کرتے ہوئے امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اُدھر والوں میں جن کے قلوب نے غلبہ ہوا و غلظت و جفا سے تفضیل شیخین کو گوارا نہ کیا اور صریح انکار میں نام سنیت مسلوب ہوتے دیکھا، ناچار تحصیل مطلوب و دفع مکروہ کی یہ راہ نکالی کہ زبان سے تفضیل شیخین کا اقرار اور ترتیب مذکورہ اہل سنت پر بکشادہ پیشانی اصرار رکھا مگر افضلیت کے معنی وہ تراشے جس سے ان کا مرتبہ مولانا علی پر بڑھنے نہ پائے اور اپنا مطلب فاسد ہاتھ سے نہ جائے۔ اس فرقہ کے سامنے جس قدر دلائل قرآن و حدیث و آثار اہل بیت و اقوال علماء سے پیش کیجیے محض بے سود پڑتے ہیں۔ وہ سب کے جواب میں ایک ذرا سی بات کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں تفضیل شیخین سے کب انکار ہے ہم خود انہیں بعد انبیاء افضل البشر جانتے ہیں۔ مگر افضلیت کے معنی یہ ہیں، نہ وہ جو تم سمجھے۔ لیجیے آدھے فقرہ میں سارا دفتر گاؤ خورد ہو گیا۔ کی کرائی محنت برباد گئی (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۳۲)۔

مطالعہ رکھنے والے احباب جانتے ہیں کہ قادیانی بھی خود کو ختم نبوت کا منکر نہیں مانتے اور پرویزی بھی اپنا منکر حدیث ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ یہی طریقہ واردات تفضیلیوں کا بھی ہے۔

اب ہم اولاً قرآن، سنت اور اجماع سے حضرت صدیق اکبرؑ کی افضلیت ثابت کرتے ہیں اور اسکے بعد تفضیلیوں کے دلائل و اعتراضات کی تردید کریں گے۔ وَاللّٰهُ التَّوَفِیْقُ

قرآن میں افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ

(۱) - لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا يَعْنِي تَمِّمُوا مِنْ جَنَاحِ الْمَلِكِ مَنْ لَمْ يَجِدْ لَهُ مَالًا فَالْيَدِ يُغْنِي عَنْهُ وَالْيَدُ الَّتِي يُسَوِّدُ بِهَا الْوَجْهَ وَالْيَدُ الَّتِي يُبَوِّسُ بِهَا الْبَطْنُ وَالْيَدُ الَّتِي يُسَوِّدُ بِهَا الْوَجْهَ وَالْيَدُ الَّتِي يُبَوِّسُ بِهَا الْبَطْنُ

اس آیت کی تفسیر میں مختلف علماء کرام نے ایسی زبردست بحث لکھی ہے کہ ایک سے بڑھ کر ایک۔ مثلاً تفسیر بغوی میں ہے کہ یہ آیت سیدنا صدیق اکبر ؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ آپ سب سے پہلے اسلام لائے، سب سے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا۔ سیدنا ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ اسلام کی خاطر سب سے پہلے نبی کریم ؐ اور صدیق اکبر ؓ نے تلوار اٹھائی (بغوی جلد ۴ صفحہ ۲۹۵)۔ یہی بات تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۲۲۸ اور مدارک جلد ۴ صفحہ ۲۲۸ پر بھی موجود ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ ایمان والوں کو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس آیت میں صدیق اکبر سب سے ٹاپ پر ہیں لَہُ الْخَطُّ الْأَوْفَرُ۔ اور تمام انبیاء کی امتوں میں سے اس پر عمل کرنے میں سید و سردار ہیں۔ انہوں نے اپنا سارا مال اللہ کی رضا کے لیے خرچ کر دیا (ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۴۰۴)۔

تفسیر قرطبی میں ہے کہ یہ آیت ابو بکر ؓ کی افضلیت کا واضح ثبوت ہے۔ آپ سب سے آگے ہیں اس لیے کہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔ سب سے پہلے جہاد کیا اور سب سے پہلے اللہ کے نبی پر اپنا مال خرچ کیا (تفسیر قرطبی جلد ۱ ص ۲۰۶)۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ واحدی کا قول ہے کہ ابو بکر پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام کی خاطر قتال فرمایا۔ جبکہ علی اسلام کے ابتدائی دنوں میں ننھے سے بچے تھے (تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۵۲)۔

بیضاوی میں ہے کہ یہ آیت البکر ﷻ کے بارے میں نازل ہوئی اس لیے کہ آپ

سب سے پہلے ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ فرمایا اور کفار سے دست و گریباں ہوئے حتیٰ کہ اتنی زبردست ماریں کھائیں کہ انسان ان سے ہلاک ہو سکتا ہے (تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۲۶۸)۔

مشرکین مکہ نے جب نبی کریم ﷺ کے گلے میں کپڑا ڈال کر سانس مبارک دبانے کی کوشش کی تو صدیق اکبر ﷺ نے مشرکین سے ہاتھ پائی کر کے انہیں دفع کیا اور فرمایا تم اس آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس رب کی طرف سے معجزات بھی لایا ہے (بخاری حدیث نمبر: ۳۶۷۸، ۳۸۵۶، ۴۸۱۵)۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ لوگوں نے پوچھا کہ محمد کا یہ ہمدرد کون ہے؟ دوسروں نے جواب دیا یہ ابو قحافہ کا بیٹا ہے پاگل (مسند رک حاکم حدیث نمبر: ۴۲۸۰)۔

آخر میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا ارشاد پیش خدمت ہے جو اپنی صدی کے مجدد اور دنیائے اسلام کی عظیم ترین علمی اور روحانی شخصیات میں شمار ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

یہ آیت اس موضوع پر نص ہے کہ فتح سے پہلے قربانیاں دینے والے بعد والوں سے بہتر ہیں۔ (الٰہی اَنْ قَال) صدیق اکبر نے ہجرت سے پہلے قتال بھی فرمایا اور اللہ کی راہ میں خرچ بھی کیا اور فاروق اعظم نے ہجرت سے پہلے قتال فرمایا۔ بخلاف دوسرے تمام صحابہ کے، حضرت مرتضیٰ ہوں یا ان کے علاوہ (چہ حضرت مرتضیٰ وچہ غیر او) ان سے قبل از ہجرت قتال و انفاق واقع نہیں ہوا۔ پس اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ شیخین، حضرت مرتضیٰ سے افضل ہیں (ازالۃ الخفا جلد ۱ صفحہ ۲۹۶-۲۹۷)۔

امام بغوی علیہ الرحمہ نے اسی آیت کی تفسیر میں شانِ صدیق اکبر میں ایک زبردست حدیث اپنی مکمل سند کے ساتھ نقل فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت ابوبکر بھی موجود تھے۔ آپ نے عبا پہنی ہوئی تھی جسے سامنے سینے کے پاس کانٹوں سے بچھپایا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا، ابوبکر نے یہ کیسا لباس پہن رکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے اپنا سارا مال فتح مکہ سے پہلے مجھ پر خرچ کر دیا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ عز و جل فرماتا ہے کہ ابوبکر کو میرا سلام پہنچائیں اور

اس سے پوچھیں کہ کیا تم اس فقر کی حالت میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے صدیق کو سلام پہنچایا اور یہ سوال پوچھا۔ ابو بکر نے عرض کیا میں اپنے رب سے ناراض ہو سکتا ہوں؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں (بخاری جلد ۴ صفحہ ۲۹۵، ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۴۰۴، ابونعیم جلد ۷ صفحہ ۱۰۵، کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۸)۔ قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ اسنادُهُ ضَعِيفٌ

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یہی وجہ ہے کہ تمام صحابہ نے ابو بکر کو اپنے سے آگے سمجھا ہے اور ابو بکر کے افضل ہونے اور آگے نکل جانے کا اقرار کیا ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اول ہیں، ابو بکر ثانی ہیں اور عمر ثالث ہیں اور جس شخص نے مجھے ابو بکر اور عمر سے افضل کہا میں اسے مفتری کی سزا کے طور پر اسی کوڑے ماروں گا۔ اور اسے شرعی گواہی کے لیے نا اہل قرار دوں گا۔ پہلے والوں نے بعد والوں کی نسبت زیادہ تکالیف اٹھائی ہیں اور ان کی رائے اور مشورے نافذ ہوئے ہیں جن سے اسلام نے ترقی کی ہے (تفسیر قرطبی جلد ۷ صفحہ ۲۰۶)۔

جمع اہل سنت کو اس بات پر اس قدر یقین اور وثوق حاصل ہے کہ ہم نے اسی حدیث کو بنیاد بنا کر اپنی کتاب کا نام بھی ضربِ حیدری رکھا ہے۔ آج اگر مولانا علیؒ حبیبہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہوتے تو ان تفضیلیوں کو اسی کوڑے لگاتے۔ لہذا ہم سے ناراض ہونے سے پہلے سوچ لیجیے کہ ہمارے سر پر دستِ تائید مولانا علیؒ کا موجود ہے۔ جس کا جی چاہے مولانا علیؒ پر ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے ان سے جنگ کر کے دیکھ لے۔

اس کے علاوہ علماء کرام علیہم الرضوان نے بہت سی آیات سے افضلیتِ صدیق اکبرؓ پر استدلال کیا ہے۔ جن میں سے چند آیات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۲)۔ وَثَانِيِ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ یعنی دو میں سے دوسرا جب وہ دونوں غار میں تھے (توبہ: ۴۰)۔ اس کی تفسیر میں سیدنا حسان بن ثابت ؓ فرماتے ہیں کہ لَمْ يَغْدُلْ بِهِ زَجَلًا یعنی ابو بکر جیسا کوئی نہیں (متدرک حاکم حدیث نمبر: ۴۴۶۸)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ حسان کی جبریل کے ذریعے مدد فرما (بخاری حدیث نمبر: ۴۵۳، ۳۲۱۲، ۶۱۵۲، مسلم حدیث نمبر: ۶۳۸۴)۔ اور جبریل اللہ کے حکم کے بغیر نہیں

چلتے۔ گویا حضرت حسان نے جو کچھ فرمایا وہ دراصل خدا کا فرمان ہے۔

(۳)۔ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ یعنی جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے تو وہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا جو انبیاء اور صدیقین اور شہید اور صالحین ہیں (النساء: ۶۹)۔

(۴)۔ الَّذِينَ إِنْ مَكَنْتُمْ فِي الْأَرْضِ آقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی وہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں سلطنت عطا فرمائیں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں (حج: ۴۱)۔

(۵)۔ قرآن مجید کی کئی آیات نقل کرنے کے بعد وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى (الیل: ۱۷) کی تفسیر میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بس صدیق اکبر اتقی امت است واتقی امت اکبر امت است وهو المطلوب باین اسلوب کہ تقریر نمودیم کتاب اللہ بوجوہ بسیار بر افضلیت صدیق و فاروق دلائل می نماید یعنی بس صدیق اکبر پوری امت میں سب سے زیادہ متقی ہیں۔ اور جو امت میں سب سے زیادہ متقی ہوتا ہے وہ سب سے زیادہ اکرم ہوتا ہے اور ہم یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کتاب اللہ بہت سی وجوہات کی بناء پر صدیق اکبر اور فاروق اعظم کی افضلیت پر دلالت کر رہی ہے (ازالۃ الخفا جلد ۳ صفحہ ۳۰۱)۔

حضرت علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ أَجْمَعُوا أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ یعنی اس پر اجماع ہے کہ یہ آیت ابو بکر کے بارے میں نازل ہوئی (صواعق محرقة صفحہ ۶۶)۔ امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ مِنَّا عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ ؓ یعنی ہمارے تمام مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ابو بکر ؓ کو قرار دیا گیا ہے (تفسیر کبیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۷)۔

حضرت علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں أَنَّ بَعْضَهُمْ حَكَّى الْأَجْمَاعَ مِنَ الْمُفَسِّرِينَ عَلَى ذَٰلِكَ یعنی بعض مفسرین نے اس پر اجماع بیان کیا ہے کہ یہ آیت سیدنا ابو بکر صدیق کے بارے میں اتری (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۷۰)۔

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: وَ فِيهَا التَّصْرِيحُ بِأَنَّهُ اتَّقَى مِنْ سَائِرِ الْأُمَمَةِ وَالْإِتْقَى هُوَ الْأَكْرَمُ عِنْدَ اللَّهِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ وَالْأَكْرَمُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ أَفْضَلُ فَتَنْجِ أَنَّهُ أَفْضَلُ مِنْ بَقِيَّةِ الْأُمَمَةِ يَعْنِي اس آیت میں تصریح ہے کہ ابو بکر ساری امت سے بڑھ کے متقی ہیں اور قرآن کی روشنی میں جو متقی ہوتا ہے وہی اکرم ہوتا ہے۔ اور جو اللہ کے ہاں اکرم ہے وہی افضل ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ابو بکر پوری امت میں افضل ہیں اور اس آیت کو حضرت علیؓ پر چسپاں کرنا ممکن نہیں جیسا کہ بعض جاہلوں نے انتہا درجے کا جھوٹ گھڑا ہے (صواعقِ محرقة صفحہ ۶۶)۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ الْإِتْقَى كَالْفَصْلِ الْكَبَرِ کے بارے میں خاص ہے اور نحوی قاعدے کے لحاظ سے کوئی دوسرا اس میں شامل نہیں ہو سکتا (الاتقان جلد ۱ صفحہ ۳۰)۔ نیز فرماتے ہیں کہ قَدْ تَوَارَدَتْ خَلَائِقُ مِنَ الْمُفَسِّرِينَ لَا يُحْصُونَ عَلَى أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ يَعْنِي خَلِيقٌ مفسرین جن کی تعداد حد و حساب سے باہر ہے، اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر کے بارے میں نازل ہوئی (الحاوی للفتاویٰ جلد ۱ صفحہ ۳۱۲)۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں پورا رسالہ تصنیف فرمایا ہے جس کا نام ہے ”الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق“۔ یہ رسالہ الحاوی للفتاویٰ میں موجود ہے۔ مصنف قدس سرہ نے اس آیت سے افضلیتِ صدیق ثابت کرنے کی انتہا کر دی ہے اور منکرین کو تفضیلی ہی نہیں بلکہ رافضیوں کا ساتھی اور خبیث عقیدے والا کہہ دیا ہے۔

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: لَا تَفْقَ الْمُفَسِّرِينَ عَلَى أَنَّ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِؓ یعنی اس پر مفسرین کا اجماع و اتفاق ہے کہ یہ آیت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے بارے میں نازل ہوئی (تفسیر مظہری جلد ۱۰ تفسیر سورۃ البیل: ۱۷)۔

امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس آیت کی تفسیر میں عربی زبان میں سو صفحات پر مشتمل ایک مفصل رسالہ تحریر فرمایا ہے جس کا نام الزَّلَّالُ الْإِتْقَى مِنْ بَحْرِ سَبْقَةِ الْإِتْقَى ہے جو فتاویٰ رضویہ جلد ۲۸ میں چھپ چکا ہے۔

إصْدَقُ الصَّادِقِينَ ، سَيِّدُ الْمُتَّقِينَ

چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

جہاں تک متقی ہونے کا تعلق ہے تو ہر صحابی متقی ہے لیکن یہاں بات متقی کی نہیں بلکہ الاقی کی ہو رہی ہے۔ چنانچہ تفسیر ضیاء القرآن میں ہے: حضور سرورِ عالم ﷺ کے حلقہ عقیدت میں داخل ہونے والے سب انہی صفات سے متصف تھے اور ان کی اعلیٰ ترین مثال حضرت صدیق اکبر کے عمل میں ملتی ہے (ضیاء القرآن جلد ۵ صفحہ ۵۸۲)۔

قرآن مجید میں سیدنا صدیق اکبر ﷺ کیلئے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

۱۔ الاقی (اللیل: ۱۷) ۲۔ اعظم درجہ (الحمدید: ۱۰)

۳۔ سابق (واقعہ: ۱۰) ۴۔ مقرب (واقعہ: ۱۱)

۵۔ صاحب الرسول (توبہ: ۴۰) ۶۔ ثانی الشئین (توبہ: ۴۰)

۷۔ تصدیق کرنے والا (زمر: ۳۳) ۸۔ صدیق کورب راضی کرے گا (لیل: ۳۱)

آیت وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ کے ساتھ ذرا وہ حدیث جوڑ کر دیکھیے کہ ابو بکر کے احسانوں کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ خود دے گا۔ اب فرمائیے! ان الفاظ کا تعلق خلافت ظاہری سے ہے یا ولایت باطنی سے؟ نیز صدیق اکبر کے خصائص بھی شمار کرتے جائیے۔ یہ تو صرف قرآن ہے، اب ذرا احادیث بھی ملاحظہ فرمائیے۔

احادیث میں فضیلت صدیق رضی اللہ عنہ

امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک پورا باب باندھا ہے جس کا نام ہے فَضْلُ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ یعنی نبی ﷺ کے بعد ابو بکر کی فضیلت (بخاری کتاب: فضائل اصحاب النبی ﷺ ۳۲/۴ باب: فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ حدیث نمبر: ۳۶۵۵)۔ امامت صدیق والی احادیث پر باب باندھا ہے جس کا نام ہے أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ یعنی علم اور فضیلت والا آدمی امامت کا زیادہ حقدار ہے (بخاری کتاب الأذان، ۹۷/۴۶ باب: اهل العلم والفضل احق بالامامة حدیث نمبر: ۶۷۸)۔ امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے باب التفضیل باندھا ہے جس میں شیخین کی فضیلت دوپہر کے سورج کی طرح واضح فرمائی ہے (ابوداؤد ۴/۲۷۳ من کتاب السنۃ/ باب التفضیل)۔ ترمذی میں ایک باب ہے: مَرْثِيَةُ أَبِي

بَكْرٍ وَعُمَرُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ۔ اس موضوع پر تفصیلاً چالیس احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى ﷺ قَالَ: مَرَضَ النَّبِيُّ ﷺ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّهُ رَجُلٌ رَقِيقٌ، إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، قَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَعَادَتْ، فَقَالَ: مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَإِن كَانَ صَوَاحِبُ يَوْسُفَ، فَاتَاهُ الرَّسُولُ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (بخاری حدیث رقم: ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۲، ۳۳۸۵، مسلم ۹۴۸، ترمذی حدیث رقم: ۳۶۷۲)۔ ذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ فِي بَابٍ: أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ هَذَا الْحَدِيثُ مُتَوَاتِرٌ (تاریخ اختلاف صفحہ ۵۱)۔

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے اور تکلیف شدید ہو گئی، تو فرمایا: ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے، حضرت عائشہ نے عرض کیا وہ نرم دل والے آدمی ہیں، جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے، فرمایا: ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ ام المومنین نے وہی بات دہرائی، تو فرمایا: ابوبکر سے کہہ لوگوں کو نماز پڑھائے، تم لوگ یوسف کے زمانے والیاں ہو، پھر قاصداً نکلے پاس گیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔ علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو متواتر کہا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جس باب کے تحت یہ حدیث نقل فرمائی ہے اس باب کا نام ہے: أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ یعنی اہل علم اور اہل فضیلت امامت کا زیادہ حقدار ہے (بخاری حدیث نمبر: ۶۷۸) اور یہ بات بھی خلافت ظاہری سے پہلے کی ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی امامت سے فضیلت پر استدلال فرمایا ہے فَاتَّاهُمْ عُمَرُ ﷺ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ يَوْمَ النَّاسِ، فَأَيُّكُمْ تُطِيبُ نَفْسَهُ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: نَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ تَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ (المصنف لابن ابی شیبہ ۵۷۲/۸، سنن نسائی حدیث رقم: ۷۷۷، مستدرک حاکم حدیث رقم: ۴۴۷۹، وَقَالَ صَحِيحٌ وَوَأَفَقَهُ الدَّهْبِيُّ)۔

(۲)۔ لَا يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَوْمَهُمْ غَيْرُهُ يَعْنِي كَيْسٍ قَوْمٍ كَوَيْهِ زَيْبٌ نَحْنُ لَا دِيَارَ لَنَا إِلَّا بِأَبِي بَكْرٍ (بخاری حدیث نمبر: ۳۶۷۳)۔ اس حدیث کی شرح

میں ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ أَفْضَلُ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ فَإِذَا ثَبَتَ هَذَا فَقَدْ ثَبَتَ اسْتِحْقَاقُ الْخِلَافَةِ يَعْنِي اس حدیث میں دلیل ہے کہ ابوبکر صدیق جمیع صحابہ سے افضل ہیں۔ پھر جب فضیلت ثابت ہوگئی تو اس کے بعد خلافت کا حقدار ہونا خود بخود ثابت ہو گیا (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۴)۔

مرقاۃ کی عبارت پر غور کیجیے۔ فضیلت پہلے ثابت ہو رہی ہے اور استحقاق خلافت اس کے نتیجے میں ثابت ہو رہا ہے۔ کہاں گیا تفصیلیوں کا وہ عقیدہ کہ فضیلت خلافت ظاہری پر محمول ہے۔ (۳)۔ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا لِّخَلِيلٍ لَّاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا يَعْنِي اگر میں کسی کو خلوت کا دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن میں اللہ کا خلیل ہوں (مسلم حدیث نمبر: ۶۱۷۲، ۶۱۷۳، ۶۱۷۴، ترمذی حدیث نمبر: ۳۶۵۵، ابن ماجہ حدیث نمبر: ۹۳)۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو متواتر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: قَدْ وَرَدَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، وَ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ الْمُعَلَّى، وَ عَائِشَةَ، وَ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، وَ قَدْ سَرَدْتُ طُرُقَهُمْ فِي الْأَحَادِيثِ الْمَتَوَاتِرَةِ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۵)۔

اس حدیث پر غور فرمائیے صدیق اکبر ﷺ کو خدا کی دوستی کے ترازو میں تول کر رکھ دیا گیا ہے۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے پسندیدہ اور محبوب شخصیت قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی خلافت ظاہری سے بہت پہلے کی بات ہے۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ هَذَا الْحَدِيثُ دَلِيلٌ ظَاهِرٌ عَلَى أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَفْضَلُ الصَّحَابَةِ يَعْنِي یہ حدیث ابوبکر کے افضل الصحابہ ہونے پر زبردست دلیل ہے (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۳)۔

(۴)۔ ایک مرتبہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ صدیق اکبر کے آگے آگے چل رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اس شخص کے آگے کیوں چل رہے ہو جس سے بہتر شخص پر نبیوں کے بعد سورج طلوع نہیں ہوتا (فضائل الصحابہ حدیث نمبر: ۱۳۷، ابونعیم حدیث نمبر: ۳۱۵۹ تقریب البغیۃ بترتیب احادیث الحلیۃ، تاریخ بغداد للخطیب جلد ۱۲ صفحہ ۴۳۸، المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر: ۷۳۰۶، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۲۴ حدیث نمبر: ۱۴۳۱۳)۔ صَحَّحَهُ الشَّافِعِيُّ عَبْدُ الْعَزِيزِ فِي تَفْسِيرِهِ وَ ذَكَرَ ابْنُ جَوْزِيِّ طُرُقَهُ، وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ مَكَى لَهُ شَوْهَدٌ مِنْ وُجُوهِ أُخَرٍ تَفْضِي لَهُ بِالصَّحَّةِ أَوْ الْحُسْنِ وَقَدْ أَشَارَ ابْنُ كَثِيرٍ إِلَى الْحُكْمِ بِصَحَّتِهِ [الصواعق

المحرقة صفحہ ۶۸]۔ یہ حدیثِ فضیلتِ صدیق پر صریح نص ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث کو حضور سیدنا امام جعفر صادق ؑ نے بھی روایت فرمایا ہے، اور فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد امام محمد باقر سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد امام زین العابدین سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ مجھے میرے والد ماجد سیدنا امام حسین ؑ نے بتایا اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد علی بن ابی طالب سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ الْحَدِيثُ یعنی ابو بکر سے بہتر شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا (الریاض النضرہ ۱/۱۳۶)۔ اس حدیث کے راوی تمام اہل بیت اطہار ہیں اور ایسی سند کو سلسلۃ الذہب کہتے ہیں یعنی سونے کی لڑی۔

(۵) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: أَبُوبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَ أَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ یعنی حضرت عمر بن الخطاب ؓ فرماتے ہیں کہ ابو بکر ہمارے آقا و سردار تھے اور ہم سب سے بہتر تھے اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو پیارے تھے (بخاری حدیث نمبر: ۳۶۶۸، ترمذی حدیث نمبر: ۳۶۵۶، مستدرک حدیث نمبر: ۷۷۷۷)۔

(۶) ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسان ؓ سے فرمایا کیا تم نے ابو بکر کی شان میں کچھ لکھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا سناؤ میں سننا چاہتا ہوں۔ انہوں نے یہ رباعی سنائی:

وَتَانِي اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُتْنِيفِ وَقَدْ طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ إِذْ صَعَدَ الْجَبَلَا

وَكَانَ حَبْرَ رَسُولِ اللَّهِ قَدْ عَلِمُوا مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَغْدِلْ بِهِ رَجُلَا

ترجمہ: آپ دو میں سے دوسرے تھے اس بابرکت غار میں اور دشمن نے اس کے ارد گرد چکر لگایا جب وہ پہاڑ پر چڑھا۔ ابو بکر اللہ تعالیٰ کے رسول کے محبوب تھے اور لوگوں کو اس بات کا علم تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق میں سے کسی کو آپ کا ہم پلہ نہیں سمجھتے (ترجمہ از تفسیر ضیاء القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۱۳)۔ (مستدرک حاکم حدیث نمبر: ۴۴۶۸، ۴۵۱۸، الاستیعاب صفحہ ۴۳۰، تاریخ الخلفاء للسيوطی صفحہ ۳۹)۔ سَكَتَ عَنْهُ الْحَاكِمُ

طبرانی میں ہے کہ یہی حدیث سیدنا علی المرتضیٰ ؑ نے بھی روایت فرمائی ہے اور یہ

رباعی سن کر نبی کریم ﷺ اتنا ہنسے کہ آپکے پچھلے دانت مبارک نظر آ گئے۔ اور فرمایا اے حسان تو نے سچ کہا ابو بکر اسی مرتبے کا مالک ہے (صواعق محرقة صفحہ ۸۵)۔

(۷)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اِنَّ مِنْ اَمَنِ النَّاسِ عَلٰی فِیْ ضَخْبَتِهِ وَمَالِهِ اَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مَتَّخِذًا خَلِيْلًا مِنْ اُمَّتِيْ لَا تَتَّخِذْتُ اَبَا بَكْرٍ، وَلٰكِنْ اُخُوَّةَ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّةً لَا يَنْقِيْنَ فِی الْمَسْجِدِ بَابَ الْاِسْنَدِ، اَلَا بَابُ اَبِيْ بَكْرٍ یعنی صحبت اور مال میں تمام لوگوں میں میرا سب سے بڑا خدمت گار ابو بکر ہے (بخاری حدیث نمبر: ۴۶۶، ۳۶۵۴، ۳۹۰۴، مسلم حدیث نمبر: ۶۱۷۰، ۶۱۷۱، ترمذی حدیث نمبر: ۳۶۶۰)۔ غور فرمائیے یہ جملہ اگر مولا علیؑ کے بارے میں ہوتا بلکہ لَوْ كُنْتُ مَتَّخِذًا خَلِيْلًا کے الفاظ بھی مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں ہوتے تو تفضیلی دھمال مارنے لگ جاتے۔

(۸)۔ عَنْ اَبِي الدَّرْدَايَؓ قَالَ: خُطِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُطْبَةً خَفِيْفَةً، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ خُطْبَتِهِ قَالَ: يَا اَبَا بَكْرٍ قُمْ فَاخْطُبْ فَقَامَ اَبُو بَكْرٍؓ فَخَطَبَ فَقَصَّرَ دُوْنَ النَّبِيِّؐ فَلَمَّا فَرَغَ اَبُو بَكْرٍ مِنْ خُطْبَتِهِ قَالَ: يَا عُمَرُ قُمْ فَاخْطُبْ فَقَامَ عُمَرُؓ فَخَطَبَ فَقَصَّرَ دُوْنَ النَّبِيِّؐ وَدُوْنَ اَبِي بَكْرٍؓ (متدرک حاکم حدیث رقم: ۴۵۵۶)۔ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ، قَالَ الدَّهْلَبِيُّ مُنْقَطِعٌ، وَنَقَلَ السَّيُوْطِيُّ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ عَنِ ابْنِ عَسَاكِرٍ اَنْ اَبَا بَكْرٍؓ كَانَ اَوَّلَ خُطِيْبٍ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۳)۔

ترجمہ: حضرت ابو برداءؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مختصر سا خطبہ ارشاد فرمایا، پھر جب اپنے خطبے سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابو بکر کھڑے ہو جاؤ اور خطاب کرو، ابو بکر کھڑے ہو گئے اور خطاب فرمایا اور نبی کریم ﷺ سے مختصر خطاب کیا، پھر جب ابو بکر اپنے خطاب سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر کھڑے ہو جاؤ اور خطاب کرو، عمر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے بھی خطاب فرمایا اور نبی کریم ﷺ اور ابو بکر سے مختصر خطاب کیا۔ علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے ابن عساکر سے نقل کیا ہے صدیق اکبر پہلے خطیب تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی۔

(۹)۔ ایک حدیث میں ہے کہ مَا نَفَعْنِيْ مَا لَ اَخِيْدُ قَطُّ مَا نَفَعْنِيْ مَا لَ اَبِيْ بَكْرٍ یعنی کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا ابو بکر کے مال نے دیا ہے (ترمذی حدیث نمبر: ۳۶۶۱، مسند احمد ۲/۳۸۶ حدیث نمبر ۸۸۱۱، فضائل الصحابہ حدیث نمبر ۲۹، مسند حمیدی

حدیث نمبر ۲۵۰، مسند ابویعلیٰ حدیث نمبر ۴۴۱۸، ۴۹۰۵۔ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

امام احمد حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَا نَفَعْنِي مَالٌ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعْنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ هَلْ أَنَا وَمَالِي إِلَّا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا ابو بکر کے مال نے دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رو پڑے اور عرض کیا یا رسول اللہ میری جان اور میرا مال آپ ہی کا تو ہے (ابن ماجہ حدیث نمبر ۹۴، ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۱۱۹۷۶، مسند احمد ۳۴۰/۲ حدیث نمبر: ۷۴۶۴، فضائل الصحابہ حدیث نمبر ۲۵، السنۃ لابن ابی عاصم حدیث نمبر ۱۲۶۴ اسنادہ صحیح بخاری و رجالہ رجال الشیخین)۔

حضرت ابو بکر شبلی علیہ الرحمۃ سے کسی نے زکوٰۃ کا نصاب پوچھا۔ آپ نے فرمایا فقہ کا مسئلہ پوچھ رہے ہو یا عشق کی بات کر رہے ہو؟ اس بندے نے عرض کیا دونوں طرح سے ارشاد فرما دیں۔ آپ نے فرمایا شریعت کی زکوٰۃ اڑھائی فیصد ہے جب کہ عشق کی زکوٰۃ سارے کا سارا مال اور اس کے ساتھ ساتھ جان کا نذرانہ پیش کرنے سے ادا ہوتی ہے۔ اس بندے نے عرض کیا کہ عشق کی زکوٰۃ کی دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کی دلیل یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر ؓ نے اپنا سارا مال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اور اپنی بیٹی عائشہ نذرانے کے طور پر پیش کر دی (مکتوبات یحییٰ منیری صفحہ ۳۴)۔

ایک اور حدیث میں اس طرح ہے کہ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْضِي فِي مَالِ أَبِي بَكْرٍ كَمَا يَقْضِي فِي مَالِ نَفْسِهِ یعنی نبی کریم ﷺ ابو بکر کے مال کو اپنے ذاتی مال کی طرح استعمال فرماتے تھے (فضائل الصحابہ جلد ۱ صفحہ ۷۲، الریاض النضرہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۰، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر: ۲۰۳۹۷، مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۶)۔

مالی قربانیوں والی ان تمام احادیث کے ساتھ قرآنی آیت لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ قَبْلَ الْفَتْحِ جَوْدًا وَكَثِيرًا مِمَّنْ بَعْدَ الْفَتْحِ فِي مَالٍ مِمَّنْ لَا يَرْجُو أَجْرًا شَيْئًا مِنَ اللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (سورۃ التوبہ: ۳۴) کے ساتھ مل کر دیکھیے فضیلت صدیق میں مزید نکھار آ جائے گا۔

(۱۰) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: كَانَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ؓ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَكَانَ الْوَزِيرِ، فَكَانَ يُشَاوِرُهُ فِي جَمِيعِ أُمُورِهِ، وَكَانَ ثَانِيَهُ فِي الْإِسْلَامِ، وَكَانَ ثَانِيَهُ فِي الْغَارِ،

وَكَانَ ثَانِيهِ فِي الْعَرِيشِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَكَانَ ثَانِيهِ فِي الْقَبْرِ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْدِمُ عَلَيْهِ أَحَدًا (متدرک حاکم حدیث رقم: ۴۴۶۳)۔ قَالَ الذَّهَبِيُّ فِي زَوَاتِهِ مَجْهُولٌ

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق نبی کریم ﷺ کے لیے وزیر کی طرح تھے، حضور آپ سے تمام معاملات میں مشورہ لیتے تھے، وہ اسلام میں آپ کے ثانی تھے، وہ غار میں آپ کے ثانی تھے، وہ بدر کے دن عریش میں آپ کے ثانی تھے، وہ قبر میں آپ کے ثانی ہوئے، اور رسول اللہ ﷺ کسی کو ان سے آگے نہیں سمجھتے تھے۔

(۱۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي (ابوداؤد حدیث رقم: ۴۶۵۲، متدرک حاکم حدیث رقم: ۴۵۰۰) قَالَ صَحِيحٌ وَوَافِقٌ (الذَّهَبِيُّ)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر تم میری امت میں سب سے پہلے جنت میں جاؤ گے۔

(۱۲)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ يَكْرَهُ أَنْ يُخْطِئَ أَبُو بَكْرٍ (المعجم الاوسط للطبرانی کما فی مجمع الزوائد حدیث رقم: ۱۳۳۲۸، کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰)۔ قَالَ الْهَيْثَمِيُّ وَابْنُ حَبْرٍ مَكِّيٌّ وَالسَّيُوطِيُّ رَجَالُهُ ثِقَاتٌ

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ ناپسند کرتا ہے کہ ابو بکر سے خطا ہو۔

(۱۳)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُ كَذَبْتُ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُو لِي صَاحِبِي (بخاری حدیث رقم: ۳۶۶۱، ۳۶۴۰)۔

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تم لوگوں کے پاس بھیجا تو تم سب نے کہا تم جھوٹے ہو، اور ابو بکر کہتا رہا وہ سچا ہے، اور اس نے اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعے میری مدد کی، کیا تم لوگ ایسا نہیں کر سکتے کہ میرے یار کو میرے لیے رہنے دو؟

(۱۴)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ

شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، يَاعْبُدَ اللَّهُ هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ، دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ، دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ، وَبَابِ الرِّيَّانِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا عَلَى هَذَا الَّذِي يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، وَقَالَ: هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلُّهَا أَحْذِيَارَ سُؤْلِ اللَّهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ (مسلم حدیث رقم: ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، بخاری حدیث رقم: ۳۲۱۶، ۲۸۴۱، ۱۸۹۷)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے اپنے مال میں سے ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کیا اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ اے اللہ کے بندے، یہ ہے نیکی۔ تو جو نمازیوں میں سے ہوگا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اور جو اہل جہاد میں سے ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو اہل صدقہ میں سے ہوگا اسے صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو روزہ داروں میں سے ہوگا اسے روزے کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ ابو بکر نے عرض کیا: یا رسول اللہ کسی شخص کو ان تمام دروازوں میں سے بیک وقت پکارے جانے کی ضرورت تو نہیں مگر پھر بھی کیا کوئی ایسا شخص ہوگا جسے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا؟ فرمایا: ہاں۔ اور مجھے امید ہے اے ابو بکر تم ان میں سے ہو گے۔

(۱۵)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ أَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ، جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي، فَوَضَعَ رِجْلَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيدًا، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَفَعَهُ عَنْهُ، فَقَالَ: اتَّقِثْلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ، وَقَدْ جَاءَ كُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (بخاری حدیث رقم: ۳۶۷۸، ۳۸۵۶، ۴۸۱۵)۔ اسْتَدَلَّ سَيِّدُنَا عَلَيْنِ ﷺ عَلَى كَوْنِ الصِّدِّيقِ أَشْجَعَ النَّاسِ مِنَ الْأَحَادِيثِ مِثْلَ هَذَا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۲، الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۳۸، الصواعق المحرقة صفحہ ۳۰)۔ وَيُؤَيِّدُهُ اسْتِقَامَةُ الصِّدِّيقِ عِنْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَتَنْفِيذُ جَيْشِ أُسَامَةَ وَقِتَالُ الْمُزْتَدِينَ

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشرکین کے سخت ترین معاملہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا جبکہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے۔ اس نے اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال کر آپ کا گلا شدت سے دبایا۔ اوپر سے ابو بکر آگئے، انہوں نے اسے دفع کیا اور کہا: کیا تم لوگ اس مرد خدا کو قتل کرتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں لے کر آیا ہے؟

اس جیسی احادیث سے سیدنا علی المرتضیٰ ؓ نے صدیق اکبر کے تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہونے پر استدلال فرمایا ہے۔ اسکی تائید صدیق اکبر ؓ کے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے موقع پر ثابت قدم رہنے، حضرت اسامہ و الاشکر روانہ کرنے اور مرتدین سے جنگ کرنے سے بھی ہوتی ہے۔ (۱۶) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَرْضَاهُ: اذْهَبِي لِي أَبَا بَكْرٍ، وَ أَخَاكَ، حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَنَّى مَنَّمَنٍ وَيَقُولَ قَائِلٌ: أَنَا أَوْلَى، وَيَأْتِي اللَّهَ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ (مسلم حدیث رقم: ۶۱۸۱)۔ اَلْحَدِيثُ صَحِيحٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض وفات میں مجھ سے فرمایا: ابو بکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ، تاکہ میں تحریر لکھ دوں، مجھے ڈر ہے کہ کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے اور کہنے والا کہتا نہ پھرے کہ میں زیادہ حق دار ہوں، حالانکہ اللہ اور تمام مومنین (یعنی فرشتے) ابو بکر کے سواء ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں واضح ترین دلالت موجود ہے کہ صدیق اکبر تمام صحابہ سے علی الاطلاق افضل ہیں قَالَ الْعُلَمَاءُ الْخ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۲)۔

(۱۷) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ مُنْصَرَفَهُ مِنْ أَحَدٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي رَأَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظِلَّةً تَنْطِفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَيِّ أَنْتَ، وَاللَّهِ لَتَدْعَنِي فَلَا غَيْرَ نَهَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَغْبَرَهَا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمَّا الظِّلَّةُ فَظِلَّةُ الْإِسْلَامِ، وَأَمَّا الَّذِي يَنْطِفُ مِنَ السَّمَنِ وَالْعَسَلِ فَالْقُرْآنُ وَحَلَاوَتُهُ وَلِيْنُهُ اَلْحَدِيثُ إِلَى آخِرِهِ (مسلم حدیث رقم: ۵۹۲۸، ۵۹۲۹، بخاری حدیث رقم: ۷۰۳۶، ۷۰۰۰، ابوداؤد حدیث رقم: ۳۲۶۷، ۳۲۶۸، ابن ماجہ حدیث رقم: ۳۹۱۸)۔ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ

سِيرَيْن رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ كَانَ أَغْبَرَ هَذِهِ الْأُمَّةَ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۳، الصواعق المحرقة صفحہ ۳۴، الرياض النضر ۱۵/۵۹)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جنگِ احد سے واپسی پر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ میں نے آج رات خواب میں ایک سائبان دیکھا جس میں سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ فدا ہوں، بخدا آپ مجھے اجازت دیں، میں اس کی تعبیر کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی تعبیر بیان کرو۔ ابو بکر نے عرض کیا: وہ جو سائبان ہے اس سے مراد اسلام کی چھتری ہے، اور وہ جو گھی اور شہد کا ٹپکنا ہے، اس سے مراد قرآن کی حلاوت اور اس کی نرمی ہے۔ حضرت محمد بن سیرین تابعی فرماتے ہیں کہ اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد تعبیر کے سب سے بڑے ماہر ابو بکر تھے۔

(۱۸) - عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَتْ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قَالَتْ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ؟ كَأَنَّهُمَا تَقُولُ الْمَوْتُ، قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: إِنْ لَمْ تَجِدْنِي فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ (مسلم حدیث رقم: ۶۱۷۹، ۶۱۸۰، بخاری حدیث رقم: ۷۲۲۰، ۷۳۶۰، ۳۶۵۹، ترمذی حدیث رقم ۳۶۷۶)۔

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ آپ نے اسے پھر کبھی آنے کا حکم دیا۔ وہ کہنے لگی، اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو پھر؟ جیسے وہ وفات کی بات کر رہی ہو۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس آنا۔ (۱۹) - آپ ﷺ کو صدیق کا لقب بھی اللہ کریم کی طرف سے بذریعہ جبریل امین علیہ السلام عطا ہوا (متدرک حاکم حدیث نمبر: ۴۴۶۰)۔ ولایت کا سب سے بڑا مرتبہ صدیقیت کا ہوتا ہے۔ صدیقین کے اوپر انبیاء ہوتے ہیں کما فی القرآن مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشَّاهِدَاتِ وَالصَّالِحِينَ۔ اور اکبر اسم تفضیل ہے جس کا معنی ہے سب سے بڑا۔ اللہ اکبر ماننے کے بعد کسی کو خدا سے بڑا کہنا اگر درست ہے تو پھر بے شک سیدنا ابو بکر کو بھی صدیق اکبر ماننے کے بعد خلافت ظاہری اور باطنی کا چکر چلا کر انہیں پیچھے کر دیجیے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غَرِجَ بَنِي آلِي السَّمَاوَاتِ فَمَا مَرَزَتْ بِسْمَائِي إِلَّا وَجَدْتُ فِيهَا اسْمِي مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَابْنُ بَكْرٍ

الصَّدِيقُ خَلْفِي یعنی مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں جس آسمان سے بھی گزرا، ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ اور اپنے نام کے پیچھے ابو بکر صدیق لکھا ہوا پایا (مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر ۶۶۰۰)۔ علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ابن عباس، ابن عمر، انس، ابی سعید، ابی الدرداء رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ اسکی اسناد ضعیف ہیں جو ایک دوسرے کو قوت دے رہی ہیں یَشْدُ بَعْضُهَا بَعْضًا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۸)۔ حدیث حسن ثابت ہوگئی۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو خطاب فرمایا، آپ متوجہ ہوئے تو ابو بکر نظر نہ آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر ابوبکر، اَنْ رُّوْحُ الْقُدُسِ جَبْرِیْلٌ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَخْبَرَنِیْ اَنْ خَیْرَ اُمَّتٍکَ بَعْدُکَ اَبُو بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ یعنی مجھے جبریل امین روح القدس علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ آپ کی امت میں آپ کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں (طبرانی اوسط حدیث نمبر: ۶۴۴۸)۔ اَلْحَدِیْثُ ضَعِیْفٌ

شیخین کا اکٹھا ذکر

(۲۰)۔ عَنْ حَدِیْقَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اِقْتَدُوا بِاللَّذِیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرُ زَوَاةُ التِّرْمِذِیِّ وَابْنُ مَاجَةَ [ترمذی حدیث رقم: ۳۶۶۲، ۳۶۶۳، ابن ماجہ حدیث رقم: ۹۷]۔ قَالَ التِّرْمِذِیُّ حَسَنٌ، وَلَهُ طُرُقٌ ترجمہ: حضرت حدیقہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد ان دو کی پیروی کرنا، ابو بکر اور عمر۔

یہ سب خلافت ظاہری سے بہت پہلے کی باتیں ہیں۔ طبرانی کے الفاظ یہ ہیں کہ اِقْتَدُوا بِاللَّذِیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرُ فَإِنَّهُمَا حَبْلُ اللّٰهِ الْمَمْدُودُ مَنْ تَمَسَّکَ بِهِمَا فَقَدْ تَمَسَّکَ بِالْعَزْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَلَهُ طُرُقٌ اُخْرٰی یعنی میرے بعد ابو بکر اور عمر کی پیروی کرنا۔ بے شک یہ دونوں اللہ کی طویل رسی ہیں۔ جس نے اسے پکڑ لیا اس نے مضبوط رسی کو پکڑا جو کبھی نہیں ٹوٹ سکتی۔ یہ حدیث کئی سندوں کے ساتھ روایت کی گئی ہے (صواعقِ محرقہ صفحہ ۷۷)۔

(۲۱)۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اِنَّ فِی السَّمَآءِ مَلَکَیْنِ: اَحَدُهُمَا یَأْمُرُ بِالشَّدَةِ، وَالْاُخَرُ یَأْمُرُ بِاللِّیْنِ، وَکُلُّ مُصِیْبٍ جَبْرِیْلٌ وَمِیْکَائِیْلٌ، وَنَبِیَّانِ:

أَحَدُهُمَا يَأْمُرُ بِالشَّدَةِ، وَالْآخَرُ يَأْمُرُ بِاللَّيْنِ، وَكُلُّ مُصِيبٍ وَذَكَرَ إِبْرَاهِيمَ وَنُوحًا، وَلَيْ
صَاحِبَانِ: أَحَدُهُمَا يَأْمُرُ بِالشَّدَةِ، وَالْآخَرُ يَأْمُرُ بِاللَّيْنِ، وَكُلُّ مُصِيبٍ، وَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ وَ
عُمَرَ [المعجم الكبير حديث رقم: ١٩١٩٠، مجمع الزوائد حديث
رقم: ١٣٣٥] قَالَ الْهَيْثَمِيُّ رَجَالُهُ ثِقَاتٌ

ترجمہ: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک
آسمان میں دو فرشتے ہیں جن میں سے ایک سختی سے حکم دیتا ہے اور دوسرا نرمی سے حکم دیتا ہے، اور
دونوں حق پر ہیں، ایک جبریل ہے اور دوسرا میکائیل۔ اور دونی ہیں جن میں سے ایک سختی سے حکم
دیتا ہے اور دوسرا نرمی سے حکم دیتا ہے، اور دونوں حق پر ہیں، یہاں آپ نے حضرت ابراہیم اور
حضرت نوح علیہما السلام کا ذکر فرمایا۔ اور میرے دو یار ہیں جن میں سے ایک سختی سے حکم دیتا ہے
اور دوسرا نرمی سے حکم دیتا ہے، اور دونوں حق پر ہیں، یہاں آپ نے ابو بکر اور عمر کا ذکر فرمایا۔

(۲۲) - عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كَهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ
مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ مَا خَلَا النَّبِيَّ وَالْمُرْسَلِينَ، لَا تُخَيَّرُ هُمَا يَا عَلِيُّ زَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ (ترمذی حدیث رقم: ۳۶۶۶، ۳۶۶۵، ابن ماجہ حدیث رقم: ۹۵، ابن ابی شیبہ
۴/۷۳، مسند احمد حدیث رقم: ۶۰۴، مسند ابی یعلیٰ حدیث رقم: ۵۳۳، المعجم الاوسط للطبرانی
حدیث رقم: ۱۳۳۸) - وَزَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُغْوِيُّ عَنْ أَنَسٍ (حدیث رقم: ۳۶۶۴، شرح السنۃ
باب فضل ابی بکر و عمر حدیث رقم: ۳۸۹۶) - وَزَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حَبَّانٍ وَالتَّطَبَّرَانِي عَنْ أَبِي
جَحِيفَةَ (ابن ماجہ حدیث رقم: ۱۰۰، ابن حبان حدیث رقم: ۶۹۰۴، المعجم الاوسط حدیث رقم:
۴۱۷۴) - وَزَوَاهُ التَّطَبَّرَانِي عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ (المعجم الاوسط حدیث رقم: ۸۸۰۸) - وَزَوَاهُ
التَّطَبَّرَانِي عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ (المعجم الاوسط حدیث رقم: ۴۴۳۱) - وَفِي رِوَايَةِ أَحْمَدَ عَنْ
عَلِيٍّ قَالَ: هَٰذَانِ سَيِّدَا كَهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَشَبَابُهَا (حدیث رقم: ۶۰۴) - الْحَدِيثُ
صَحِيحٌ

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ابو بکر اور عمر اگلے
اور پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے، اے علی انہیں مت بتانا۔ اس
حدیث کو سیدنا علی کے علاوہ حضرت انس، ابو جحیفہ، جابر اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم نے روایت

کیا۔ مسند احمد میں سیدنا علی المرتضیٰ ؑ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں جنتی بوڑھوں اور نوجوانوں کے سردار ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: این حدیث مصرح است بافضلیت ایشان بر جمیع صحابہ و مستفیض است از مرتضیٰ یعنی یہ حدیث شیخین کی افضلیت پر بڑی واضح حدیث ہے اور اسے روایت کرنے والے خود مرتضیٰ ہیں (ازالۃ الخفاء جلد ۱ صفحہ ۳۱۶)۔

یہ حدیث مسند احمد میں اس طرح موجود ہے کہ: سیدنا علی المرتضیٰ ؑ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھا، اوپر سے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما آگئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یا عَلِيُّ هَذَا اِنْ سَيِّدًا كَهَؤُلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ شَبَابَهَا بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَ الْمُرْسَلِينَ یعنی اے علی یہ دونوں جنتی بوڑھوں اور نوجوانوں کے سردار ہیں، نبیوں اور رسولوں کے بعد (مسند احمد حدیث نمبر ۶۰۴)۔

عام طور پر عوام کو صرف یہی حدیث سنائی جاتی رہی ہے کہ حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ حالانکہ یہ حدیث ترمذی، ابن ماجہ اور مسند احمد میں موجود ہے اور انہی تین کتابوں میں شیخین کی شان میں مذکورہ بالا حدیث بھی موجود ہے مگر یک طرفہ اور غیر متوازن محبت نے تحقیق کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا اور لوگوں میں مشہور کر دیا گیا کہ: جنت دے وارث ویکھو حیدر دے لال بن گئے۔ اب دونوں حدیثیں سامنے رکھنے کے بعد صحیح صورت حال اس طرح نکھری کہ:

جنت دے وارث ویکھو مدنی دے یار بن گئے

جنت دے وارث ویکھو حیدر دے لال بن گئے آمَنَّا وَ صَدَقْنَا

بعض منکرین یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ جنت میں سب جوان ہوں گے تو پھر بوڑھوں کے سردار ہونے کا کیا مطلب؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جنتی بوڑھوں سے مراد وہ جنتی ہیں جو بڑھاپے میں فوت ہوئے اور جوانوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو جوانی میں فوت ہوئے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: معنی آں است کہ سید کسانى اند کہ کھل مردند در دنیا چون سید پیران باشند سید جوانان نیز باشند یعنی حدیث کا معنی یہ ہے کہ یہ دونوں ان جنتی لوگوں کے سردار ہیں جو دنیا میں بڑھاپے کی حالت میں فوت ہوئے اور جس طرح یہ بوڑھوں کے سردار ہیں اسی طرح جوانوں کے بھی سردار ہیں (اشعۃ

الممعات جلد ۴ صفحہ ۶۶۳)۔ ثانیاً ہم پوچھتے ہیں کہ جب جنت میں سب نوجوان ہوں گے تو پھر حسنین کریمین کو نوجوانوں کے سردار کہنے کا کیا مطلب؟ نوجوانی کی قید کیوں؟ ثالثاً اگر یہ تفریق نہ رکھی جائے تو لازم آئے گا کہ حسنین کریمین انبیاء علیہم السلام کے بھی سردار ہوں، خود نبی کریم ﷺ کے بھی سردار ہوں اور مولا علیؑ کے بھی سردار ہوں۔

(۲۳)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ، عَنْ شِمَالِهِ وَهُوَ آخِذٌ بِأَيْدِيهِمَا، وَقَالَ: هَكَذَا تُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ترمذی حدیث رقم: ۳۶۶۹، ابن ماجہ حدیث رقم: ۹۹، مستدرک حاکم حدیث نمبر: ۴۴۸۴)۔ الْحَدِيثُ حَسَنٌ

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ ابو بکر اور عمر تھے۔ ایک آپ کے دائیں طرف تھا اور دوسرا آپ کے بائیں طرف، آپ نے دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، فرمایا: ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھیں گے۔

(۲۴)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوَاكِبَ الدُّرَى فِي أَفْقٍ مِنَ آفَاقِ السَّمَاوِي، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ وَانْعَمَا (ابوداؤد حدیث رقم: ۳۹۸۷، ترمذی حدیث رقم: ۳۶۵۸، شرح السنۃ حدیث رقم: ۳۸۹۱، مسند احمد حدیث رقم: ۱۱۲۱۲، ۱۱۲۱۹)۔ قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک بلند درجات والوں کو ان سے نیچے والے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم چمکتے ہوئے ستاروں کو آسمان کے آفاق میں بلندی پر دیکھتے ہو۔ اور بے شک ابو بکر اور عمران میں سے ہیں اور ان سب سے زیادہ انعام یافتہ ہیں۔

(۲۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ: هَذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ (ترمذی حدیث رقم: ۳۶۷۱)۔ الْحَدِيثُ مُرْسَلٌ وَلَا يَصُرُّنَا إِلَّا زَسَالٌ لَوْ ثَوَّقَ الْمُرْسِلُ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن خطبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر اور عمر کو دیکھا تو فرمایا: یہ دونوں کان اور آنکھ ہیں۔

(۲۶)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لَهُ وَزِيرَانِ مِنَ أَهْلِ السَّمَاءِ، وَوَزِيرَانِ مِنَ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنَ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجَبْرِئِيلُ وَمِيكَائِيلُ، وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنَ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ (ترمذی حدیث رقم: ۳۶۸۰)۔ قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جسکے آسمان میں دو وزیر نہ ہوں اور زمین میں دو وزیر نہ ہوں، آسمان میں میرے دو وزیر جبریل اور میکائیل ہیں، اور زمین میں میرے دو وزیر ابوبکر اور عمر ہیں۔

(۲۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلْبٍ، عَلَيْهَا دَلْوٌ، فَتَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَتَزَعَهَا بِهَا دُنُوبًا أَوْ دُنُوبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ، وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ، ضَعْفٌ، ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمْ أَرِ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنِ (مسلم حدیث رقم: ۶۱۹۲، بخاری حدیث رقم: ۳۶۶۳، ۷۰۲۱، ۷۰۲۲، ۷۴۷۵)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میں سو رہا تھا کہ اس دوران میں نے خود کو ایک کنویں پر دیکھا، اس پر ایک ڈول تھا، میں نے اس میں سے پانی نکالا جتنا اللہ نے چاہا، پھر اس کو ابوقحافہ کے بیٹے نے پکڑ لیا، اس نے ایک یا دو ڈول نکالے اور اللہ اس کی مغفرت کرے اس کے ڈول نکالنے میں کمزوری تھی، پھر اس میں سے پانی ٹپکنے لگا، پھر اسے ابن خطاب نے پکڑا، میں نے لوگوں میں سے کسی سردار کو عمر ابن خطاب جیسا ڈول نکالتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا، حتیٰ کہ لوگوں نے گوبر ڈال دیا۔

(۲۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسْؤُفُ بَقْرَةً لَهُ، قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا، انْتَفَتْ إِلَيْهِ الْبَقْرَةُ فَقَالَتْ: إِنِّي لَمْ أَخْلُقْ لِهَذَا وَلَكِنِّي إِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ، فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللَّهِ، تَعَجُّبًا وَفَرَعًا، أَبَقْرَةً تَكَلِّمُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَإِنِّي أَوْ مِنْ بِهِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ (مسلم حدیث رقم: ۶۱۸۳، بخاری حدیث رقم: ۳۶۹۰)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مرتبہ ایک آدمی اپنا بیل ہانک رہا تھا اور وہ اس کے اوپر سوار تھا، بیل نے گردن اس کی طرف موڑی اور کہا: میں

اس مقصد کے لیے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ میں کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہوں۔ لوگوں نے تعجب اور حیرانی سے سجان اللہ کہا۔ کیا تیل بھی بات کرتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور ابو بکر اور عمر۔

(۲۹)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ؟ فَقَالَ أَبُو هَاقُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَعَدَّ رِجَالًا (مسلم حدیث رقم: ۶۱۷۷، بخاری حدیث رقم: ۳۶۶۲، ۳۳۵۸، ترمذی حدیث رقم: ۳۸۸۵)۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے زنجیروں والے لشکروں کے خلاف جنگ پر بھیجا۔ میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا: آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عائشہ۔ میں نے عرض کیا مردوں میں سے؟ تو فرمایا: اس کا باپ۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر بن خطاب، پھر آپ نے چند آدمی گئے۔

(۳۰)۔ بے شمار احادیث میں ابو بکر، عمر اسی ترتیب سے بیان ہوئے ہیں۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں اکثر رسول اللہ ﷺ سے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابو بکر اور عمر اکٹھے تھے۔ میں نے، ابو بکر نے اور عمر نے اس طرح کیا۔ میں اور ابو بکر اور عمر گئے۔ یہ باتیں مجھے یاد آتی تھیں (بخاری حدیث نمبر: ۳۶۷۷، ۳۶۸۵، مسلم حدیث نمبر: ۶۱۸۷، ۶۱۸۸، ابن ماجہ حدیث نمبر: ۹۸، مسند احمد حدیث رقم: ۹۰۱)۔

خلفاء ثلاثہ کا اکٹھا ذکر

(۳۱)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي رَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَتُخَيَّرُ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ [بخاری باب فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ حدیث رقم: ۳۶۵۵، السنۃ لابن ابی عاصم حدیث رقم: ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، بَلْفِظْ كُنَّا نَخْتَارُ]۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں لوگوں کے درمیان افضلیت بیان کرتے تھے، ہم سب سے افضل ابو بکر کو کہتے تھے، پھر عمر ابن

خطاب کو، پھر عثمان بن عفان کو رضی اللہ عنہم۔

(۳۲)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا فِي رَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَفْضِلُ بَيْنَهُمْ (بخاری حدیث رقم: ۳۶۹۷، ابوداؤد حدیث رقم: ۴۶۲۷، مسند ابی یعلیٰ حدیث رقم: ۵۵۹۷، ۵۵۹۶، ۵۵۹۵، کتاب السنۃ لعبد اللہ حدیث رقم: ۱۲۸۰ وغیرہ)۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ابوبکر کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے، پھر عمر، پھر عثمان، پھر ہم نبی کریم ﷺ کے صحابہ کو چھوڑ دیتے تھے، ان کے درمیان افضلیت نہیں دیتے تھے۔

(۳۳)۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَفْضَلَ أَمَّةَ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ (ابوداؤد فی باب التفصیل حدیث رقم: ۴۶۲۸، ترمذی حدیث رقم: ۳۷۰۷، المعجم الاوسط للطبرانی حدیث رقم: ۱۶۹۲، السنۃ لابن ابی عاصم حدیث رقم: ۱۲۲۴، ۱۲۲۵)۔ وَرَوَاهُ ابْنُ أَبِي عَاصِمٍ عَنْ سَهِيلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثَ رَقْم: ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثَ رَقْم: ۱۲۳۱، وَعَنْ عُمَرَ بْنِ أَسِيدٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثَ رَقْم: ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، وَرَوَاهُ أَحْمَدُ فِي الْفَضَائِلِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثَ رَقْم: ۵۲ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ۔ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَأَصْحَابُهُ مَتَوَافِرُونَ (مسند احمد حدیث رقم: ۴۶۲۵، مسند ابی یعلیٰ حدیث رقم: ۵۷۷۶، کتاب السنۃ لعبد اللہ ابن احمد حدیث رقم: ۱۲۷۸، ۱۲۸۴، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث رقم: ۱۲۱۲۲)۔ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: فَيَبْلُغُ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَا يَنْكُزُ ذَلِكَ عَلَيْنَا (مسند ابی یعلیٰ حدیث رقم: ۵۵۹۷، السنۃ لابن ابی عاصم حدیث رقم: ۱۲۳۰، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث رقم: ۷۸۳، المعجم الاوسط للطبرانی حدیث رقم: ۸۷۰۲، مجمع الزوائد حدیث رقم: ۱۳۳۸۵ وَقَالَ رِجَالُهُ وَتَقَوُّوا وَفِيهِمْ خِلَافٌ)۔

فَقَبَّتْ إِجْمَاعُ أَهْلِ السَّمَاءِ وَرَبُّنَا مَعَهُمْ جَلَّ وَعَلَا شَانُهُ، وَتَبَّتْ إِجْمَاعُ أَهْلِ الْأَرْضِ وَنَبِينَا مَعَهُمْ ﷺ۔

ترجمہ: حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ

میں کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی امت میں آپ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ایک روایت میں ہے کہ: صحابہ وافر تعداد میں تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ: یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی تھی تو آپ ﷺ انکار نہیں فرماتے تھے۔

ان احادیث میں أَفْضَلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ، كُنَّا نَحْبِيزُ اور لَا نَعْدِلُ کے الفاظ پر غور کیجیے۔ بدل بدل کر آئیوالے الفاظ نے دھاندلی کا ہر دروازہ بند کر دیا ہے۔ وَأَصْحَابُهُ مُتَوَافِرُونَ کے الفاظ کیسے ایمان افروز ہیں، پھر اس حدیث کے الفاظ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ اور طبرانی میں فَيَبْلُغُ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَلَا يَنْكَرُ ذَلِكَ عَلَيْنَا کے الفاظ نے اسے مرفوع بنا ڈالا ہے۔ اب نگاہ تحقیق کو اجماع کی قطعیت میں شک باقی نہیں رہتا۔

ان احادیث میں فی الوقت مولاعلی کے چوتھے نمبر کی افضلیت پر اجماع کی نفی کی گئی ہے۔ نیز اس میں ان لوگوں کی تردید موجود ہے جو مولاعلی کو تیسرا نمبر اور حضرت عثمان غنی کو چوتھا نمبر دیتے تھے۔ پہلے تین خلفاء کو بالترتیب بیان کرنے کے بعد چوتھا نمبر خود بخود مولاعلی کو مل رہا ہے۔ مزید احادیث بھی اس کی تائید میں موجود ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

(۳۴) عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَرَى اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ كَانَ أَبَا بَكْرٍ يُنِيطُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَيُنِيطُ عُمَرُ بِأَبِي بَكْرٍ، وَيُنِيطُ عُثْمَانُ بِعُمَرَ، قَالَ جَابِرٌ: فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قُلْنَا: أَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَأَمَّا نَوَاطُ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَهُمْ وَلَاؤُ الْأَمْرِ الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ بِهِ نَبِيَّهُ ﷺ (ابوداؤد حدیث رقم: ۴۶۳۶)۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت ابو بکر آپ کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں، ان کے ساتھ حضرت عمر اور ان کے ساتھ حضرت عثمان لٹکے کھڑے ہیں۔ اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ یہ ساتھ لٹکنے والے اسی ترتیب کے ساتھ خلفاء ہوں گے اس مقصد کے لیے جو مقصد دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھیجا ہے۔

اسی حدیث سے واضح ہو رہا ہے کہ تین خلفاء کے نام لینے کے بعد خاموشی جرم نہیں اور یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ خلفاء کی یہ ترتیب محض خلافت ظاہری پر نہیں بلکہ مقصد رسالت کی تکمیل میں نیابت پر محمول ہے فَهُمْ وَلَاؤُ الْأَمْرِ الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ بِهِ نَبِيَّهُ ﷺ۔ حدیث ابن عمر کی روشنی میں تین خلفاء کے ذکر پر اکتفا کرنے پر بیخی بن معین علیہ الرحمۃ نے اعتراض کیا، اس سے انکی مراد

خدا خواستہ اس حدیث پر اعتراض نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اس حدیث سے مولا علی کے چوتھے نمبر کی نفی اور آپ کی خلافت کا انکار غلط ہے جیسا کہ اُس دور میں خوارج نے اس حدیث سے یہی استدلال کیا تھا۔ چنانچہ خود یحییٰ بن معین علیہ الرحمۃ سے جب پوچھا گیا کہ آپ کا کیا عقیدہ ہے؟ تو فرمایا: اَنَا أَقُولُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ یعنی میں کہتا ہوں پہلے ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان (النسۃ للخلال: ۵۹۱)۔ وقال اسنادہ صحیح

حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی چشتی قدس سرہ فرماتے ہیں: صحابہ کا اجماع دین کی بنیاد، روشنیوں کا مطلع اور یقین کی کنجی ہے، تو جو شخص اس اجماع کا انکار کرتا ہے اس سے خدا اور مصطفیٰ بے زار ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے جلد ہی مردود ہو جاتا ہے۔ اس کی بدبختی کی گرہ کو نہیں کھولا جاسکتا، اس لیے کہ ان اصحاب باصفا کا انکار خدا و مصطفیٰ کا انکار ہے، تو جس کا راستہ سنت کے خلاف ہے اس کی گردن میں لعنتوں کے طوق ہیں (سبع سنابل صفحہ ۷۵)۔

(۳۵)۔ عَنْ سَفِينَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَأَيْتُ كَانَ مِيزَانًا ذُلِّي مِنَ السَّمَاءِ فَوَزَنْتُ بِأَبِي بَكْرٍ فَرَجَحْتُ بِأَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ وَزَنَ أَبُو بَكْرٍ بِعُمَرَ فَرَجَحَ أَبُو بَكْرٍ بِعُمَرَ، ثُمَّ وَزَنَ عُمَرُ بِعُثْمَانَ فَرَجَحَ عُمَرُ، ثُمَّ رَفَعَ الْمِيزَانُ، فَاسْتَهْلَهَا رَسُولُ اللَّهِ خِلَافَةَ نُبُوَّةٍ ثُمَّ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ (۱۰) (حدیث رقم: ۱۵۶، مجمع الزوائد حدیث رقم: ۸۹۱)۔ فیہ مؤمِلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَثَّقَهُ ابْنُ مَعِينٍ وَابْنُ حَبَّانٍ وَضَعَفَهُ الْبُخَارِيُّ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ۔

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آسمان سے ایک ترازو لٹکایا گیا، آپ کو اور ابو بکر کو تولایا گیا تو آپ ابو بکر سے بھاری تھے۔ پھر ابو بکر اور عمر کو تولایا گیا تو ابو بکر عمر سے بھاری تھے۔ پھر عمر اور عثمان کو تولایا گیا تو عمر عثمان سے بھاری تھے۔ پھر عثمان کو تولایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعبیر خلافت نبوت سے فرمائی، پھر اللہ جسے چاہے گامک دے دے گا۔

طبرانی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ ترازو کے ایک پلڑے میں مجھے رکھا گیا اور دوسرے میں پوری امت کو رکھا گیا۔ میرا وزن بھاری تھا۔ پھر ابو بکر کو ایک پلڑے میں رکھا گیا اور میری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ ابو بکر کا وزن سب کے برابر تھا۔ پھر عمر کو ایک پلڑے میں رکھا گیا اور باقی امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ عمر کا وزن سب کے برابر تھا۔ پھر عثمان کو ایک پلڑے میں رکھا گیا

اور باقی امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ عثمان کا وزن سب کے برابر تھا۔ پھر اسکے بعد ترازو اٹھالیا گیا (صواعقِ محرقہ صفحہ ۷۱)۔

چاروں خلفاء راشدین کا اکٹھا ذکر

(۳۶)۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ اخْتَارَ أَصْحَابِي عَلَى جَمِيعِ الْعَالَمِينَ سِوَى النَّبِيِّ وَالْمُرْسَلِينَ وَاخْتَارَ لِي مِنْهُمْ أَرْبَعَةً أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ فَجَعَلَهُمْ خَيْرَ أَصْحَابِي وَفِي أَصْحَابِي كُلِّهِمْ خَيْرٌ لِي عَنِ اللَّهِ تَعَالَى نے میرے صحابہ کو نبیوں اور رسولوں کے سوا سارے جہانوں پر ترجیح دیتے ہوئے پسند فرمایا ہے اور ان میں سے خصوصاً میرے لیے چار صحابہ کو پسند فرمایا ہے، ابو بکر، عمر، عثمان اور علی۔ اور انہیں میرے صحابہ میں سے افضل بنایا ہے، ویسے میرے سارے صحابہ میں بھلائی ہی بھلائی ہے (الشفا جلد ۲ صفحہ ۴۲، الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۷۷)۔ اَلْحَدِيثُ حَسَنٌ۔ اس حدیث میں چار کا عدد تصریح کے ساتھ موجود ہے، اسی سے چار یا ربکی اصطلاح وضع کی گئی ہے۔

(۳۷)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: رَجِمَ اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ زَوْجَنِي ابْنَتَهُ وَحَمَلَنِي إِلَى دَارِ الْهَجْرَةِ وَاعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَالِهِ، رَجِمَ اللَّهُ عُمَرَ يَقُولُ الْحَقُّ وَإِنْ كَانَ مُرَأً تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَالَهُ صَدِيقٌ، رَجِمَ اللَّهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيهِ الْمَلَائِكَةُ، رَجِمَ اللَّهُ عَلِيًّا أَلَلَّهُمْ أَدِرَ الْحَقُّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ (ترمذی حدیث رقم: ۳۷۱۳)۔ وَقَالَ غَرِيبٌ

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ابو بکر پر رحمت کرے، اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی، اور مجھے دارالہجرت تک اٹھا کر لایا، اور اپنے مال میں سے بلال کو آزاد کیا۔ اللہ عمر پر رحمت کرے، حق بات کہہ دیتا ہے خواہ کڑوی ہو، حق کی خاطر تنہا رہ جانا گوارا کر لیتا ہے۔ اللہ عثمان پر رحمت کرے، اس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔ اللہ علی پر رحمت کرے، اے اللہ حق کو اس کے ساتھ گھما دے یہ جدھر بھی جائے۔

اس حدیث میں صرف چار خلفاء راشدین کا ذکر ترتیب وار موجود ہے۔

(۳۸)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنْفِيَّةِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ، وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (بخاری حدیث رقم: ۳۶۷۱، ابو داؤد حدیث

رقم: ۴۶۲۹۔

ترجمہ: حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (سیدنا علی) سے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر، اور مجھے اندیشہ ہوا کہ اب یہ نہ کہیں کہ عثمان، میں نے عرض کیا پھر آپ ہوں گے، فرمایا: میں مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔

اس حدیث میں بھی چاروں خلفائے راشدین کا ذکر خیر موجود ہے۔

(۳۹)۔ حدیث پاک اِنَّ اَزْهَمَ اَفْتَنِیْ بِاَمْتِنِیْ اَبُو بَكْرٍ الْحَدِیْثِ مِیْن سَب سے پہلے صدیق اکبر کا نام ہے۔ یعنی میری امت پر میری امت میں سے سب سے زیادہ رحم دل ابوبکر ہے، اللہ کے حکم کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر ہے، سب سے زیادہ حیاء والا عثمان ہے (ترمذی حدیث رقم: ۳۷۹۰، ۳۷۹۱، ابن ماجہ حدیث رقم: ۱۵۴، ۱۵۵، ابن ابی شیبہ ۷/ ۴۷۲، مستدرک حاکم حدیث رقم: ۶۳۹۰)۔

اس وقت تک تو خلافت ظاہر نہیں ہوئی تھی اور پھر اس جملے میں محبوب کریم ﷺ کی رحمتہ للعالمین کا مکمل عکس جمال موجود ہے۔ اور امت مصطفیٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کیلئے سب سے زیادہ رحم دل ہونا ایسا کمال ہے کہ اسے نہ علم پہنچ سکتا ہے نہ کوئی دوسرا عمل۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ سب سے بڑا قاضی علی ہے (ابن ماجہ حدیث رقم: ۱۵۴، مشکوٰۃ حدیث رقم: ۶۱۲۰)۔ اسکے علاوہ عشرہ مبشرہ والی حدیث میں بھی چاروں خلفاء راشدین کے اسمائے گرامی

ترتیب وار موجود ہیں اَبُو بَكْرٍ فِی الْجَنَّةِ وَ عُمَرُ فِی الْجَنَّةِ وَ عُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَ عَلِیُّ فِی الْجَنَّةِ یعنی ابوبکر جنتی ہے، عمر جنتی ہے، عثمان جنتی ہے، علی جنتی ہے (ترمذی حدیث رقم: ۳۷۷۷)۔

حق چار یار کا نعرہ:۔ پنج تن پاک اور چار یار کی دونوں اصطلاحیں عجبی ہیں۔ لیکن پنج تن پاک کے ٹھیکیدار چار یار کی اصطلاح پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق چار یار کی بجائے حق سب یار کہنا چاہیے۔ ہماری پیش کردہ مذکورہ بالا احادیث ان کو لگام دینے کے لیے کافی ہیں۔ دوسری طرف چار یار کے ٹھیکیدار پنج تن پاک کی اصطلاح پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پنج تن پاک کی بجائے سب تن پاک کہنا چاہیے۔ حدیث رد اور حدیث اَنَا حَزْبٌ لِّمَنْ حَاَزَ بِهِمْ

وَسَلَّمَ لِمَنْ سَأَلَهُمْ بِخَيْرٍ تَنْحَنِي لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَقُولُ؟
 سنتِ ابا حاتمِ اصليه کے قاعدے کے مطابق دونوں اصطلاحات کو بسر و چشم تسلیم کرتے ہیں اور
 ان تمام اللہ کے پیاروں کے سچے دل سے غلام ہیں الحمد للہ۔

حق چار یار کا نعرہ دراصل ان خوارج کی تردید کرتا ہے جو سیدنا علی کریم ﷺ کو چوتھا خلیفہ
 راشد تسلیم نہیں کرتے تھے۔ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے امام ابو داؤد علیہ الرحمۃ نے اپنی سنن
 میں باب الفضل قائم کیا ہے اور اس میں حدیث ابن عمر و امثالہ بیان فرمائی ہیں، اس باب کے فوراً
 بعد باب الخلفاء قائم کیا ہے اور اس میں حدیث سفینہ و امثالہ بیان فرمائی ہیں۔ امام خلال علیہ الرحمہ
 نے اپنی کتاب السنۃ میں یہ عنوان قائم کیا ہے کہ: تَثْبِيْثُ خِلَافَةِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ أَمِيرِ
 الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا حَقًّا يَعْنِي أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كِي خِلَافَتِهِ ثَبُوْتُ حَقِّهِ حَقًّا۔ اس
 عنوان کے تحت لکھتے ہیں: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: جو
 شخص علی کو امام (یعنی خلیفہ) نہیں مانتا، ایسا شخص کس طرف جانا چاہتا ہے؟ کیا حضرت علی ﷺ نے
 حدود قائم نہیں فرمائیں؟ کیا لوگوں کو حج نہیں پڑھایا؟ کیا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ انہیں امیر المؤمنین
 نہیں کہتے تھے؟ صالح بن علی فرماتے ہیں کہ مجھے وہ شخص اچھا نہیں لگتا جو حضرت علی کو خلفاء میں
 شامل نہ کرے لَا يُعْجِبُنِي مَنْ يَقِفُ عَنْ عَلِيٍّ فِي الْخِلَافَةِ (السنۃ للخلال: ۶۱۰) وقال اسنادہ
 صحیح۔ اس قسم کے کئی اقوال خلال کی السنۃ میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہیں۔

واضح ہو گیا کہ چار یار کا نعرہ علی کریم ﷺ کو خلیفہ برحق ثابت کرنے کیلئے لگایا جاتا ہے اور
 اس میں معاذ اللہ بغضِ اہل بیت کی بو نہیں بلکہ محبت علی کی خوشبو مہک رہی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 اہل سنت کی علامت اور پہچان یہ ہے کہ: شیخین کو افضل کہا جائے اور ختنین سے محبت
 کی جائے۔ شیخین کی افضلیت کا منکر رافضی اور ختنین کی محبت کا منکر خارجی ہے، جب کہ ان چاروں
 کو افضلیت اور محبت کے حوالے سے اکٹھا ماننے والا اور چاروں کو برحق سمجھنے والا اہل سنت ہے۔ حق
 چار یار کے ایک ہی نعرے میں خوارج اور روافض دونوں کی تردید موجود ہے۔

سیدنا امام حسن ﷺ کو اس نعرے میں شامل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ نواسے کو یار کہنا
 مناسب نہیں۔ نیز آپ متعدد احادیث پڑھ چکے ہیں جن میں صرف چار خلفائے راشدین کا ذکر

ہے اور وہاں نبی کریم ﷺ نے خود اپنے شہزادے کا ذکر نہیں فرمایا۔

احادیث میں مختلف قسم کے الفاظ پھیر پھیر کر افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو واضح فرمادیا گیا ہے۔ اب آخر میں ہم ایسی حدیثیں نقل کر رہے ہیں جو انشاء اللہ ایوانِ منکرین میں زلزلہ برپا کر دیں گی۔

حدیث شریف میں ہے: لَوْ وَزَنَ إِيمَانُ أَبِي بَكْرٍ بِإِيمَانِ الْعَالَمِينَ لَرَجَحَ يَعْنِي اِگر ابو بکر کا ایمان تمام عالمین کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو بھاری ہے (ابن عدی: ۱۰۱۲)، مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ بِإِسْنَادٍ ضَعِيفٍ، وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ حَدِيثٌ رَقْمٌ: ۳۶ مَوْفُوقًا عَلَى عُمَرَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

(۴۰)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى نَبِيَّهٖ ﷺ فَظَهَرَ أَمْرُهُ بِمَكَّةَ خَرَجْتُ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا كُنْتُ بِبَصْرَى أَتَانِي جَمَاعَةٌ مِنَ النَّصَارَى فَقَالُوا لِي: أَمِنَ أَهْلُ الْحَرَمِ أَنْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالُوا: فَتَعْرِفُ هَذَا الَّذِي تَنْتَبِأُ فِيكُمْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. فَأَخَذُوا بِيَدِي وَأَذْخَلُونِي دَيْرًا لَّهُمْ فِيهِ تِمَائِيلٌ وَصُورٌ، فَقَالُوا: انْظُرْ هَلْ تَرَى صُورَةَ هَذَا النَّبِيِّ الَّذِي يُعِثُّ فِيكُمْ، فَتَنْظُرُ فَلَمْ أَرِ صُورَتَهُ قُلْتُ: لَا أَرَى صُورَتَهُ، فَأَذْخَلُونِي دَيْرًا أَكْبَرَ مِنْ ذَاكَ، فَإِذَا فِيهِ تِمَائِيلٌ وَصُورٌ أَكْثَرُ مِمَّا فِي ذَٰلِكَ الدَّيْرِ، فَقَالُوا لِي: انْظُرْ هَلْ تَرَى صُورَتَهُ؟ فَتَنْظُرُ فَإِذَا أَنَا بِصِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَصُورَتِهِ، وَإِذَا أَنَا بِصِفَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصُورَتِهِ آخِذٍ بِعَقَبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا لِي: هَلْ تَرَى صِفَتَهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قُلْتُ: لَا أَخِيزُهُمْ حَتَّى أَعْرِفَ مَا يَقُولُونَ. قَالُوا: هَلْ هُوَ هَذَا؟ قُلْتُ: نَعَمْ. فَأَشَارُوا إِلَى صِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ: اَللَّهُمَّ نَعَمْ، أَشْهَدُ أَنَّهُ هُوَ. قَالُوا: تَعْرِفُ هَذَا الَّذِي آخِذٌ بِعَقَبِهِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالُوا: تَشْهَدُ أَنَّ هَذَا صَاحِبُكُمْ، وَأَنَّ هَذَا الْخَلِيفَةُ مِنْ بَعْدِهِ (طبرانی اوسط حدیث رقم: ۸۲۳۱، طبرانی کبیر حدیث رقم: ۱۵۱۸، دلائل النبوة للبيهقي ۲/ ۲۵۸، ۲۵۹، الوفا صفحہ ۵۶، ۵۷، تفسیر ابن کثیر ۲/ ۳۴۸)۔ اسنادہ لا بأس بہ

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ کی نبوت مکہ میں ظاہر ہوئی تو میں شام کے ملک میں گیا۔ راستے میں جب میں بصری پہنچا تو میرے پاس عیسائیوں کی ایک جماعت آئی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کیا تم اہل حرم سے ہو؟

میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو جس نے تم میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے عبادت خانے میں لے گئے جس میں تراشی ہوئی صورتیں اور تصاویر تھیں۔ انہوں نے کہا کیا تم ان تصویروں میں اس نبی کی تصویر کو پہچان سکتے ہو جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے؟ میں نے دیکھا تو مجھے آپ ﷺ کی تصویر نظر نہ آئی۔ میں نے کہا ان میں وہ تصویر موجود نہیں ہے۔ وہ مجھے اس سے بڑے عبادت خانے میں لے گئے۔ اس میں پہلے سے بھی زیادہ صورتیں اور تصویریں موجود تھیں۔ انہوں نے کہا یہاں دیکھو کیا تمہیں ان کی تصویر نظر آتی ہے؟ میں نے دیکھا شروع کیا تو رسول اللہ ﷺ کی تصویر مجھے نظر آ گئی۔ ساتھ ہی حضرت ابوبکر کی تصویر بھی اس طرح بنی ہوئی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قدموں کو پکڑا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا تمہیں ان کی تصویر ملی؟ میں نے کہا ہاں۔ میں نے سوچا میں انہیں نہیں بتاؤں گا جب تک میں ان کا خیال معلوم نہ کر لوں۔ انہوں نے انگلی رکھ کے کہا کیا یہی وہ نبی ہے؟ میں نے کہا اللہ کی قسم میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی ہے۔ انہوں نے کہا جس نے ان کے پاؤں پکڑے ہوئے ہیں اسے پہچانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہی تمہارا نبی ہے اور یہ دوسرا اس کے بعد اس کا خلیفہ ہے۔

نوٹ :- مَا فَضَّلَكُمْ أَبُو بَكْرٍ بِكَثْرَةِ الصَّلَاةِ وَالصَّيَامِ وَلَكِنْ بِالسَّيْرِ الَّذِي وَقَّرَ فِي قَلْبِهِ یعنی ابوبکر زیادہ نمازوں اور روزوں کی وجہ سے تم لوگوں سے آگے نہیں نکلا بلکہ اس راز کی وجہ سے آگے نکل گیا ہے جو اس کے سینے میں سجا دیا گیا ہے (اخرجه الترمذی الحکیم فی النوادر ۵۵/۳ من قول بکر ابن عبد اللہ المزنی)۔

محدثین نے اسے حدیث مرفوع تسلیم نہیں کیا مگر بہت سے صوفیاء نے اسے حدیث مرفوع اور صحیح مانا ہے (احیاء العلوم صفحہ ۳۵، رسائل ابن عربی صفحہ ۳۰، الیواقیت والجواهر صفحہ ۴۳، سبع سنابل صفحہ ۶۲)۔ اور فرمایا ہے هُوَ نَصَّ صَرِيحًا فِي أَنَّهُ أَفْضَلُهُمْ یعنی یہ حدیث اس موضوع پر نص صریح ہے کہ صدیق اکبر تمام صحابہ سے افضل ہیں (الیواقیت والجواهر صفحہ ۴۳)۔ كَمَا شَهِدَ لَهُ سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ ﷺ (احیاء العلوم صفحہ ۳۵)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے مَا فَاقَ أَبُوبَكْرٍ بِكَثْرَةِ الصَّلَاةِ وَالصَّيَامِ وَلَكِنْ بِشَيْءٍ وَقَّرَ فِي قَلْبِهِ (سبع سنابل صفحہ ۶۲)۔

اس کی تائید ایک اور حدیثِ مقطوع سے ہوتی ہے۔ حضرت ابو مالک بن انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابنِ حنفیہ سے پوچھا: ابو بکر سب سے پہلے اسلام لائے تھے؟ انہوں نے فرمایا نہیں، میں نے کہا پھر کس وجہ سے بلند ہوئے اور آگے نکل گئے، یہاں تک کہ ابو بکر کے سوا کسی ایک کا نام بھی نہیں لیا جاتا؟ فرمایا: كَانَ أَفْضَلُهُمْ إِسْلَامًا حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ یعنی وہ ان سب سے اسلام میں افضل تھے حتیٰ کہ اللہ عزوجل سے جا ملے (ابن ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۴۷۲، السنۃ لابن ابی عاصم حدیث نمبر: ۱۲۵۵)۔ اسنادہ صحیح

اس کے علاوہ الریاض النضرہ میں ایک حدیث کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ مَا أُوحِيَ إِلَيَّ شَيْءٌ إِلَّا صَبَّبْتُهُ فِي صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ یعنی جو کچھ اللہ نے میرے سینے میں ڈالا ہے میں نے وہ سب ابو بکر کے سینے میں انڈیل دیا ہے۔ اس حدیث کو محدثین نے موضوع قرار دیا ہے۔ لیکن صوفیاء کا اس حدیث کو پذیرائی بخشنا کم از کم اُن لوگوں کے لیے ضرور لمحہ فکریہ ہے جو خلافت ظاہری اور ولایت باطنی کے تذکرے چھیڑتے ہیں۔ چنانچہ ولایت باطنی کو ان لوگوں سے بہتر سمجھنے والے ایک عظیم صوفی بزرگ حضرت شیخ فرید الدین عطار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ہر چہ حق، از بارگاہ کبریا ریخت در صدر شریف مصطفیٰ

آن ہمہ در سینہ صدیق ریخت لا جرم لا بد از تحقیق ریخت

ترجمہ:- ہر وہ چیز جو کبریا کی بارگاہ سے مصطفیٰ ﷺ کے سینہ اقدس میں انڈیلی گئی تھی وہ آپ ﷺ نے صدیق کے سینے میں انڈیل دی۔ اس میں کوئی قباحہ نہیں، کوئی شک نہیں بلکہ یہ نہایت تحقیقی بات ہے کہ واقعی ہر چیز انڈیل دی (منطق الطیر صفحہ ۲۸)۔

صدیق کی نبی سے مشابہت اور کامل فنائیت

(۱)۔ بچپن کے ساتھی تھے۔ قرآن نے صدیق اکبر ﷺ کو ثانیِ اشنین (نبی کا ثانی) قرار دیا۔ ہجرت کی رات صدیق اکبر ﷺ کو اللہ کریم نے نبی کریم ﷺ کی جان کا محافظ منتخب فرمایا۔ جنگ بدر میں سب لوگ میدان میں تھے جبکہ صدیق اکبر عریش بدر میں نبی کریم ﷺ کی جان کا پہرہ دے رہے تھے۔

(۲)۔ جب نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ کی حوصلہ افزائی کے لیے اُم المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ ہرگز رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی

فرماتے ہیں، غریبوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، کسی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے، مہمان کا احترام فرماتے ہیں، ہمیشہ اہل حق کا ساتھ دیتے ہیں (بخاری حدیث رقم: ۳)۔

ہجرت کے وقت یہی الفاظ ابن دغنه نے سیدنا صدیق اکبر ؓ کے لیے استعمال کیے تھے إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكُلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ (بخاری حدیث رقم: ۳۹۰۵)۔

(۳)۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ؐ نے سیدنا فاروق اعظم ؓ سے فرمایا کہ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَسْتُ اَعْصِيْهِ وَهُوَ نَاصِرِیْ ... یعنی میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا وہی میرا مددگار ہے، تم کسی دن طواف کرنے ضرور آؤ گے۔ اس کے بعد جب وہ صدیق اکبر کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی الفاظ فرمائے کہ اِنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَیْسَ یَعْصِیْ رَبَّہٗ وَهُوَ نَاصِرُہٗ ... فَإِنَّكَ اَتٰیْہِ مُطَوِّفٌ بِہ (بخاری حدیث رقم: ۲۷۳۱)۔

(۴)۔ نبی کریم ؐ ابو بکر ؓ کے مال کو اپنے ذاتی مال کی طرح استعمال فرماتے تھے (فضائل الصحابہ جلد ۱ صفحہ ۷۲)۔ ہجرت کے وقت کفار نے نبی کریم ؐ اور صدیق اکبر ؓ کو پکڑنے پر انعام مقرر کر دیا (متدرک حدیث رقم: ۴۴۸۱)۔

(۵)۔ نبی کریم ؐ کے دور میں کسی آدمی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دیں۔ آپ ؐ جلال میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اَیْلَعَبُ بِکِتَابِ اللّٰهِ اَنَا بَیْنَ اَظْہَرِ کُفْمٍ یعنی کیا اللہ کی کتاب سے کھیلا جائے گا جب کہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں؟ (نسائی حدیث رقم: ۳۴۰۱، مشکوٰۃ حدیث رقم: ۳۲۹۲)۔ جب سیدنا صدیق اکبر ؓ نے مسندِ خلافت سنبھالی تو مرتدین نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر آپ ؐ نے فرمایا اَیْنَ قَصٌّ وَاَنَا حَیٌّ یعنی کیا دین میں نقص واقع ہو جائے گا جب کہ میں زندہ موجود ہوں؟ (مشکوٰۃ حدیث رقم: ۶۰۳۴)۔ نبی کریم ؐ اور صدیق اکبر ؓ دونوں کے الفاظ میں مشابہت کو محسوس فرمائیے۔ ایمان کی نگاہ اس نتیجے پر پہنچے گی کہ سیدنا صدیق اکبر ؓ فنا فی الرسول کے مقام پر فائز تھے۔

(۶)۔ جب محبوب کریم ؐ کا وصال ہوا تو ابو بکر صدیق ؓ نے اعلان کر دیا کہ رسول اللہ ؐ کے ذمے جس کسی کا قرض ہو یا آپ ؐ نے کسی سے وعدہ فرمایا ہو تو وہ میرے پاس آ جائے، میں وہ قرض ادا کر دوں گا اور وعدہ وفا کر دوں گا (بخاری حدیث رقم: ۳۱۳۷)۔

(۷)۔ صدیق اکبر ﷺ کے یہ الفاظ سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں کہ لَسْتُ تَارِ كَأَشِيْنَا
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ یعنی مجھ سے وہ کام نہیں چھوٹ سکتا جسے نبی کریم ﷺ کرتے رہے
(بخاری حدیث رقم: ۳۰۹۳)۔

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ سے جس صحابی ﷺ نے بھی جیش اسامہ کی روانگی، منکرین
زکوٰۃ سے قتال اور باغ فدک جیسے معاملات کے بارے میں بات کی، آپ نے یہی جواب دیا
کہ نبی کریم ﷺ کے طریقے پر گامزن رہنا میری مجبوری ہے۔

(۸)۔ سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ کو حضور ﷺ کی رحمۃ للعالمین سے اس قدر فیض ملا تھا کہ صحابہ کرام نے
آپ کا نام الآواہ رکھ دیا تھا۔ یعنی پناہ گاہ (الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۹۱، صواعق محرقة صفحہ ۸۵)۔

(۹)۔ اللہ کریم جل مجدہ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کی شان میں فرمایا وَلَسَوْفَ يَغْطِيكَ رَبُّكَ
فَتَرْضَى یعنی اے محبوب عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں
گے (الضحیٰ: ۵)۔ اور سیدنا صدیق اکبر ﷺ کے بارے میں فرمایا وَلَسَوْفَ يَرْضَى یعنی عنقریب
وہ راضی ہو جائے گا (اللیل: ۲۱)۔

(۱۰)۔ آخری وقت میں آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے حضور کی طرح کفن دیا جائے فَفِيهَا
كَفَنُونِي (متدرک حدیث رقم: ۴۴۷۰)۔ حضور ﷺ جتنی ہی عمر پائی اور آپ ﷺ کے
پاس ہی دفن ہوئے۔

(۱۱)۔ فتح مکہ کے موقع پر بتوں کو گرانے کے لیے نبی کریم ﷺ سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کے
کندھوں پر سوار ہوئے۔ حضرت علی آپ کو لے کر اٹھ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں کمزور پایا تو
فرمایا بیٹھ جاؤ۔ آپ نیچے اتر آئے اور حضرت علی کو فرمایا کہ میرے کندھوں پر بیٹھ جاؤ۔ آپ ﷺ
حضرت علی کو لے کر اٹھ گئے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آ رہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو
آسمان کو ہاتھ لگا سکتا ہوں (السنن الکبریٰ للنسائی حدیث رقم: ۸۵۰۷)۔

سبحان اللہ۔ اس حدیث میں مولا علی کی کیسی پیاری فضیلت اور عظیم اعزاز مذکور
ہے۔ تف ہے خوارج پر جو بغض علی میں جلے جا رہے ہیں۔ اب ذرا صدیق اکبر کے کندھوں کی
ہمت کا بھی اندازہ کیجیے۔ ہجرت کی رات صدیق اکبر ﷺ نے محبوب کریم ﷺ کے قدموں کے
نشان چھپانے کے لیے آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور غار کے منہ پر لا اتارا (الوفا صفحہ

۲۳۷)۔ تف ہے روافض پر جو باریت کے محمل کی ہمت کا انکار کر رہے ہیں۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ارشادات

(۱)۔ حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ والی حدیث چار یار کی اصطلاح والی بات کے ضمن میں گزر چکی ہے (بخاری حدیث رقم: ۳۶۷۱، ابوداؤد حدیث رقم: ۴۶۲۹)۔

اسکی شرح میں ہم یہ حدیث لکھ دینے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے کہ: ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ خَيْرُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَخَيْرُ أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَخَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِينَ إِلَّا النَّبِيَّ وَالْمُرْسَلِينَ یعنی ابوبکر اور عمر اگلے پچھلے تمام لوگوں اور زمین و آسمان کے تمام لوگوں سے افضل ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے (المؤتلف والمختلف للدارقطنی جلد ۳ صفحہ ۱۰۷، ابن عدی جلد ۲ صفحہ ۱۸۰ وقال منکر، تاریخ بغداد للخطیب جلد ۵ صفحہ ۲۵۲، ابن عساکر جلد ۳۰ صفحہ ۱۸۲، الفتح الکبیر للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۲۲ وقال ضعیف، مسند فردوس جلد ۱ صفحہ ۲۳۸ حدیث نمبر ۱۷۸۳، السنۃ للامام احمد بن محمد الخلال حدیث رقم: ۳۷۷۷ هذا منقطع و قال الخلال: هذه الذي اتضح من الاسناد، مرام الکلام صفحہ ۴۶، مطلع القمرین صفحہ ۱۱۵ قلمی وعزاه الی الحاكم فی الکئی والخطیب و ابن عدی وقال الذہبی موضوع میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۱۱۱)۔

(۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ، فَدَعَا اللَّهُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَقَدْ وَضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي يَقُولُ: يَزَحْمُكَ اللَّهُ إِنْ كُنْتُ لَا زُجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، لِأَنِّي كَثِيرٌ أَمِمًا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: كُنْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَفَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَانْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَإِنْ كُنْتُ لَا زُجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَهُمَا، فَانْتَفْتُ فَإِذَا عَلَيَّ بَنُ أَبِي طَالِبٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْبُخَارِيُّ (مسلم حدیث رقم: ۶۱۸۷، بخاری حدیث رقم: ۳۶۷۷، ابن ماجہ حدیث رقم: ۹۸، شرح السنۃ حدیث رقم: ۳۸۹۰)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں لوگوں میں کھڑا تھا، لوگ عمر بن خطاب کیلئے اللہ سے دعا کر رہے تھے اور آپ کو اپنی چار پائی پر رکھا گیا تھا، ایک آدمی میرے پیچھے تھا جس

(۳)۔ عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ وَخَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ

ترجمہ: حضرت علی شیر خدا ﷺ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابو بکر ہیں اور ابو بکر کے بعد سب سے افضل عمر ہیں (ابن ماجہ حدیث رقم: ۱۰۶، مسند احمد حدیث رقم: ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۷۲، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۹۱۱، ۹۲۵، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۴۲، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۸، ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۵۷۴، السنۃ لعبد اللہ ابن احمد حدیث رقم: ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۱۲، ۱۳۱۵، ۱۳۱۷، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۶ السنۃ لابن ابی عاصم حدیث رقم: ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹)۔

یہ حدیث مولاعلیؑ سے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ اس کی بعض اسناد صحیح، بعض حسن اور بعض ضعیف ہیں۔ اس سے مجموعی صحت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ ذہبی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ یہ بات آپؐ سے جم غفیر کے ذریعے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ اور اس کے روایت کرنے والوں کی تعداد اسی (۸۰) بتائی ہے، اور فرمایا کہ: اللہ کی قسم یہ حضرت علی کا ہی فرمان ہے جو آپؐ نے کوفہ کے منبر پر فرمایا، اللہ خراب کرے رافضیوں کو یہ کیسے جاہل ہیں: هَذَا مُتَوَاتِرٌ عَنْ عَلِيٍّ، لِأَنَّهُ قَالَهُ عَلَى مُنْبَرِ الْكُوفَةِ فَلَعَنَ اللَّهُ الرَّافِضَةَ مَا أَجْهَلُ هُمْ یعنی یہ حدیث سیدنا علیؑ سے تواتر کے ساتھ منقول ہے، اللہ کی لعنت ہو رافضیوں پر یہ کیسے جاہل ہیں (تاریخ الاسلام جلد ۳ صفحہ ۱۱۵، الممشقی من منہاج الاعتدال صفحہ ۳۶۱ کلاهما للذهبی، تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۸، صواعق محرقة صفحہ ۶۰)۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: قَدْ بَيَّنْتُ عَنْهُ بِالتَّوَاتُرِ أَنَّهُ قَالَ عَلَى مُنْبَرِ

الْكُوفَةُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَسْمِيَ
الْقَالِثَ لَسَمَّيْتُ يَعْنِي سَيِّدَنَا عَلِيَّ الرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَ تَوَاتَرَ كَ سَاتَ هَ ثَابِتَ هَ كَ أَ پَ نَ كُوفَ كَ مَنبر
پرفرمایا کہ اے لوگوں اس امت میں اسکے نبی کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر ہیں اور اگر
میں چاہوں تو تیسرے کا بھی نام بتا دوں (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۳۲۱)۔

(۴) عَنْ صَلَّةَ بْنِ زُفَرٍ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ إِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: السَّبَاقُ
يَذْكُرُونَ السَّبَاقُ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا اسْتَبَقْنَا إِلَى خَيْرٍ قَطُّ إِلَّا سَبَقْنَا إِلَيْهِ أَبُو
بَكْرٍ (المعجم الاوسط للطبرانی کما فی مجمع الزوائد حدیث رقم: ۱۴۳۳۲)۔ قَالَ الْهَيْثَمِيُّ وَفِيهِ: أَحْمَدُ
بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُفَضَّلِ الْحَرَّانِيُّ، وَلَمْ أَغْرِفْهُ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ
ترجمہ: حضرت صلہ بن زفر فرماتے ہیں کہ: حضرت علیؑ کے پاس جب حضرت ابو بکر کا
ذکر ہوتا تو آپ فرماتے: یہ لوگ سبقت لے جانے کا ذکر کرتے ہیں، فرمایا: قسم ہے اس ذات کی
جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، ہم جب بھی کسی بھلائی کی طرف بڑھے ہیں ابو بکر ہم
سے سبقت لے گیا ہے۔

(۵) عَنْ عَلِيٍّ وَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِنَّا نَرَى أَبَا بَكْرٍ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَا بَعْدَ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ لَصَاحِبُ الْغَارِ وَ ثَانِيِ اثْنَيْنِ وَ إِنَّا لَنَعْلَمُ بِشَرْفِهِ وَ كِبَرِهِ وَ لَقَدْ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
بِالصَّلَاةِ بِالنَّاسِ وَ هُوَ حَتَّى هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرِّ طَلَبِ الشَّيْخَيْنِ وَ لَمْ يُخَرِّجَاهُ وَ
وَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ

ترجمہ: حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے بعد ابو بکر کو
خلافت کا سب سے زیادہ حق دار سمجھتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ صاحب غار اور ثانیِ اثنین تھے۔
اور ہم آپ کے شرف اور عظمت کو جانتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی موجودگی میں انہیں لوگوں کو
نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ یہ حدیث صحیح ہے (متدرک حدیث رقم: ۴۴۷۸)۔

(۶) سَيِّدَنَا عَلِيَّ الرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَمَاتے ہیں کہ: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے دانے کو پھاڑ کر
پودا نکالا اور ایک ذرے (مالکیول) سے انسان کو پیدا کیا، اگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے خلیفہ مقرر کیا
ہوتا تو میں آپ کے فرمان کی خاطر جہاد کرتا۔ اگر میرے پاس تلوار نہ ہوتی تو اپنی چادر سے ہی مخالفین
پر حملہ کر دیتا اور ابو بکر کو منبر رسول ﷺ کی ایک سیڑھی بھی نہ چڑھنے دیتا۔ لیکن آپ ﷺ نے میرے

مرتبے اور ابو بکر کے مرتبے کو خوب سمجھ کر فیصلہ دیا اور فرمایا ابو بکر کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ آپ نے مجھے نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا، لہذا رسول اللہ ﷺ جس شخص کو ہمارا دینی پیشوا بنانے پر راضی ہیں ہم اسے اپنا دنیاوی پیشوا بنانے پر کیوں نہ راضی ہوں (صواعقِ محرقہ صفحہ ۶۲)۔

مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اس ارشادِ گرامی سے واضح ہو گیا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت ظاہری ملنے سے پہلے ہی دین کا پیشوا بنا دیا گیا تھا۔ ولایت باطنی یعنی دین کی سیادت اور خلافت ظاہری یعنی دنیا کی سیادت دونوں چیزیں مولانا علی نے صدیق اکبر کے حق میں جدا جدا تسلیم فرمائی ہیں۔ رضی اللہ عنہما

ایک نہایت ہی قابلِ توجہ نکتہ یہ ہے کہ اگر بالفرض نبی کریم ﷺ نے مولانا علی رضی اللہ عنہ کو امامت کے مصلہ پر کھڑا کیا ہوتا تو روافض اور تفضیلی قیامت برپا کر دیتے۔ ذرا چشمِ تصور سے اس نکتے پر غور فرمالیجیے۔ شانِ ابو بکر کھرتی چلی جائے گی اور اہل سنت کی شرافت اور اعتدال اچھی طرح واضح ہو جائے گا۔

(۷)۔ جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ کسی کو ہم پر خلیفہ مقرر فرمادیں۔ فرمایا میں تمہیں اسی طرح چھوڑ کر جا رہا ہوں جس طرح ہمیں رسول اللہ ﷺ نے چھوڑا تھا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم پر خلیفہ مقرر فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تم میں بھلائی دیکھی تو خود بخود تم میں سے سب سے اچھے آدمی کو مقرر فرمادے گا۔ حضرت علی نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرمایا: اللہ نے ابو بکر کو ہم سب سے بہتر جانا اور اسے ہم پر ولایت دے دی (متدرک حاکم حدیث رقم: ۴۷۵۶)۔

(۸)۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: لَا أَحَدٌ أَحَدًا فَضَّلَنِي عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ إِلَّا جَلَدَتْهُ حَدَّ الْمَفْتَرِي۔

ترجمہ: میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہتا ہے۔ اسے الزام تراشی کی سزا کے طور پر اسی کوڑے ماروں گا (فضائل صحابہ امام احمد بن حنبل حدیث رقم: ۴۹ عن حکم بن حجل، ۳۸۷ عن حکم بن حجل قال سمعت علیاً رضی اللہ عنہما یقول، السنۃ لعبد اللہ ابن احمد حدیث رقم: ۱۲۴۲ عن حکم بن حجل، ۱۳۲۲ عن علقمہ، السنۃ لابن ابی عاصم حدیث رقم: ۱۰۲۷ عن علقمہ، ۱۲۵۴ عن حکم بن

جمل، الاعتقاد للبیہقی صفحہ ۳۵۸ عن حکم بن جمل قال خطبنا علی بالبصرة، ۳۶۱ عن علقمہ وقال له شواہد ذکرناھا فی کتاب الفضائل، فضائل ابی بکر الصديق مؤلفہ ابو طالب محمد بن علی العشاری متوفی ۲۵۱ھ حدیث رقم: ۳۹، تحفۃ الصديق لابن بلبان صفحہ ۸۷، الاستیعاب صفحہ ۴۳۴، ابن عساکر جلد ۳۰ صفحہ ۳۶۹ عن عبدخیر، ۳۷۱ عن علقمہ، ۳۸۳ عن حکم عن ابیہ، ابن عساکر جلد ۲۴ صفحہ ۳۶۵ عن جابر بن حمید و حدیث آخر عن حکم بن جمل و حدیث آخر عن حکم بن جمل ایضاً و حدیث آخر عن علقمہ، الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۸۸، المؤتلف والمختلف للدارقطنی جلد ۳ صفحہ ۹۲ عن حکم بن جمل، المنشی للذہبی صفحہ ۳۶۱ عن محمد بن الحنفیہ بلفظ کان یقول، تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۸، صواعق محرقة صفحہ ۶۰، تفسیر قرطبی جلد ۱ صفحہ ۲۰۶، کنز العمال حدیث نمبر: ۳۶۱۵۲، ازالۃ الخفاء جلد ۱ صفحہ ۳۱۷۔

اس حدیث کے تمام حوالہ جات پر غور فرمائیے۔ اس کے راویوں میں حضرت محمد بن حنفیہ، حضرت علقمہ، حضرت عبدخیر، حضرت جابر بن حمید، حضرت حکم بن جمل، اور ان کے والد حضرت جمل علیہم الرحمۃ شامل ہیں۔ یہ سب براہ راست مولا علی سے روایت کر رہے ہیں۔ حکم بن جمل اپنے والد سے بھی روایت کر رہے ہیں اور خود بھی فرما رہے ہیں کہ میں نے حضرت علی ؑ کو فرماتے ہوئے سنا، دوسری جگہ فرما رہے ہیں حضرت علی ؑ نے ہمیں بصرہ میں خطاب فرمایا۔ واضح ہو رہا ہے کہ حضرت حکم بن جمل رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات سیدنا علی المرتضیٰ ؑ سے ہوئی ہے۔ کتب رجال میں حکم بن جمل کو ثقہ لکھا گیا ہے اور جب وہ ثقہ ہیں تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ حضرت علی المرتضیٰ کی زیارت کے بارے میں جھوٹ بولیں معاذ اللہ۔ ویسے حدیث روایت کرنے کے لیے معاشرت ہی کافی ہے جس سے ملاقات بعید نہیں رہتی۔ اور اگر بالفرض حدیث میں ارسال ہی ہو تو حدیث مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے اس لیے کہ ارسال کرنے والا حدیث کی صحت پر اعتماد کرتے ہوئے ارسال کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علماء نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ نے اسے صحیح لکھا ہے (فتاویٰ عزیزی اردو صفحہ ۳۸۳) اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اسے ذہبی کے حوالے سے صحیح لکھا ہے قَالَ سُلْطَانُ الشَّانِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الذَّهَبِيُّ حَدِيثٌ صَحِيحٌ (الزلال الاقنی صفحہ ۹۵)۔

اس حدیث کو حضرت علقمہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے: عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ صَرَبَ عَلْقَمَةُ هَذَا الْمُنْبَرِ فَقَالَ: خَطَبْنَا عَلِيَّ عَلَى هَذَا الْمُنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَاثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَذْكُرَ ثُمَّ قَالَ: أَلَا أَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ قَوْمًا يَفْضِلُونِي عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِي ذَلِكَ لَعَاقَبْتُ فِيهِ وَلَكِنْ أَكْرَهُ الْعُقُوبَةَ قَبْلَ التَّقَدُّمِ، مَنْ قَالَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَهُوَ مُفْتَرٍ عَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُفْتَرِي، خَيْرُ النَّاسِ كَانَ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ أَحَدُنَا بَعْدَهُمْ أَحَدًا ثَانِيًا يَقْضِي اللَّهُ فِيهَا (السنۃ لعبد اللہ حدیث رقم: ۱۳۲۲، السنۃ لابن ابی عاصم حدیث رقم: ۱۰۲۷)۔ اسنادہ صحیح

اس حدیث سے اور اس جیسی دوسری احادیث سے واضح امکان محسوس ہوتا ہے کہ حدیث منقری والی حدیث اس حدیث متواتر کا ٹکڑا ہے جسے ۸۰ راویوں نے روایت کیا ہے کہ: خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ وَخَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ۔ کوئی راوی اس ٹکڑے کو بیان کرتا ہے اور کوئی نہیں کرتا۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ: ایک آدمی سیدنا علیؑ کے پاس آیا اور کہا میں نے آپ سے بہتر کوئی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا تم نے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا اگر تم کہتے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے تو میں تمہیں قتل کر دیتا، اور اگر تم کہتے کہ میں نے ابو بکر اور عمر کو دیکھا ہے تو میں تمہیں کوڑے مارتا لو اَخْبِرْنِي اَنَّكَ رَأَيْتَ اَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ لَا وَ جَعَلْتُكَ عُقُوبَةً (کتاب الآثار لابن یوسف حدیث رقم: ۹۲۴)۔

یہاں یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ابن سباء اینڈ کمپنی کو مولانا علیؑ نے زندہ جلادیا تھا (متدرک حاکم حدیث رقم: ۶۴۰۵)۔ صحیح وافقہ الذہبی۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ: وَعَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدَّيْلَمِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَشَارَ فِي الْخَمْرِ يَشْرِبُهَا الرَّجُلُ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ اَرَى اَنْ تَجْلِدَهُ ثَمَانِينَ جَلْدَةً، فَاِنَّهُ اِذَا شَرِبَ سَكِرَ وَاِذَا سَكِرَ هَذَى وَاِذَا هَذَى افترى، فَجَلَدَ عُمَرُ فِي الْخَمْرِ ثَمَانِينَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالدَّارِقُطْنِيُّ وَالحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ وَ وافقہ الذہبی وَ عَلِيہِ اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ

ترجمہ: حضرت ثور بن زید دیلمی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے شراب کے بارے میں مشورہ لیا جسے آدمی نے پیا ہو۔ حضرت علی ؓ نے آپ سے عرض کیا کہ میرے خیال میں ہم اسے اسی کوڑے ماریں۔ اس لیے کہ جب وہ پیئے گا تو نشے میں آئے گا۔ جب نشے میں ہو گا تو ہڈیاں بولے گا۔ جب ہڈیاں بولے گا تو بہتان لگائے گا (اور بہتان کی سزا اسی کوڑے ہے)۔ بس حضرت عمر ؓ نے شراب پینے پر اسی کوڑے مارے۔ اس پر تمام صحابہ کا اجماع ہے (موطا امام مالک حدیث رقم: ۲ من کتاب الاشربة، سنن الدارقطنی حدیث رقم: ۳۲۹۰، المستدرک للحاکم حدیث رقم: ۸۲۹۹، بخاری حدیث رقم: ۶۷۷۸، ۶۷۷۹، مسلم حدیث رقم: ۴۲۵۸، ۴۲۵۹، ابوداؤد حدیث رقم: ۴۲۸۶، ۴۲۸۸، ابن ماجہ حدیث رقم: ۲۵۷۰، ۲۵۷۱)۔

غور فرمائیے، اگر تفضیلیوں پر حد لگانے کا اختیار مولا علی کو نہیں تھا تو پھر روافض کو زندہ جلانے اور شرابی کو ۸۰ کوڑے مارنے کا حق کس طرح مل گیا؟

آپ ؓ فرما رہے ہیں کہ شرابی جب شراب پیتا ہے تو نشے میں آتا ہے، جب نشے میں آتا ہے تو ہڈیاں بکتا ہے اور ہڈیاں بکتا ہے تو افتراء باندھتا ہے اور جو افتراء باندھے اس کی سزا ۸۰ کوڑے ہے۔ بالکل اسی طرح تفضیلیوں کے عقیدے سے بھی تمام صحابہ کرام مہاجرین و انصار پر افتراء لازم آتا ہے، لہذا ان کی سزا بھی ۸۰ کوڑے ہے۔ علامہ پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: روافض سیدنا علی ؓ کو افضل قرار دیتے ہیں، پھر اس کو بنیاد بنا کر کہتے ہیں کہ آپ کو خلافت نہ دینا ظلم تھا، اور جو ظالم ہوں وہ عادل نہیں ہوتے اور جو عادل نہ ہوں ان کی روایت کردہ احادیث معتبر نہیں، لہذا اہل سنت کا تمام ذخیرہ احادیث غیر معتبر ہوا، یہ لوگ اس ترتیب سے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں (نبراس صفحہ ۳۰۲)۔

(۹)۔ محدث عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ عتین رضی اللہ عنہما کے معاملے میں متشیع تھے لیکن چونکہ خود مولا علی نے ابوبکر اور عمر کو اپنے سے افضل قرار دیا ہے لہذا فرماتے تھے کہ میری اس سے بڑھ کر بدبختی کیا ہوگی کہ علی کی محبت کا دعویٰ بھی کروں اور علی کا کہنا بھی نہ مانوں۔ اصل الفاظ یہ ہیں أَفْضَلُ الشَّيْخَيْنِ يَفْضِلُ عَلِيًّا هُمَا عَلَىٰ نَفْسِهِ وَاللَّيْمَا فَضَّلْتُهُمَا كَفَّابِي وَزُرَّ أَنَّ أَجَبَهُ ثُمَّ أَخَالَفَهُ (صواعق محرقة صفحہ ۶۲)۔

(۱۰)۔ سیدنا امام زین العابدین ؑ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ قریب کون تھا؟ آپ نے فرمایا وہی لوگ قریب تھے جو کہ آج بھی قریب ہیں اور آپ کے پہلو میں آرام فرما رہے ہیں (مسند احمد ۴/ ۹۶ حدیث رقم: ۱۶۷۱۳، فضائل الصحابة للدرقطنی حدیث رقم: ۳۵، الاعتقاد للبیہقی صفحہ ۳۶۲)۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی تیری مثال ایسے ہے جیسے عیسیٰ۔ ان سے یہودیوں نے بغض رکھا اور ان کی والدہ پر الزام لگا دیا اور عیسائیوں نے محبت رکھی اور ان کو وہ مرتبہ دے دیا جس کے وہ حق دار نہ تھے۔ پھر مولا علی فرماتے ہیں کہ میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا جو میری ایسی شان بیان کرے گا جس کا میں حق دار نہیں۔ دوسرا مجھ سے بغض رکھنے والا جسے میری دشمنی مجھ پر بہتان لگانے پر آمادہ کرے گی (مسند احمد ۱/ ۱۶۰ حدیث رقم: ۱۳۸۰، مشکوٰۃ حدیث رقم: ۶۱۰۲)۔

روافض کی معروف کتاب نہج البلاغہ میں ہے کہ: سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا جسے یہ محبت حق سے دور لے جائے گی۔ اور دوسرا مجھ سے بغض رکھنے والا جسے یہ بغض حق سے دور لے جائے گا۔ میرے بارے میں درمیانی راہ پر چلنے والے ہی صحیح ہوں گے۔ ہمیشہ بڑے گروہ کی پیروی کرو۔ بے شک اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ تفرقہ بازی سے ہمیشہ بچو۔ جماعت سے الگ ہونے والا شیطان کا شکار بن جاتا ہے جس طرح اکیلی بکری ریوڑ سے بچھڑ کر بھیڑیے کا شکار بن جاتی ہے (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۲ مطبوعہ ایران/قم)۔

قرآنی آیات کے بعد ان بے شمار احادیث میں بھی صدیق اکبر ؑ کے خصائص گن لیجیے۔ صرف خصائص تو کجا قرآن و سنت و آثار میں صدیق اکبر ؑ کے لیے مندرجہ ذیل صفیٰ تفضیل کے استعمال ہوئے ہیں:

أَعْظَمَ دَرَجَةً (الحدید: ۱۰)، أَلَاتَّقَى (اللیل: ۱۷)، خَيْرُ الصَّحَابَةِ (بخاری حدیث نمبر: ۳۶۶۸) خَيْرُ النَّاسِ (ابن ماجہ حدیث رقم: ۱۰۶)، أَعْلَمُ (بخاری حدیث رقم: ۴۶۶)، أَزْهَمُ (ترمذی حدیث رقم: ۳۷۹۰)، أَزَافُ (متدرک حدیث رقم: ۶۳۹۰)، أَمَنُ النَّاسِ عَلٰی

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (بخاری حدیث رقم: ۴۶۶)، أَفْضَلُ الْأُمَّةِ (ابوداؤد حدیث رقم: ۴۶۲۸)، خَيْرُ
الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ (صواعق محرقة صفحہ ۷۶)، أَحَبُّ إِلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (بخاری حدیث
نمبر: ۳۶۶۸)، أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (مسند رک حاکم حدیث نمبر: ۴۴۷۸)
، أَعْلَمُ بِالسُّنَّةِ (تاریخ خلفاء صفحہ ۳۵)، أَعْبَزُ هَذِهِ الْأُمَّةِ (تاریخ خلفاء صفحہ ۸۳، الصواعق
المحرقة صفحہ ۳۴، الریاض النضرة جلد ۱ صفحہ ۵۹)، أَعْلَمُ بِالْإِنْسَابِ (الریاض النضرة جلد ۱
صفحہ ۱۵۲)، أَشْجَعُ (تاریخ خلفاء صفحہ ۳۲)، الْأَوَّاهُ (تاریخ خلفاء صفحہ ۴۹، صواعق محرقة
صفحہ ۸۵)، الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ، الْأَكْرَمُ ﷺ۔

علماء و صوفیاء علیہم الرحمۃ کے اقوال

(۱)۔ ابو نعیم نے فرات بن سائب سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے میمون بن
مہران سے پوچھا: آپ کے نزدیک علی افضل ہیں یا ابوبکر اور عمر؟ یہ سوال سن کر وہ کانپنے لگے حتیٰ
کہ ان کے ہاتھ سے لٹھی گر گئی۔ پھر فرمایا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں اس زمانے تک زندہ
رہوں گا جب لوگ ابوبکر اور عمر کی برابری کے بارے میں سوچیں گے (ابو نعیم فی الحلیۃ جلد ۴
صفحہ ۹۲، ۹۳، تاریخ خلفاء صفحہ ۳۰)۔

(۲)۔ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

شیخ الاسلام و از بعد انبیاء خیر الانام یعنی اسلام کے پیر اور نبیوں کے بعد تمام
انسانوں سے افضل (کشف المحجوب صفحہ ۶۷)۔ صدیق اکبر ﷺ مقدم جمیع خلائق
است از پس انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین و مروانہ باشد کہ کسی قدم اندر
پیش وی نہند یعنی صدیق اکبر ﷺ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام مخلوقات سے آگے ہیں اور
کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ ان سے آگے قدم رکھے (کشف المحجوب صفحہ ۶۹)۔ نیز حضرت داتا
صاحب علیہ الرحمۃ نے ان چار ہستیوں کا ذکر اسی ترتیب سے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے صدیق
اکبر، پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی اور پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

(۳)۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ
عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ یعنی نبی کریم ﷺ کے بعد سب لوگوں میں افضل ابوبکر
ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی ﷺ (احیاء العلوم صفحہ ۱۱۹)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں: إِنَّ الْإِمَامَ الْحَقَّ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ (احیاء العلوم صفحہ ۱۴۶)۔

جان لو کہ اللہ کے ہاں فضیلت پالینے کا سبب الگ چیز ہے اور لوگوں میں مشہور ہو جانے کا سبب دوسری چیز ہے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شہرت خلافت کی وجہ سے تھی جب کہ آپ کی فضیلت کا اصل سبب وہ راز تھا جو ان کے سینے میں سجا دیا گیا تھا وَ كَانَ فَضْلُهُ بِالْبَسْمِ الَّذِي وَفَّرَ فِي قَلْبِهِ (احیاء العلوم صفحہ ۳۵)۔

(۴)۔ حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ خلفائے راشدین نے خلافت بزورِ شمشیر یا جبر کے ذریعہ حاصل نہیں کی تھی بلکہ معاصرین پر ان کو فضیلت حاصل تھی لَفَضْلٍ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي عَصْرِهِ وَ زَمَانِهِ عَلَى مَنْ سِوَاهُ مِنَ الصَّحَابَةِ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۵۸)۔

حضور غوث اعظم قدس سرہ کے ارشاد سے واضح ہو گیا کہ فضیلت پہلے سے حاصل تھی اور خلافت بعد میں عطا ہوئی۔

حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہ اور دیگر علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ خلفاء راشدین کے بعد عشرہ مبشرہ اور اصحاب بدر افضل ہیں (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۵۷)۔ اگر فضیلت باعتبار ترتیب خلافت ہوتی تو خلفاء کی فضیلت کے ساتھ ان ہستیوں کی فضیلت کو مقرون کرنا نہیں سجتا تھا۔

(۵)۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ فرماتے ہیں: اَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ فِي أُمَّةٍ مُحَمَّدٌ ﷺ مَنْ هُوَ أَفْضَلُ مِنْ أَبِي بَكْرٍ غَيْرُ عِيسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ یعنی جان لو کہ امت محمد ﷺ میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ابو بکر سے افضل ہو سوائے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے (فتوحات مکیہ باب ۹۳ کما فی الیواقیت والجواہر صفحہ ۴۳۸)۔

اس عبارت پر بھی غور فرمائیے اگر فضیلت سے مراد خلافت ظاہری میں فضیلت ہو تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استثناء بالکل لایعنی ہو کر رہ جائے گا۔

(۶)۔ امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ نے سرخی قائم فرمائی ہے۔

فِي بَيَانٍ أَنَّ أَفْضَلَ الْأَوَّلِيَّائِ الْمُحَمَّدِيِّينَ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ یعنی اس بات کا بیان کہ انبیاء اور مرسلین

کے بعد اولیائے محمدی میں سے سب سے افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ عنہم (الیواقیت والجاہر صفحہ ۷۳)۔

اس سرخی کے الفاظ پر غور فرمائیے۔ أَفْضَلَ الْأَوْلِيَاءِ الْمُحَمَّدِيِّينَ کے الفاظ نے تفصیلوں کے ہر فراڈ کی جڑھ کاٹ دی ہے۔ اولیاء کے لفظ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ افضلیت کا دار و مدار خلافت ظاہریہ کے ملنے پر نہیں بلکہ ولایت محمدی پر ہے۔ اس عنوان کے تحت جو کچھ امام علیہ الرحمہ نے لکھا ہے، قابل مطالعہ ہے۔

(۷)۔ معروف درسی کتاب شرح عقائد نفی میں ہے کہ: أَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ نَبِيِّنَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ یعنی تمام انبیاء کے بعد سب سے افضل ابو بکر صدیق ہیں (شرح عقائد نفی صفحہ ۱۵۰)۔

(۸)۔ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خواجہ اول کہ اول یار اوست ثانی اشنین اذ ہما فی الغار اوست

صدر دیں صدیق اکبر قطب حق در ہمہ چیز از ہمہ بردہ سبق

ترجمہ:- سب سے اول پیرومرشد جو نبی کریم ﷺ کے پہلے یار تھے۔ غار کے اندر وہ دو میں سے دوسرے تھے۔ دین کے صدر صدیق اکبر ہیں جو قطب حق ہیں۔ ہر کسی سے ہر معاملے میں آگے نکل گئے ہیں (منطق الطیر صفحہ ۲۸)۔

اس رباعی کا ہر ایک مصرعہ قابل غور ہے اور روافض کے لیے وبال جان ہے۔ خصوصاً

خواجہ اول، قطب حق اور آخری مصرعہ در ہمہ چیز از ہمہ بردہ سبق کو نوٹ کر لینا چاہیے۔

(۹)۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

افضلیت شیخین بر باقی امت قطعی است، انکار نہ کند مگر جاہل یا متعصب یعنی شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے، اس کا انکار وہی کر سکتا ہے جو جاہل ہو یا متعصب ہو (مکتوبات جلد ۲ مکتوب نمبر ۳۶)۔

(۱۰)۔ ملا علی قاری علیہ الرحمہ افضلیت کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وَأُولَى مَا

يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى أَفْضَلِيَةِ الصِّدِّيقِ فِي مَقَامِ التَّحْقِيقِ نَصْبُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِإِمَامَةِ الْأَنَامِ مُدَّةَ مَرَضِهِ فِي اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ وَلِذَا قَالَ أَكَابِرُ الصَّحَابَةِ رَضِيَهُ ﷺ لِدِينِنَا أَفَلَا نَرْضَاهُ لِدِينِنَا یعنی سب سے پہلی تحقیقی بات جس سے اہل سنت کی طرف سے صدیق کی

افضلیت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی تکلیف کے دنوں اور راتوں میں لوگوں کا امام مقرر فرمایا تھا۔ اسی لیے اکابر صحابہ علیہم الرضوان نے فرمایا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے جس شخص کو ہمارا دینی راہنما پسند کیا ہے اسے ہم اپنا دنیاوی راہنما کیوں نہ پسند کریں (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)۔

آگے فرماتے ہیں: ثُمَّ اَعْلَمْنَا أَنَّ جَمِيعَ الرِّوَا اِفْضٰ وَ اَكْثَرَ الْمُنْعَزِلَةِ لَيَفْضَلُوْنَ عَلَيْنَا عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍؓ یعنی حضرت علی کو حضرت ابوبکر سے افضل سمجھنا تمام رافضیوں کا عقیدہ ہے اور اکثر معتزلہ کا عقیدہ ہے (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)۔

(۱۱)۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فرقہ شیعہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی مرا بر جمیع صحابہ تفضیل می دادند، این فرقہ از ادنائے تلامذہ آن لعین شدند و شمشہ از وسوسہ او قبول کردند، جناب مرتضوی در حق اینہا تہدید فرمود کہ اگر کسے مرا خواہم شنید کہ مرا بر شیخین تفضیل می دہد او مرا حد اقترا کہ ہشتاد چاہل است خواہم زد یعنی شیعہ کا تفضیلی فرقہ جو جناب مرتضیٰؒ کو تمام صحابہ پر افضلیت دیتا ہے، یہ فرقہ شیطان لعین کا ادنیٰ شاگرد ہے جس نے اسکے وسوسے کو قبول کر لیا ہے، جناب مرتضیٰؒ نے ان پر سختی فرمائی ہے کہ اگر میں نے کسی شخص کے بارے میں سنا کہ وہ مجھے شیخین سے افضل سمجھتا ہے تو میں اسے مفتری کی حد ماروں گا جو اسی کوڑے ہے (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۵)۔

(۱۲)۔ ہمارے مرشد کریم قطب الاقطاب فقیہ اعظم حضرت پیر سائیں مفتی محمد قاسم مشوری قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز ارقام فرماتے ہیں:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تمام صحابہ سے افضل ہیں، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ان سے افضل سمجھنا گمراہی اور مذہب اہل سنت سے خروج ہے۔ اسی طرح کسی بھی صحابی بالخصوص حضرت امیر معاویہؓ پر طعن کرنا اسلام پر جرح کو مستلزم ہے اور نصوص قطعیہ کے انکار کے مترادف ہے۔ وَهُوَ تَعَالٰی اَعْلَمُ کِتْبَةُ الْفَقِيْرِ مُحَمَّدٌ قَاسِمٌ غَفِيَ عَنْهُ

(۱۳)۔ قدوة السالکین حضرت خواجہ شمس الحق والدین سیالوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

فضیلت انہا بالترتیب است انگاہ ایں حدیث بر زبان مبارک لہراند افضل الناس من بعدی ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی یعنی خلفائے راشدین کی فضیلت بالترتیب ہے، پھر زبان مبارک سے یہ حدیث پڑھی کہ میرے بعد تمام لوگوں میں افضل ابو بکر ہے، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی (مرآۃ العاشقین صفحہ ۲۲)۔

(۱۴)۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

نیابت نبوی کا مستحق وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا جوہر نفس، انبیاء کے جوہر نفس کے قریب ہو۔ بس اسے صورتِ خلافت (یعنی ریاستِ عامہ) اور معنیِ خلافت (یعنی قربِ انبیاء) دونوں کا جامع ہونا چاہیے جیسا کہ خلفاءِ اربعہ علیہم الرضوان تھے۔

آگے تفصیلوں کی مزید جڑھ کاٹتے ہوئے لکھتے ہیں:

البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں صورتِ خلافت یعنی ریاستِ عامہ اور اجتماعِ المسلمین بدرجہ اتم موجود تھا۔ اور عہدِ مرتضوی میں اگرچہ معنیِ خلافت یعنی قربِ نبوی بدرجہ کمال تھا لیکن ریاستِ عامہ اور اجتماعِ مسلمین خلفاءِ ثلاثہ کے دور کی طرح نہ تھا (فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۳۵)۔

فتاویٰ مہریہ کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ تین خلفاء کے دور میں خلافت ظاہری اور باطنی دونوں عروج پر تھیں۔ مگر خلیفہ رابع کے دور میں باطن تو موجود رہا مگر ظاہر پہلے جیسا نہ رہا۔ دوسری جگہ ابو حفص حداد علیہ الرحمہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: بعد از پیغمبر کوئی شخص ابو بکر سے افضل نہیں کیونکہ اس نے مقابلہ مرتدین میں نبی کا سا کام کیا ہے (تصفیہ مابین سنی و شیعہ صفحہ ۱۹)۔ تصفیہ کی یہ عبارت اجماع امت کے عین مطابق ہے۔

(۱۵)۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن والے عشرہ مبشرہ والی حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ نص تفصیل کے ساتھ صحابہ کرام کی خلافت اور مراتب پر دلالت کرتی ہے اور رسول خدا ﷺ کے ساتھ جس قدر کسی کو قرب و منزلت حاصل تھی وہی علی المرتبیب ظاہر کرتی ہے۔

آگے فرماتے ہیں: نیز ان چار خلفاء میں سے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر کو خلافتِ نبوت خالصہ حاصل تھی (مقابیس المجالس صفحہ ۹۲۴)۔

(۱۶)۔ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: یہ عقیدہ حمیدہ خود امیر المومنین مولانا علی کرم اللہ وجہہ سے اسی (۸۰) صحابہ و تابعین نے روایت کیا۔ اس میں ہماری حافل کافل کتاب مَطْلَعُ الْقَمَرَيْنِ فِيْ اِبَانَةِ سَبْقَةِ الْعَمَرَيْنِ ہے جس میں اس مطلب شریف پر قرآن عظیم و احادیث سید المرسلین ﷺ و آثار اہل بیت کرام و صحابہ عظام و ارشادات امیر المومنین حیدر ﷺ و نصوص ائمہ و علماء و اولیاء و عرفاء قدست اسرار ہم سے دریا لہر رہے ہیں۔ ہر بچہ جانتا ہے کہ اہل سنت کی تمام کتب میں اَفْضَلُ النُّبَشْرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ اَبُو بَكْرٍ الصِّدِّیْقُ ہے۔ اگر نہایت صاف دن میں کف دست میدان میں منہ پر آنکھیں ہوتے ہوئے ٹھیک دوپہر کو انکار آفتاب روا ہے تو اس کا انکار بھی اسی منکر کا سا مجنون کر سکتا ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۱)۔

(۱۷)۔ صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام عالم سے افضل حضرت ابو بکر صدیق ہیں، ان کے بعد حضرت عمر، ان کے بعد حضرت عثمان اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہم۔

آگے فرماتے ہیں، ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی فرمایا ہم ابو بکر، عمر و عثمان و علی کو فضیلت دیتے تھے۔ سرور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں تشریف فرما تھے (سوانح کربلا صفحہ ۱۸)۔

(۱۸)۔ تفضیلیوں کے مذکورہ بالا بدعتی اور گمراہ عقیدے کا رد کرتے ہوئے حضرت مولانا امجد علی صاحب علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں: ان کی خلافت بہ ترتیبِ افضلیت ہے، جو عند اللہ افضل و اعلیٰ تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا۔ نہ کہ افضلیت بر ترتیبِ خلافت یعنی افضل وہ کہ جسے ملک داری و ملک گیری میں زیادہ سلیقہ تھا جیسا آج کل سنی بننے والے تفضیلیے کہتے ہیں۔ یوں ہوتا تو فاروق اعظم ﷺ سب سے افضل ہوتے (بہار شریعت حصہ اول صفحہ ۳۸)۔

تفضیلیوں کا اعتراض بھی بار بار پڑھیے اور بہار شریعت کی یہ عبارت بھی بار بار پڑھیے۔ یہ عبارت تفضیلیوں کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ ہے جس میں حرف بہ حرف ان کے عقیدے کی تردید موجود ہے۔ اور ان پر سے سنیت کا لبادہ اتار کر انہیں بے نقاب کر دیا گیا ہے۔

(۱۹)۔ حضرت شیخ الاسلام و المسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وَ اَنْتَ لَوْ فَكَّرْتَ وَ تَدَبَّرْتَ ذَلِكَ لَعَلِمْتَ فَضْلَ اَبِيْ بَكْرٍ وَ زَهْدَهُ عَلٰی جَمِیْعٍ

الصَّحَابَةُ وَيُكْفِيهِ فَضْلًا وَكَمَالًا وَمَرْتَبَةً قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ لَا بَيْنَ بَكْرٍ ﷺ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرُّوحِ وَقَدْ مَرَّ بَيَانُهُ بَيَانِي لَعْنِي إِنْ تَمَّ غُرُورُ أَوْ تَدْبَرُ سَعَى كَامِلٍ، تَوَثَّمْ هُمْ مَعْلُومٌ هُوَ جَاءَ كَأَنَّ ابْنَ بَكْرٍ فَضِيلَتِ أَوْ زَهْدٍ فِي جَمِيعِ صَحَابَةٍ سَعَى آگے ہیں، آگے فضل و کمال اور مرتبے کے لیے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی کافی ہے کہ ابوبکر میرے کان، آنکھ اور روح کے بمنزلہ ہیں (مذہب شیعہ صفحہ ۸۵)۔

اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ہے کہ حضرت ابوبکر ﷺ کی افضلیت علی جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم ہے، اس اجماع کا منکر شذوذ فی التاریخ کی وعید کے تحت ہے (فضائل امیر معاویہ صفحہ ۴۹ مصنفہ علامہ غلام محمود ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ)۔

(۲۰)۔ حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: بعد انبیاء ابوبکر صدیق کا بڑا پرہیزگار ہونا بھی قرآن سے ثابت اور بڑے پرہیزگار کا افضل ہونا بھی قرآن سے ثابت، لہذا افضلیت صدیق قطعی ہے، اس کا منکر گمراہ ہے (تفسیر نور العرفان صفحہ ۹۸۳)۔

(۲۱)۔ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوقات الہی جن و انس و ملائکہ سے افضل صدیق اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں (دین مصطفیٰ صفحہ ۱۶۲)۔

اجماع امت

(۱)۔ تمام صحابہ کا اجماع:۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ مہاجرین و انصار علیہم الرضوان کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں (بخاری حدیث رقم: ۳۶۹۷، ابوداؤد حدیث رقم: ۴۶۲۷)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ كُنَّا مَعَاشِرَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ نَحْنُ مَتَوَافِرُونَ نَقُولُ أَفْضَلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ لَعْنِي هُمْ صَحَابَةُ رَسُولٍ كَاغْرُوهُ، اور ہم وافر تعداد میں ہوتے تھے، کہا کرتے تھے کہ اس امت میں ہمارے نبی ﷺ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان (مراۃ الکلام صفحہ ۴۶ از علامہ پرہاروی علیہ الرحمہ)۔

نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں اجماع کی ضرورت نہیں ہوتی تھی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا کسی مسئلہ پر متفق ہونا منع تھا۔ یہی وجہ ہے کہ علماء اہل سنت نے اس حدیث میں مذکور اجماع کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: قَوْلُهُ ﷺ كُنَّا نَخِيرُ تَضَرِيعَ عَلَى الْإِجْمَاعِ یعنی اس حدیث کے الفاظ كُنَّا نَخِيرُ میں اجماع پر تصریح موجود ہے (مراۃ الکلام صفحہ ۴۶)۔ امام اہل سنت علیہ الرحمۃ نے اَلْفَضْلُ الْأَوَّلُ فِي الْإِجْمَاعِ کا عنوان قائم کر کے سب سے پہلے اسی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کو نقل فرمایا ہے (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۶۷)۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں: وَ عَنْهُ قَالَ اجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ عَلَى أَنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَ عَثْمَانُ یعنی تمام مہاجرین اور انصار کا اس پر اجماع ہے کہ اس امت میں سب سے بہتر ابو بکر ہیں اور عمر اور عثمان (مرقاة جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۴)۔

(۲)۔ ائمہ اربعہ کا اتفاق :- (۱)۔ امام اعظم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ﷺ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ عَثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ ثُمَّ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم (فقہ اکبر مع شرح صفحہ ۶۱، ۶۲)۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت کی علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ شیخین کو افضل مانا جائے اور عتہین سے محبت کی جائے۔ گویا یہ مسئلہ امام صاحب کے نزدیک قطعی ہے اسی لیے اس کا منکر سنیت کی علامت کھو بیٹھتا ہے۔ حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: فِي كَلَامِهِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ مَنْ فَضَّلَ عَلِيًّا عَلَى الشَّيْخَيْنِ فَهُوَ خَارِجٌ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ یعنی امام صاحب کے کلام میں اس بات پر دلالت موجود ہے کہ جس نے حضرت علی کو شیخین سے افضل کہا وہ اہل سنت سے خارج ہے (الطريقۃ الاحمدیہ فی تحقیقہ القطع بالافضلیۃ صفحہ ۶)۔

بعض لوگ سوال اٹھاتے ہیں کہ امام زید کا عقیدہ تفضیل علی کا تھا۔ اور عبدالکریم شہرستانی نے اہل سنت میں لکھا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے امام زید کی تحریک میں ان سے تعاون کیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسی کتاب اہل سنت میں تفصیل سے لکھا ہے کہ امام

زید نہ صرف تفضیلی تھے بلکہ معتزلہ کے رئیس و اصل بن عطاء کے شاگرد تھے۔ امام زید نے اس شخص سے اعتزال حاصل کیا اور ان کے تمام ساتھی بھی معتزلہ ہو گئے وَصَارَتْ أَصْحَابُهُ كُلُّهُمْ مُعْتَزِلَةً (المسلل والنحل ۱/۱۵۵)۔ آگے لکھا ہے کہ امام زید اور ان کے بھائی امام باقر کے درمیان مناظرے جاری رہے، اس لیے کہ امام زید نے واصل بن عطاء سے یہ علم سیکھا تھا کہ سیدنا علیؑ ناکثین، قاسطین اور مارقین کے خلاف جنگ لڑنے میں خطا پر تھے اور تقدیر کے موضوع پر ایسے نظریات رکھتے تھے جو اہل بیت کے عقیدہ کے خلاف تھے الخ (المسلل والنحل ۱/۱۵۶)۔ واضح ہو گیا کہ امام زید کے نظریات ایسے تھے جو خود تفضیلیہ کے نزدیک بھی نہایت خطرناک ہیں۔ اب اگر امام اعظم علیہ الرحمۃ نے ان کی حمایت فرمائی ہے تو یقیناً کسی وقتی اور سیاسی مصلحت کی بناء پر ہوگی۔

(ب)۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خود حدیث لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا حَلِيلًا روایت فرمائی ہے (موطا امام محمد صفحہ ۳۹۵)۔ اور فرماتے ہیں: أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: أَوْ فِي ذَٰلِكَ شَكٌّ؟ یعنی سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر اور کیا اس میں کوئی شک ہے؟ (الصواعق المحرقة صفحہ ۵۷، مرام الکلام صفحہ ۴۶، فتح المغیث ۳/۱۲۷)۔ گویا امام مالک افضلیتِ شیخین کو قطعی سمجھتے تھے ہاں البتہ ختمین کے درمیان ایک عرصہ تک سکوت کے قائل رہے مگر بعض میں اس سے بھی رجوع فرمالیا (تدریب الراوی ۲/۱۹۷، صواعق محرقة صفحہ ۵۷، الاستیعاب صفحہ ۵۳۸)۔

اب اگر امام مالک کا کوئی قول سیدۃ النساء علیٰ نبیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کی افضلیت کا ملے تو یقیناً ایسا قول بضع رسول ہونے کی وجہ سے جزوی فضیلت پر محمول ہوگا۔

(ج)۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فِي الْخِلَافَةِ وَالتَّفْضِيلِ نَبْدًا بِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ لِعَيْنِ خِلَافَتِهِمْ هِيَ أَوْ أَوْفَى أَفْضَلُتِ لَهُمْ دُونُ صُورَتِهِمْ فِي الْبُكْرِ مِنْ شُرُوعِ كَرْتِهِمْ فِي أَوَّلِ عُمَرُ وَرِثَانِ أَوْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ (الاعتقاد للبيهقي صفحہ ۳۳۶، فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۱۳، مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام صحابہ اور تابعین کا اس پر اجماع بیان فرمایا ہے (الاعتقاد للبیہقی صفحہ ۶۹، تکمیل الایمان صفحہ ۵۶)۔ اب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار وغیرہ کی روشنی میں ان کے اجماعی عقیدہ کے خلاف کھینچا تانی جائز نہیں۔

(د)۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ اس طرح ہے: عَنْ حَامِدِ بْنِ يَحْيَى الْبَلْخِيِّ قَالَ كَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ يَذْهَبُ فِي التَّفْضِيلِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ یعنی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فضیلت کی ترتیب یوں بتاتے تھے: ابو بکر، عمر، عثمان، علی (النہ للخلال: ۶۰۷)۔ وقال اسنادہ صحیح

(۳)۔ تمام صوفیاء کا اجماع:۔ وَاجْمَعُوا عَلَيَّ تَقْدِيمِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ یعنی تمام صوفیاء کا اجماع ہے کہ سب سے مقدم ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی (التعرف لمذہب اہل التصوف ابی بکر محمد بن اسحاق م ۳۸۰ھ، صفحہ ۶۲)۔

(۴)۔ تمام علماء و صوفیاء اہل سنت کا اجماع:۔ امام شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ أَنَّ أَفْضَلَهُمْ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ یعنی اس پر اہل سنت کا اتفاق ہے کہ صحابہ میں سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر (شرح نووی جلد ۲ صفحہ ۲۷۲)۔

(۵)۔ چشتی سلسلہ کے معروف بزرگ حضرت سید میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ اپنی تصوف کی بلند پایہ تصنیف میں فرماتے ہیں کہ اس پر بھی اہل سنت کا اجماع ہے کہ نبیوں کے بعد دوسری تمام مخلوق سے بہتر حضرت ابو بکر صدیق ؓ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق، ان کے بعد عثمان ذی النورین اور ان کے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں (سبع سنابل صفحہ ۵۶)۔

(۶)۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اجْمَعَ أَهْلُ السُّنَّةِ أَنَّ أَفْضَلَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ ثُمَّ سَائِرُ الْعَشْرَةِ ثُمَّ بَاقِي أَهْلِ الْبَدْرِ ثُمَّ بَاقِي أَهْلِ أَحَدٍ ثُمَّ بَاقِي أَهْلِ الْبَيْعَةِ ثُمَّ بَاقِي الصَّحَابَةِ، هَكَذَا حَكَى الْأَجْمَاعُ عَلَيْهِ أَبُو مَنْصُورِ الْبَغْدَادِيِّ یعنی اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر باقی عشرہ مبشرہ، پھر باقی اہل البدْر، پھر باقی اہل احد، پھر باقی اہل بیعت رضوان، پھر باقی صحابہ۔ ابو منصور بغدادی نے بھی اسی ترتیب پر اجماع نقل کیا ہے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۷)۔

علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے نہ صرف فضیلتِ شیعین پر اجماع نقل کیا ہے بلکہ تمام صحابہ میں تفاضل کی ترتیب پر بھی اجماع نقل کیا ہے۔ اب فرمائیے اگر فضیلتِ خلافت کی ترتیب پر محمول ہے تو پھر عشرہ مبشرہ، بدری، احدی اور دیگر تمام صحابہ علیہم الرضوان کو خلافت کہاں سے فراہم

کرو گے؟ انصاف باید

(۷)۔ علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شیخین کی افضلیت پر پوری امت کا اجماع ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ پوری امت کے پاس اس اجماع کی کیا بنیاد ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ (بنیاد تو قرآن اور بے شمار احادیث میں موجود ہے لیکن) اجماع بذات خود ہر شخص پر حجت ہے۔ خواہ اس کی بنیاد معلوم ہو یا نہ ہو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو گمراہی پر متفق ہونے سے ﴿ﷻ﴾ رکھا ہے۔ اس موضوع پر قرآن کی آیت بڑی واضح ہے کہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

پھر افضلیت کی اسی ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے انہیں خلافت کا حق دار بھی ٹھہرایا گیا ہے (صواعق مخرقہ صفحہ ۵۹)۔

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کی عبارت سے واضح ہو گیا کہ خلفاء ثلاثہ کی افضلیت پہلے سے ثابت تھی اور اسی افضلیت کی ترتیب پر انہیں خلافت ملتی گئی۔

یہی وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ والی آیت کی وعید دکھا کر ہم تفضیلیوں پر سوال کرتے ہیں کہ تفضیل شیخین کے عقیدے پر کسی نے جہنم کی وعید نہیں سنائی جبکہ مولا علیؑ کو افضل ماننے والوں کو یہ آیت سنا کر جہنم سے ڈرایا جا رہا ہے۔ فرمائیے احتیاط کا تقاضا کیا ہے؟

(۸)۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ابو ثور از شافعی

مروایت می کند کہ یکے از صحابہ و تابعین دمر تفضیل ابو بکر و عمرو تقدیم ایشاں اختلافی نکرد یعنی امام شافعی فرماتے ہیں کہ صحابہ اور تابعین میں سے کسی ایک فرد نے بھی ابو بکر و عمر کی افضلیت اور ان کی تقدیم کا انکار نہیں کیا۔ اگر اختلاف ہے تو صرف اور صرف حضرت علی اور عثمان کے بارے میں ہے (تکمیل الایمان صفحہ ۵۶)۔ امام نووی میگوید کہ افضل اصحاب علی الاطلاق ابو بکر است بعد ازاں عمر باجماع اہل سنت یعنی امام نووی نے افضلیت شیخین پر اجماع لکھا ہے (تکمیل الایمان صفحہ ۵۶)۔ ذہبی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ افضلیت شیخین کو سیدنا علی کریمؑ سے اسی (۸۰) آدمیوں نے روایت کیا ہے۔ اور فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح اور متواتر ہے (تکمیل الایمان صفحہ ۶۲)۔

پھر لکھتے ہیں: سیدنا علی المرتضیٰؑ نے فرمایا: جس نے مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہا

میں اسے مفتی کی حد کے طور پر اسی (۸۰) کوڑے ماروں گا (تکمیل الایمان صفحہ ۶۲)۔

پھر لکھتے ہیں: حضرت علی المرتضیٰؑ کے اتنے خطبات اور فصول ابوبکر و عمر کی مدح و ثنا میں منقول ہیں کہ ان پر اطلاع پانے کے بعد کسی باغی کے پاس بھی دم مارنے کی گنجائش نہیں رہتی۔ اگر علماء اہل سنت ابوبکر و عمر کی افضلیت بلکہ قطعیت پر استدلال کرنے کے لیے ان دلائل پر اکتفا کر لیں تو یہ دلائل اس مقصد کے لیے کافی وافی ہیں مگر علماء اہل سنت و جماعت در افضلیت ابوبکر و عمر بلکہ در قطعیت آں بہماں اکتفا نمایند و استدلال کنند کافی وافی بود (تکمیل الایمان صفحہ ۶۳)۔

گفتہ اند کہ علامات اہل سنت سے چیز است۔ تفضیل الشیخین و محبة الختین و المسح علی الخفین ابوبکر و عمر مرا فاضل دانستن و علی و عثمان مرا محبت داشتن و جواز مسح موزہ مرا اعتقاد کردن۔ این سه چیز نشانه اہل سنت و جماعت است کہ اہل بدعت بدان قائل نیستند۔

اہل سنت کی علامت تین چیزیں ہیں افضلیت شیخین، محبت ختین اور مسح علی الخفین۔ یہ تین چیزیں اہل سنت و جماعت کی پہچان ہیں۔ اہل بدعت ان کے قائل نہیں (تکمیل الایمان صفحہ ۷۸ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)۔

آپ نے دیکھ لیا کہ حضرت شیخ محقق علیہ الرحمۃ افضلیت شیخین پر اجماع کے قائل ہیں، اسے قطعی سمجھتے ہیں، اس کے انکار کو اہل سنت سے خروج سمجھتے ہیں۔

علماء کرام علیہم الرحمۃ جب شیخین کی بات کرتے ہیں تو ان کی افضلیت پر اجماع اور قطعیت کا قول کرتے ہیں۔ لیکن بعض علماء جب ابوبکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم چاروں کا ذکر اکٹھا کرتے ہیں تو یہاں جمہور اور ظن کا قول کرتے ہیں۔ یہاں ان کا اشارہ سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی کریم رضی اللہ عنہما کے مابین تفاضل کے ظنی ہونے کی طرف ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کی زندہ مثال ہم اسی کتاب تکمیل الایمان کے حوالے سے دیتے ہیں تاکہ ہر لحاظ سے حجت تمام ہو جائے اور حضرت شیخ ہی کی زبانی مسئلہ واضح ہو جائے۔

حضرت شیخ قدس سرہ لکھتے ہیں: بدانکہ جمہور اہل سنت و جماعت برہن ترتیب اند کہ مذکور شد و مروی از امام مالک و غیرہ و مے توقف است میان

عثمان و علی رضی اللہ عنہما یعنی جان لو کہ جمہور اہل سنت و جماعت اسی ترتیب پر ہیں جو ہم نے بیان کر دی مگر امام مالک وغیرہ سے حضرت عثمان اور حضرت علی کے درمیان توقف اور خاموشی منقول ہے (تکمیل الایمان صفحہ ۵۶)۔

یہ ہے لفظ جمہور بولنے کی اصل وجہ اور اسی کے بارے میں دلائل کسی حد تک متعارض ہیں نہ کہ افضلیت شیخین پر جو کہ اجماعی اور قطعی ہے۔ شرح فقہ اکبر میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے زبردست تصریح فرمائی ہے کہ: وَتَفْضِيلُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَهَذَا التَّرْتِيبُ بَيْنَ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا هُوَ مَا عَلَيْهِ أَكْثَرُ أَهْلِ السُّنَّةِ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)۔

(۹)۔ حضرت ملا علی قاری کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: فَهَوَ أَفْضَلُ الْأَوْلِيَاءِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَقَدْ حُكِيَ الْإِجْمَاعُ عَلَى ذَلِكَ وَلَا عِبْرَةَ بِمُخَالَفَةِ الرَّوَافِضِ هُنَالِكَ، وَقَدْ اسْتَخْلَفَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي الصَّلَاةِ فَكَانَ هُوَ الْخَلِيفَةُ حَقًّا وَصِدْقًا يَعْنِي صَدِيقَ الْأَكْبَرِ أَوَّلِينَ وَآخِرِينَ تَمَامِ أَوْلِيَاءٍ سَے افضل ہیں، اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے، یہاں روافض کی مخالفت کی کوئی اوقات نہیں، آپ ﷺ کو نبی کریم ﷺ نے خود نماز میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا جس سے مکمل حق اور صدق کے ساتھ آپ کی خلافت پایہ ثبوت کو پہنچ گئی (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۱)۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کی عبارت کئی وجوہ سے تفصیلوں کے لیے مہلک ہے۔ افضلیت صدیق پر پوری امت کا اجماع، افضلیت کا تعلق ولایت سے نہ کہ سیاست سے، أَفْضَلُ الْأَوْلِيَاءِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ کے الفاظ جو ایوانِ رافضیت میں زلزلہ برپا کر رہے ہیں، ولایت میں افضلیت کا انکار کرنے والوں کو رافضی کہنا، نماز میں استخلاف کو استحقاقِ خلافت کی دلیل بنانا، خلیفہ کے ساتھ حَقًّا وَصِدْقًا کے الفاظ استعمال کرنا جو سیاست اور ولایت کی تفریق کے پرچے اڑا رہے ہیں، یہ سب خوبیاں اس عبارت میں بیک وقت موجود ہیں جَزَاةُ اللَّهِ أَحْسَنَ الْجَزَائِ۔

(۱۰)۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خلیفہ کے انتخاب کے وقت صدیق اکبر ﷺ کے حق میں خَيْرُ الْأُمَّةِ، أَفْضَلُ النَّاسِ، أَحَقُّ بِالْخِلَافَةِ اور أَحَقُّ بِهَذَا الْأَمْرِ کے الفاظ استعمال فرمائے اور آپ ﷺ کو فقہاء صحابہ نے افضل امت قرار دیا اور اسی افضلیت کی بنا پر ان کو خلافت کا حق دار قرار دیا۔ باقی تمام صحابہ نے اس پر

سکوت فرمایا اور تسلیم کر لیا اور یوں افضلیت صدیق اکبر پر صحابہ کا اجماع منعقد ہو گیا۔ یہ ساری بحث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفا جلد ۱ صفحہ ۳۱۱ پر لکھی ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ ملت اسلامیہ میں افضلیت شیخین کا مسئلہ قطعی ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ تمام احادیث کا مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ شیخین کی افضلیت کا دارو مدار چار خصلتوں پر ہے۔ اول امت میں صدیق اور شہید جیسے بلند ترین رتبے پر فائز ہونا۔ دوم نبی کریم ﷺ کی مدد کرنا، اسلام کو ترویج دینا اور غربت کے دنوں میں اَمَّنَ النَّاسِ عَلٰی اَبْنُو بَكْرٍ کا مصداق ٹھہرنا اور اسلام کی عزت جو عمر کا خاصہ ہے۔ سوم ان دو ہستیوں کے ہاتھ سے ان کاموں کا مکمل ہونا جو نبوت کا مطلوب اور مقصود ہوتے ہیں اور آپ ﷺ کا ان دو ہستیوں کے بارے میں مختلف خواب دیکھنا۔ چہارم آخرت میں ان ہستیوں کے درجات کی بلندی اور ان کا جنتی بوڑھوں کا سردار ہونا، بلند ترین محلات میں ٹھہرنا، سب سے پہلے اٹھنا، صدیق کے لیے تجلی خاص، عمر کے لیے معافہ حق (ازالۃ الخفا جلد ۱ صفحہ ۳۰۲)۔

(۱۱)۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جانا جس نے جانا اور فلاح پائی اگر مانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ حضرت سید المومنین امام اہل بیتین عبد اللہ ابن عثمان ابی بکر صدیق اکبر و جناب امیر المومنین امام العادلین ابو حفص عمر ابن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما و ارضاہما کا جناب مولیٰ المومنین امام الواصلین ابو الحسن علی ابن ابی طالب مرتضیٰ اسد اللہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بلکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے افضل و بہترین امت ہونا عقیدۂ اجماعیہ ہے (مطلع القمرین صفحہ ۶۷)۔

(۱۲)۔ یہی امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وَفِيهَا رَدُّ عَلٰی مَقْضَلَةِ الزَّمَانِ الْمُدْعَيْنِ السُّنِّيَّةَ بِالزُّورِ وَ الْبُهْتَانِ حَيْثُ اَوَّلُوْا مَسْئَلَةَ تَرْتِيبِ الْفَضِيلَةِ بِاَنَّ مَعْنَى الْاَوَّلِيَّةِ لِلْخِلَافَةِ الدِّيْنِيَّةِ وَ هِيَ لِمَنْ كَانَ اَعْرَفَ بِسِيَاسَةِ الْمُدْنِ وَ تَجْهِيْزِ الْعَسَاكِرِ وَ غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْأُمُورِ الْمُحْتَاجِ اِلَيْهَا فِي السَّلْطَنَةِ وَ هَذَا قَوْلٌ بِاطْلٍ حَيْثُ مُخَالِفٌ لِاجْمَاعِ الصَّحَابَةِ وَ التَّابِعِينَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ بَلِ الْاَفْضَلِيَّةُ فِي كَثَرَةِ الثَّوَابِ وَ قُرْبِ رَيْبِ الْاَزْبَابِ وَ الْكِرَامَةِ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى يَعْنِي اِسْمٌ فِي تَرْتِيبِ اَسْمَاءِ الْاَفْضَالِ كَمَا فِي تَفْصِيْلِيَّوْنَ كِي جُوسِي هُونِي كَا جُوسُوْا دَعُوْا كَرْتِي هِيْنِ اُوْر بَهْتَانِ بَانْدِهْتِي هِيْنِ، اِن لُوكُوْنِي نِي فَضِيْلَتِي كِي

ترتیب میں یہ تاویل چلائی ہے کہ افضلیت سے دنیاوی خلافت مراد ہے، اور ملکی سیاست میں ماہر ہونا، لشکر تیار کرنا اور اس طرح کے معاملات مراد ہیں جن کی حکومت چلانے میں ضرورت پڑتی ہے۔ تفصیلوں کا یہ قول باطل ہے خبیث ہے، اجماع صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے بالکل خلاف ہے۔ بلکہ افضلیت سے مراد کثرتِ ثواب، رب الارباب کا قرب اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کرامت ہے (المستند المعتبر صفحہ ۱۹۷، ۱۹۸)۔

اجماع امت کے حوالے سے ہم نے صرف گیارہ عبارات پیش کرنے پر اکتفا کیا ہے ورنہ ابھی مزید عبارات موجود ہیں۔

خلافت ملنے سے پہلے ہی شیخین کا پوری امت سے افضل ہونا صریح احادیث کی روشنی میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اسی افضلیت کی بناء پر ان ہستیوں کو خلافت بھی عطاء ہوئی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ سیدنا فاروق اعظم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کو سَيِّدَنَا وَ خَيْرَنَا وَ احَبَّنَا اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ کہہ کر خلافت کا حقدار ثابت کیا (بخاری حدیث نمبر: ۳۶۶۸)۔ خود مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ اللہ نے ابوبکر کو ہم سے بہتر جانا اور انہیں ہم پر ولایت دے دی (متدرک حدیث نمبر: ۴۷۶۱)۔ غنیۃ الطالبین کے الفاظ کہ معاصرین پر ان کو فضیلت حاصل تھی (صفحہ ۱۸۲)، امام شافعی کا فرمانا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگ سخت پریشانی میں تھے اور آسمان کی چھت کے نیچے ابوبکر سے بہتر شخص انہیں میسر نہ آیا تو اپنی گردنیں ان کے حوالے کر دیں فَلَمْ يَجِدُوا تَحْتَ اَدْنَمِ السَّمَاءِ خَيْرًا مِنْ اَبِي بَكْرٍ فَلَوْ لَهُ رِقَابُهُمْ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۴)، صواعقِ محرقہ کے الفاظ کہ افضلیت کی اسی ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے انہیں خلافت کا حقدار بھی ٹھہرایا گیا (صفحہ ۵۹)، مرقاة کے الفاظ کہ فَاِذَا ثَبَّتَ هَذَا فَقَدْ ثَبَّتَ اِسْتِحْقَاقَ الْخِلَافَةِ (جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۴)، ازالۃ الخفاء کے الفاظ کہ بآں استدلال کردند بر استخلاف او (جلد ۱ صفحہ ۳۱۱)، مطلع القرین میں فاضل بریلوی کے الفاظ کہ خلافت صدیق بر بنائے تفضیل تھی (صفحہ ۷۶)، فتاویٰ مہر یہ کے الفاظ کہ نیابت نبوی کا مستحق وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا جوہر نفس، انبیاء کے جوہر نفس کے قریب ہو (صفحہ ۱۳۵)، بہارِ شریعت کے الفاظ کہ ان کی خلافت بترتیب افضلیت ہے (جلد ۱ صفحہ ۳۸)۔

یہ تمام عبارات غور سے پڑھ لیجیے۔ محققین نے انتہا درجہ تک وضاحت کر دی ہے کہ شیخین نہ صرف افضل ہیں بلکہ انکے خلافت میں مقدم ہونے کی علت بھی افضلیت ہے۔

نیز یہ کہنا کہ کوئی فرق نہیں ان چاروں میں یا یہ کہنا کہ ہم کون ہوتے ہیں ان کا رتبہ متعین کرنے والے، ایسی باتیں محض شاعری تو کہلا سکتی ہیں مگر ان کا تحقیق اور اسلامی عقیدے سے کوئی تعلق نہیں۔ ان ہستیوں کے رتبے ہم نے خود متعین نہیں کیے بلکہ قرآن، سنت اور اجماع سے متعین ہوئے ہیں۔

تفضیلیوں کے سوالات کے جوابات

تفضیلیوں کا پہلا سوال

سیدنا صدیق اکبر ؓ کی فضیلت، فرائض خلافت، اقامت دین اور امت کی ذمہ داریوں سے متعلق ہے۔ ائمہ نے جو ترتیب بیان کی ہے وہ خلافت ظاہری کی ترتیب پر قائم ہے (القول الوثیق صفحہ ۴۱)۔

جواب:- اولاً مسائل کو اتنی سمجھ بھی نہیں کہ خلافت کی ترتیب میں افضلیت نہیں بلکہ اولیت کہنا درست ہے۔ افضلیت کا تعلق روحانی درجات اور ولایت باطنی سے ہی ہوا کرتا ہے نہ کہ خلافت کی ترتیب سے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء و صوفیاء نے مولانا علی کو ولایت میں افضل کہنے والوں کو شیعہ قرار دیا ہے کماسیاتی بیانہ۔

ثانیاً نبی کریم ؐ نے خلفاء راشدین علیہم الرضوان کی خلافت ظاہری سے پہلے سیدنا صدیق اکبر کو مصلائے امامت پر کھڑا کر دیا تھا (بخاری حدیث رقم: ۶۷۸)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ میرے بعد ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا (ترمذی حدیث رقم: ۳۶۶۲، ابن ماجہ حدیث رقم: ۹۷)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ ابوبکر اور عمر جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں (ترمذی حدیث رقم: ۳۶۶۶، ۳۶۶۵، ابن ماجہ حدیث رقم: ۹۵)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا (بخاری حدیث رقم: ۴۶۷، مسلم حدیث رقم: ۶۱۷۰)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ مجھ پر تمام لوگوں سے زیادہ احسانات ابوبکر کے ہیں (ترمذی حدیث رقم: ۳۶۶۱)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ میری امت میں سے میری امت پر سب سے بڑا رحمت ابوبکر ہے (ترمذی حدیث رقم: ۳۷۹۰)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی خلفاء اربعہ کو تمام نبیوں اور رسولوں کے بعد سب سے افضل قرار دیا تھا (الشفاء

جلد ۲ صفحہ ۴۲)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع تھا کہ اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ عنہم (بخاری حدیث رقم: ۳۶۹۷، ابوداؤد حدیث رقم: ۴۶۲۷)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی آپ ﷺ نے فرمادیا تھا کہ ابو بکر سے بہتر شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا (مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۴۴)۔

ثالثاً متن عقائد نسفی میں ہے کہ: أَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ نَبِيِّنَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ثُمَّ عُمَرُ الْفَارُوقُ ثُمَّ عُثْمَانُ ذُو النَّوَرَيْنِ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَخِلَافَتُهُمْ عَلَى هَذَا التَّرْتِيبِ أَيْضًا يَعْنِي أَنْبِيَاءَ كَے بعد سب سے افضل ابو بکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان ذوالنورین پھر علی المرتضیٰ ہیں۔ اور انکی خلافت بھی اسی ترتیب سے ہے رضی اللہ عنہم (متن عقائد نسفی صفحہ ۳)۔ اب فرمائیے خلفائے ثلاثہ کی افضلیت خلافت سے پہلے موجود ہے کہ نہیں؟

رابعاً ائمہ نے بھی جو ترتیب بیان فرمائی ہے وہ خلافت ظاہری کی ترتیب پر نہیں بلکہ کثرتِ ثواب، اخشی، اتقی، اکرم اور اعظم نفعاً للمسلمین والاسلام ہونے کے لحاظ سے ہے۔ علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: لَكِنَّهُمَا أَكْثَرُ ثَوَاباً وَأَعْظَمُ نَفْعاً لِّلْمُسْلِمِينَ وَالْإِسْلَامِ وَأَخْشَى لِلَّهِ وَأَتَقَى مِمَّنْ عَدَا هُمَا يَعْنِي شَيْخِينَ اپنے سوا ہر کسی سے ثواب میں آگے ہیں، اسلام اور اہل اسلام کو نفع پہنچانے میں آگے ہیں، اللہ کی خشیت میں سب سے آگے ہیں اور تقویٰ میں سب سے آگے ہیں..... اس پر امت کا اجماع ہے کہ اسی ترتیب کے ساتھ افضلیت نے انہیں خلافت کا حق دار بنا دیا (صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۹)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: الْمُرَادُ بِالْأَفْضَلِيَّةِ أَكْثَرِيَّةُ الثَّوَابِ يَعْنِي افضلیت سے مراد کثرتِ ثواب ہے (تکمیل الایمان صفحہ ۴۹)۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: أُرِيدُ بِالْأَفْضَلِيَّةِ كَثَرَةُ الثَّوَابِ يَعْنِي افضلیت سے مراد کثرتِ ثواب ہے (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)۔

علامہ پرہاروی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: محققین نے وضاحت کی ہے کہ جس فضیلت پر یہاں بحث ہو رہی ہے اس سے مراد کثرتِ ثواب ہے یعنی اچھے اعمال کی جزا۔ یہاں نبی شرف کی بات نہیں ہو رہی ورنہ نبی کریم ﷺ کے شہزادے بھی دوسرے انبیاء سے بڑھ جائیں گے۔ یہاں ظاہری عبادت کی کثرت کی بات بھی نہیں ہو رہی اسلیے کہ ثواب عبادتوں کی مقدار کے مطابق نہیں ملا

کرتا۔ آج ہم اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں تو صحابہ کے ایک سیر جو کے برابر بھی نہیں ہو سکتا جیسا کہ حدیث شریف میں اسکی تصریح موجود ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ بھلائی کا دار و مدار اخلاص، اللہ کی محبت اور دائمی حضوری پر ہے۔ ان چیزوں کا تعلق اعمال کی ظاہری مقدار سے نہیں بلکہ باطنی اور روحانی مقام سے ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں یہ فرمان موجود ہے کہ ابو بکر تم لوگوں سے نماز روزے کی کثرت کی وجہ سے آگے نہیں نکلا بلکہ اس چیز کی وجہ سے آگے نکلا ہے جو اس کے دل میں سجادی گئی ہے۔ بڑی واضح سی بات ہے کہ کثرتِ ثواب کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے سواء کوئی نہیں بتا سکتا۔ اور اس میں عقل اور ظاہری مناقب کا کوئی دخل نہیں۔ یہ باتیں اچھی طرح سمجھ لو، ان سے شیعہ کے بے شمار شبہات حل ہو جائیں گے (نبراس صفحہ ۲۹۹)۔

ہم تفضیلیوں سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ علماء کرام اس سے بڑھ کر کون سے لفظ کے ساتھ تصریح فرماتے جس سے تمہاری تسلی ہوتی؟ ایک سوال یہ بھی پوچھتے ہیں کہ اگر افضلیت خلافتِ ظاہری کی ترتیب پر محمول ہے تو بتائیے کہ بعض لوگوں نے مولاعلیٰ کو حضرت عثمان پر فضیلت کیوں دی؟ اس تکلف کی ضرورت ہی کیا تھی؟ تدبر باید۔

خامساً خلافت کی ترتیب تو ایک ظاہری تاریخی حقیقت ہے جس کا روافض بھی انکار نہیں کرتے۔ اس اقرار کے باوجود روافض نے مولاعلیٰ کو افضل قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے روافض کی مراد ولایت میں افضلیت ہے اور اہل سنت نے اسی افضلیت کی تردید کی ہے۔ اَبُو بَكْرٍ اَفْضَلُ الْاَوَّلِيَّائِ الْمُحَمَّدِيِّينَ وَقَالَتِ الشَّيْعَةُ وَكَثِيرٌ مِّنَ الْمُعْتَزِلَةِ الْاَفْضَلُ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَيْنِ ابْنُ اَبِي طَالِبٍ (الیواقیت والجاہر جلد ۲ صفحہ ۴۳۸)۔

سادساً نکتہ فہم احباب غور فرمائیں، اگر افضلیت سے مراد محض خلافتِ ظاہری میں افضلیت ہوتی اور ولایتِ باطنی سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوتا تو محض اتنی سی بات کیلئے پوری امت کو ایڑیاں اٹھا اٹھا کر گواہیاں دینے کی کیا پڑی تھی؟ جمعہ کے خطبات میں صدیق اکبر کو خَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ کہنے اور اَفْضَلُ الصَّحَابَةِ بِالتَّحْقِيقِ کی صدا میں بلند کرنے کی کیا مجبوری تھی اور منکرین کو جہنم کی وعیدیں سنانے کی کیا ضرورت تھی اور دفتروں کے دفتر کالے کرنے کا کیا فائدہ تھا؟

ثامناً حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کے بابِ فَضْلِ

اَبِی بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِیِّ ﷺ کے تحت لکھا ہے کہ: اَیْ فِی رُتْبَةِ الْفَضْلِ وَ لَیْسَ الْمُرَادُ الْبُعْدِیَّةُ الزَّمَانِیَّةُ فَإِنَّ فَضْلَ اَبِی بَكْرٍ كَانَ ثَابِتًا فِی حَیَاتِهِ ﷺ کَمَا دَلَّ عَلَیْهِ حَدِیْثُ الْبَابِ یعنی صدیق اکبر کی افضلیت نبی کریم ﷺ کے بعد زمانے کے لحاظ سے نہیں بلکہ رہتے اور فضیلت کے لحاظ سے ہے۔ حضرت ابو بکر کی افضلیت نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہی ثابت تھی (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۱۲، ۱۳)۔

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: هَذَا بَابٌ فِی بَيَانِ فَضْلِ اَبِی بَكْرٍ ﷺ بَعْدَ فَضْلِ النَّبِیِّ ﷺ وَ لَیْسَ الْمُرَادُ الْبُعْدِیَّةُ الزَّمَانِیَّةُ لِأَنَّ فَضْلَ اَبِی بَكْرٍ كَانَ ثَابِتًا فِی حَیَاتِهِ ﷺ یعنی یہ باب نبی کریم ﷺ کی افضلیت کے بعد ابو بکر صدیق کی افضلیت کے بیان میں ہے اور اس سے زمانے کے لحاظ سے بعد میں ہونا مراد نہیں ہے اس لیے کہ ابو بکر کی افضلیت رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہی ثابت تھی (عمدة القاری جلد ۱۶ صفحہ ۲۴۶)۔

تفصیلیوں کا دوسرا سوال

ولایتِ باطنی جو مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاهُ کے ذریعے حضرت علی ﷺ کو عطا ہوئی اس میں وہی یکتا ہیں۔ اسی وجہ سے ولایتِ کبریٰ اور غوثیتِ عظمیٰ کے حامل افراد بھی آپ ﷺ کی اولاد میں سے ہیں۔

جواب:- اولاً حدیث مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ میں مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زبردست فضیلت بیان ہوئی ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا فِیْ رُفْرَفِهِ وَفِیْ مَنْ وَاٰلِهٖ۔ مگر اس کے ذریعے ولایتِ باطنی کا عطا ہونا سائل کا اپنا مفروضہ ہے۔ اس حدیث کا شانِ ورود یہ ہے کہ یمن کے غزوہ میں مولا علی ﷺ کے کچھ ساتھیوں کو آپ ﷺ سے شکایت ہوئی۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس شکایت کا اظہار کیا۔ اسکے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاهُ۔ یہ صورتِ حال بتا رہی ہے کہ یہاں مولا سے مراد دوست اور محبوب ہے اور اس حدیث کا ولایتِ باطنی سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: حدیثِ مولائت کی اگر سند صحیح بھی ہو تو اس میں ولایتِ علی پر نص موجود نہیں۔ ہم نے اپنی کتاب الفضائل میں واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ نبی

کریم ﷺ کا مقصود کیا تھا؟ بات یہ تھی کہ آپ ﷺ نے یمن میں سیدنا علیؑ کو بھیجا تو ساتھیوں نے ان کے خلاف کثرت سے شکایت کی، اور بغض کا اظہار کیا، نبی کریم ﷺ نے اپنے ساتھ ان کے خصوصی تعلق اور ان سے محبت کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس کے ذریعے آپ سے محبت اور دوستی رکھنے کی رغبت دلائی اور عداوت ترک کرانا چاہی، لہذا فرمایا مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ فَعَلَيْهِ وَلِيَّةٌ اور بعض روایات میں ہے مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ وَالِ مِنْ وَالِ الْآءِ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ، اور اس سے مراد اسلامی دوستی اور آپ ﷺ کی محبت ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے سے محبت کریں اور ایک دوسرے سے عداوت نہ رکھیں، یہ حدیث اس معنی میں ہے جیسے حضرت علیؑ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی مجھ سے نبی امیؑ نے وعدہ فرمایا ہے کہ مجھ سے مومن کے سوا محبت کوئی نہ کرے گا اور منافق کے سوا بغض کوئی نہ رکھے گا الْمُرَادُ بِهِ وَلَا يُؤْاَلِ الْإِسْلَامَ وَمَوْلَاهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يُؤَالِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَلَا يُعَادِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَهُوَ فِي مَعْنَى مَا ثَبَتَ عَنْ عَلِيٍّ الْحَدِيثُ (الاعتقاد للبيهقي صفحہ ۳۵۴)۔

یہ تھے امام شافعی علیہ الرحمہ جنکے ادھورے شعر پڑھ کر ماڈرن رافضی عوام کو بیوقوف بنا رہے ہیں۔ پوری حدیث دیکھیے، امام شافعی کی شخصیت دیکھیے اور پھر انکی وضاحت دیکھیے۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن والے نے تین صفحات پر اس حدیث کی زبردست وضاحت فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہاں مولا کے معنی سید، سردار، حاکم اور لائق امامت کے نہیں بلکہ اس کے معنی ناصراور محبوب کے ہیں (مقائیس المجالس صفحہ ۹۲۰)۔

شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:
اسی طرح یہ بھی ابلہ فریبی ہے کہ حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل کی دلیل میں خم غدیر کی روایت پیش کی جاتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت علیؑ کے متعلق فرمایا کہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاهُ (یعنی جنکا میں دوست ہوں علی بھی ان کے دوست ہیں) ظاہر ہے کہ قرآن کریم میں مولیٰ بمعنی دوست ہے دیکھو آیت کریمہ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ یعنی اللہ کے محبوب کا دوست اللہ جل شانہ ہے اور جبریل ہیں اور نیک بندے ہیں (مذہب شیعہ صفحہ ۹۰، ۹۱)۔

أُدْهَرِ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَّاءُ بَعْضٍ كِى نَصِ قرآن میں موجود ہے
یعنی تمام مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے مولا ہیں۔

الَّذِينَ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ کی تفسیر میں امام باقر علیہ السلام کا فرمان مولا علی کے
بارے میں موجود ہے کہ عَلِيُّ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا یعنی مولا علی بھی مومنین میں شامل ہیں (تفسیر ابن
جریر جلد ۱۳ الجزء السادس صفحہ ۵۶، بغوی جلد ۲ صفحہ ۷۷، ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)۔

حدیث پاک میں تمام صحابہ کرام کے بارے میں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَمَنْ
أَحَبَّهُمْ فِى حَبِّى أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِغْضِى أَبْغَضَهُمْ یعنی جس نے ان سے محبت رکھی پس
اس نے میری محبت کی وجہ سے ان کو محبوب جانا اور جس نے ان سے بغض رکھا میرے بغض کی وجہ
سے ان سے بغض رکھا۔

خود اسی حدیث میں اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالِاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ سے ولایت کا مفہوم
متعین ہو رہا ہے، یعنی اے اللہ جو علی کو مولا بنائے تو اسے اپنا مولا بنا اور جو اس سے دشمنی رکھے تو
اسے اپنا دشمن بنا۔ یہاں مولا کا لفظ دشمن کے مقابلے پر استعمال ہوا ہے۔ جس سے صاف ظاہر
ہے کہ یہاں مولا بمعنی محبوب اور دوست ہے نہ کہ مولا بمعنی آقا۔

علامہ محب اللہ طبری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: يَكُونُ الْمُؤَلَّى بِمَعْنَى الْوَلِيِّ ضِدُّ
الْعَدُوِّ یعنی مولیٰ کا معنی دوست ہوتا ہے جو دشمن کی ضد ہے (الریاض النضرہ جلد ۱ صفحہ ۲۲)۔

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر متعدد روایات میں ہے کہ: اَللّٰهُمَّ احَبَّ مَنْ احَبَّهٗ وَابْغَضَ مَنْ
ابْغَضَہُ یعنی اے اللہ جو علی سے محبت رکھے تو اس سے محبت رکھ اور جو اس سے بغض رکھے تو اس سے
بغض رکھ۔ اور بعض روایات میں ہے کہ: وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ یعنی اے اللہ جو اسے رسوا کرنے کی
کوشش کرے تو اسے رسوا کر۔ اور بعض روایات میں ہے کہ: وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ یعنی جو اس کی مدد
کرے تو اس کی مدد کر۔ اس طرح کے الفاظ میں تفسیر کی انتہا کر دی گئی ہے۔ اور اگر مولا بمعنی آقا لیا
جائے تو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو انبیاء علیہم السلام کے بھی آقا ہیں، تو کیا سیدنا علی کریم تمام انبیاء کے بھی آقا
ہوں گے؟ بتائیے آپ کے عقائد سے قدم قدم پر غالی رافضیت لازم آتی ہے کہ نہیں؟

حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عَبْدَكَ هَذَا يَعْنِیْ
أَبَا هُرَيْرَةَ وَآمَهُ اِلَى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ وَحَبِّبْ اِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِينَ یعنی اے اللہ اپنے اس

بندے ابو ہریرہ اور اسکی ماں کو تمام مومنوں کا محبوب بنادے اور مومنوں کو انکا محبوب بنادے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فَمَا خُلِقَ مُؤْمِنٌ يَسْمَعُ بِي وَلَا يَرَانِي إِلَّا أَحَبَّنِي یعنی کوئی
ایسا مومن پیدا نہیں ہوگا جو میرے بارے میں سنے اور مجھ سے محبت نہ کرے خواہ اس نے مجھے
دیکھا نہ ہو (مسلم حدیث رقم: ۶۳۹۶)۔

حبیبِ کریم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا یعنی تم ہمارے
بھائی ہو اور ہمارے مولا ہو (بخاری حدیث نمبر ۲۶۹۹)۔

ثانیاً مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولایتِ باطنی اور اسکی رفعتوں میں کوئی
شک نہیں۔ مگر خلفاءِ ثلاثہ میں ولایتِ باطنی مولا علی کی نسبت رفعِ تر ہے۔ اور اس میں ان کی یکتائی
بھی شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاحَدِيثٍ یعنی اگر میں کسی کو تنہائی کا
دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔ اس میں صدیق اکبر ہی یکتا ہیں اور صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں
نہیں آئی۔

صدیق کا لقب آسمانوں سے عطا کیے جانے میں صدیق ہی یکتا ہیں اور صدیقیت
ولایتِ باطنی کا اعلیٰ ترین رتبہ ہے۔ صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہیں آئی۔

قرآن فرماتا ہے: ثَانِيَيْنِ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اس میں صدیق اکبر ہی یکتا ہیں۔
جب قرآن نے ہی صدیق کو نبی کا ثانی کہہ دیا تو صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہیں آئی؟
اِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ میں بھی صدیق اکبر ہی یکتا ہیں اور یہ لقب قرآن نے کسی دوسرے
صحابی کو نہیں دیا۔ صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہیں آئی؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر سے بہتر شخص سورج نے نہیں دیکھا۔ اس میں صدیق
اکبر ہی یکتا ہیں اور صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہیں آئی؟

نبی کریم ﷺ نے انہیں خود مصلّاۓ امامت پر کھڑا کیا اور اگر کسی دوسرے کی تجویز دی
گئی تو آپ ﷺ نے لا، لا، لا فرما کر انکار کر دیا (ابوداؤد حدیث رقم: ۴۶۶۱) اور یَا بَنِي اللَّهِ
وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ کی تصریح فرمادی یعنی ابو بکر کے سوا کسی کو امام ماننے سے اللہ اور اس
کے فرشتے انکار کر رہے ہیں (مسلم حدیث رقم: ۶۱۸۱)۔ اس میں صدیق اکبر ہی یکتا ہیں۔

صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہ آئی؟

أَرْحَمَ أَقْتَبَى بِأَقْتَبَى أَبُو بَكْرٍ یعنی میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابو بکر ہے۔ اس میں محبوب کریم ﷺ کی رحمۃ للعالمین کا عکس اپنی مکمل آب و تاب کے ساتھ جلوہ فگن ہے اس میں صدیق اکبر ہی یکتا ہیں۔ صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہ آئی؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر تمام لوگوں سے زیادہ احسانات ابو بکر کے ہیں۔ وہی ہیں ”اَمِنَ النَّاسَ بِرَمُولاَئِیَ“ اس میں وہی یکتا ہیں۔ صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہ آئی؟ یہ لوگ صدیق اکبر اور مولا علی رضی اللہ عنہما میں قدم اسلام کا موازنہ لے کر بیٹھ گئے مگر علماء کا یہ لکھنا کہ صدیق اکبر تو سرکار کے اعلان نبوت سے پہلے شام کے تجارتی سفر کے دوران ہی ایمان لے آئے تھے۔ اس وقت مولیٰ علی ﷺ کی ولادت باسعادت بھی نہیں ہوئی تھی (تاریخ اختلاف صفحہ ۳۰)۔ اس میں صدیق اکبر ہی یکتا ہیں۔ صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہ آئی؟

اور آخر میں یہ بھی فرمائیے کہ مستدرک میں امام حاکم علیہ الرحمہ نے حدیث نقل فرمائی ہے کہ ابو بکر، حضور ﷺ کے وزیر تھے۔ آپ ان سے ہر معاملے میں مشورہ لیتے تھے۔ آپ اسلام میں ان کے ثانی تھے۔ غار میں ان کے ثانی تھے، بدر کے دن عریش میں ان کے ثانی تھے، قبر میں ان کے ثانی ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان سے آگے کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ اصل الفاظ یہ ہیں كَانَ أَبُو بَكْرٍ الصَّدِيقُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَكَانَ الْوَزِيرِ، فَكَانَ يَشَاوِرُهُ فِي جَمِيعِ أُمُورِهِ، وَكَانَ ثَانِيَهُ فِي الْإِسْلَامِ، وَكَانَ ثَانِيَهُ فِي الْغَارِ، وَكَانَ ثَانِيَهُ فِي الْعَرِيشِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَكَانَ ثَانِيَهُ فِي الْقَبْرِ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُقَدِّمُ عَلَيْهِ أَحَدًا (مستدرک حاکم حدیث رقم: ۴۴۶۳)۔ صدیق کی یہ تمام یکتائیاں آپ کو نظر کیوں نہ آئیں؟

اس پر پوری امت کا اجماع ہے کہ صدیق اکبر ﷺ تمام اولین و آخرین میں سے ولایت میں سب سے افضل ہیں فَهُوَ أَفْضَلُ أَوْلِيَائِي مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَقَدْ حُكِيَ الْإِجْمَاعُ عَلَى ذَٰلِكَ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۱)۔

عین ممکن ہے کسی کی رگ رافضیت پھڑک اٹھے اور ہم پر مولا علی کے خصائص کے انکار کا الزام لگا دے۔ بدگمانی اور جان بوجھ کر الزام تراشی ان لوگوں کی عادت ہے۔ لہذا ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مولا علی ﷺ کے خصائص میں آل رسول ﷺ کا جد امجد ہونا، اقصیٰ

الصحابہ ہونا، مولائے جمیع مومنین ہونے کا خصوصی اعلان، خیبر کے دن جھنڈا عطا ہونا، مسجد شریف میں سے جنابت کی حالت میں گزرنے کی اجازت کا ہونا، لَا يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ كَا عِزَّاز، أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى وغیرہ شامل ہیں۔ بلکہ سیدنا ابن عباس ؓ نے آپ کے خصائص کی تعداد تیرہ بتائی ہے لَقَدْ كَانَتْ لَهُ ثَلَاثَةُ عَشَرَ مَنْقِبَةً لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ مِّنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ (طبرانی اوسط حدیث رقم: ۸۳۳۲)۔ چنانچہ ہم آپ کے خصائص کی تفصیل پہلے صفحہ پر بیان کر چکے ہیں۔ یہ باتیں آپ ؓ کی فضیلت کا عظیم ثبوت ہیں مگر افضلیت کا ثبوت نہیں۔

لیکن آپ ؓ کے بے شمار فضائل ایسے بھی ہیں جنہیں روافض نے آپ ؓ کے خصائص بنا کر مشہور کر دیا ہے اور ہمارے بھولے سنی بھی تحقیق کیے بغیر سرمارتے چلے جاتے ہیں۔ مثلاً مشہور کر دیا گیا ہے کہ صرف آپ ؓ ہی مولودِ کعبہ ہیں۔ حالانکہ حضرت حکیم بن حزام ؓ بھی کعبہ میں پیدا ہوئے تھے۔ امام حاکم لکھتے ہیں: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَرَّمَ النَّسَبَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ وَرَأَدَ فِيهِ: وَأُمُّهُ فَاحِشَةُ بِنْتُ زُهَيْرِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى، وَكَانَتْ وَلَدَتْ حَكِيمًا فِي الْكَعْبَةِ وَهِيَ حَامِلٌ، فَصَرَبَهَا الْمَخَاضُ وَهِيَ فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ فَوَلَدَتْ فِيهَا، فَحَمَلَتْ فِي نِطْعٍ، وَغَسَلَ مَا كَانَ تَحْتَهَا مِنَ الثِّيَابِ عِنْدَ خَوْضِ زَمْزَمَ، وَلَمْ يُولَدْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ فِي الْكَعْبَةِ أَحَدٌ يَعْنِي حَضْرَتَ مُصْعَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ نَعْبِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ كَمَا نَسَبَ بَيَانُ كَيْفَاؤُفَرَمَايَا كَهَاكِي وَالِدَهُ ام فَاحِشَةُ بِنْتُ زُهَيْرِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى تَهْنِ، انہوں نے حکیم کو کعبہ میں جنم دیا جبکہ وہ حاملہ تھیں، ان کو کعبہ کے اندرونی حصہ میں پیدائش کا درد ہوا، تو حکیم کو کعبہ کے اندر ہی جنم دیا، انہوں نے اسے بغل میں لے لیا، اور حوضِ زمزم کے پاس آ کر کپڑوں کو دھویا، حکیم سے پہلے بھی کسی نے کعبہ میں جنم نہ لیا تھا اور ان کے بعد بھی کوئی کعبہ میں پیدا نہ ہوا (متدرک حاکم: ۶۱۳۶)۔

یہ بات نقل کرنے کے بعد امام حاکم علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: قَالَ الْحَاكِمُ: وَهَمَّ مُصْعَبُ فِي الْحَرْفِ الْآخِرِ، فَقَدْ تَوَاتَرَتْ الْأَخْبَارُ، أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَسَدٍ وَلَدَتْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ يَعْنِي حَاكِمًا كَهْتَا ہے کہ آخری جملہ بولنے میں مصعب کو وہم ہوا ہے، تو اتر کے ساتھ اخبار موجود ہیں کہ سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کو کعبہ کے اندر جنم دیا۔

امام نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: **وُلِدَ حَكِيمٌ فِي جَوْفِ الْكُفَّةِ، وَلَا يَعْرِفُ أَحَدٌ**
وُلِدَ فِيهَا غَيْرُهُ، وَأَمَّا زَوْيَ أَنْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ؑ، وَلِدَ فِيهَا، فَضَعِيفٌ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ
 یعنی حکیم ؑ کعبہ میں پیدا ہوئے، اور انکے علاوہ کسی کا کعبہ میں پیدا ہونا نہیں جانا گیا، اور وہ جو
 حضرت علی بن ابی طالب ؑ کے بارے میں روایت ہے کہ وہ کعبہ میں پیدا ہوئے، وہ روایت
 علماء کے نزدیک ضعیف ہے **وَأَمَّا زَوْيَ أَنْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ؑ، وَلِدَ فِيهَا فَضَعِيفٌ عِنْدَ**
الْعُلَمَاءِ (تہذیب الاسماء للووی صفحہ ۲۳۴)۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے
 ہیں: **قَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ: وَلَا يَعْرِفُ ذَالِكَ لِغَيْرِهِ وَمَا وَقَعَ فِي مُسْتَذْرَكِ الْحَاكِمِ مِنْ أَنَّ**
عَلِيًّا وَلِدَ فِيهَا ضَعِيفٌ یعنی شیخ الاسلام نے کہا ہے کہ: حضرت حکیم بن حزام کے سواء کسی کا کعبہ
 میں پیدا ہونا نہیں جانا گیا، اور مستدرک حاکم میں جو لکھا ہے کہ حضرت علی کعبہ میں پیدا ہوئے وہ
 ضعیف ہے (تدریب الراوی ۲ / ۳۱۳)۔

عبد الرحمن محمد سعید دمشق لکھتے ہیں: مجھے سیدنا علی ؑ کے کعبہ میں پیدا ہونے کے
 بارے میں حدیث کی کتابوں میں کوئی چیز نہیں ملی، بلکہ حضرت حکیم بن حزام کا کعبہ میں پیدا ہونا
 ثابت ہے، حاکم کے عجائب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے حضرت حکیم بن حزام کے کعبہ
 میں پیدا ہونے والی روایت کے بعد یہ لکھا ہے کہ ”حضرت علی کا کعبہ میں پیدا ہونا تو اتار سے ثابت
 ہے۔“ چاہیے تو یہ تھا کہ حاکم اس متواتر روایت کو پیش کرتے حیرت ہے حاکم پر جو تامل میں
 اور تشیع میں مشہور ہیں کہ انہوں نے اس تواتر کا دعویٰ کیسے کر دیا؟ **وَكَانَ اللَّائِقُ بِهِ أَنْ يَأْتِيَ**
بِتِلْكَ الزَّوَايَا الْمُتَوَاتِرَةِ الْخ (احادیث یحتج بها الشيعة صفحہ ۱۲۲)۔ اس کے علاوہ
 حضرت حکیم بن حزام ؑ کا کعبہ شریف میں پیدا ہونا بے شمار کتب میں مذکور ہے مثلاً (صحیح مسلم
 حدیث رقم: ۳۸۵۹، معرفۃ الصحابہ لابن نعیم جلد ۲ صفحہ ۷۰۱، الاعلام جلد ۲ صفحہ ۲۶۹، سیر اعلام
 النبلاء جلد ۳ صفحہ ۴۶، نصب الراية ۲ / ۲، الاکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ صفحہ ۵۹۱،
 کتاب المحرر صفحہ ۱۷۶، الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابن حجر صفحہ ۳۹۷، تہذیب التہذیب ۲ / ۱۸۲،
 ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۲۵۱، فیض القدیر ۲ / ۳۷)۔ ہم نے صرف نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے اور
 کوئی تبصرہ نہیں لکھا۔ جاؤ آسمان علم و فقر کے ان درخشندہ ستاروں پر جا کر فتویٰ بازی کرو جن کی
 مثال کبھی نہ لاسکو گے۔

اسی طرح یہ بھی مشہور کر دیا گیا ہے کہ صرف مولاعلیٰ علم کا دروازہ ہیں۔ حالانکہ فَبِأَيِّهِمْ اِفْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ وغیرہ سے صاف ظاہر ہے کہ دیگر صحابہ و اہل بیت بھی علم کے دروازے ہیں۔ ان میں سے حضرت ابو بکر صدیق کو علم اور فضل کی بناء پر تمام صحابہ کا امام بنایا گیا (بخاری حدیث رقم: ۶۷۸۰)۔ حضرت عمر فاروق نے نبی کریم ﷺ کا بچا ہوا سارا علم پی لیا (مسلم حدیث رقم: ۶۱۹۰، ۶۱۹۱، بخاری حدیث رقم: ۸۲، ۳۶۸۱، ۷۰۰۶، ۷۰۲۷، ۷۰۳۲، ترمذی حدیث رقم: ۲۲۸۳، مستدرک جلد حدیث رقم: ۴۵۵۲)۔ حضرت ابی بن کعب سب سے بڑے قاری ہیں۔ حضرت زید بن ثابت سب سے زیادہ علم میراث کے ماہر ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل سب سے زیادہ حلال اور حرام کا علم رکھتے ہیں۔ مولاعلیٰ سب سے بڑے قاضی ہیں۔ یہ سب باتیں خود نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی ہیں اور ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۹ پر موجود ہیں۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سب سے بڑے حافظ الحدیث ہیں (بخاری حدیث رقم: ۱۱۸، ۱۱۹)۔ حضرت عبداللہ بن عباس کو دین کی فقہ اور حکمت عطا ہوئی (بخاری حدیث رقم: ۷۵، ۱۳۳، ۳۷۵۶) اور آپ ﷺ اَفْقَهُ النَّاسِ ہیں یعنی تمام لوگوں سے بڑے فقیہ۔ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ عبداللہ بن مسعود سے قرآن سیکھو (بخاری حدیث رقم: ۳۷۶۰)۔ حضرت حذیفہ نبی کریم ﷺ کے ہمراز ہیں جسے ان کے سوا کوئی نہیں جانتا (بخاری حدیث رقم: ۳۷۶۱)۔ رضی اللہ عنہم

اسی لیے ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے حدیث باب العلم کی شرح میں لکھا ہے کہ اٰی بَابِ مِنْ اَبْوَابِ الْعِلْمِ یعنی مولاعلیٰ علم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں۔ لہذا باب العلم ہونا مولائے کائنات کی فضیلت کا ثبوت ضرور ہے مگر یہ افضلیت کا ثبوت نہیں۔

اسی طرح یہ بھی مشہور کر دیا گیا ہے کہ صرف علی کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔ یہ بات اپنی جگہ پر حق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰؓ ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء، صحابہ اور تابعین بلکہ تمام اولیاء کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔ اس شخص کو آگ نہیں چھو سکتی جس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہو یا جس نے صحابی کو دیکھا ہو (ترمذی حدیث نمبر: ۳۸۵۸ اَلْحَدِيثُ حَسَنٌ)۔ پھر مولاعلیٰ کا چہرہ دیکھنا عبادت کیوں نہ ہوگا؟ لیکن یہ آپ کا خاصہ نہیں۔ ثانیاً حضور کریم ﷺ صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھتے تھے اور مسکراتے تھے اور وہ دونوں حضور ﷺ کو دیکھ کر مسکراتے تھے (ترمذی حدیث رقم: ۳۶۶۸)۔ کعبہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ قرآن

شریف کو صحیفے میں دیکھ کر پڑھنا ہزار گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے (شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر: ۲۲۱۸، مشکوٰۃ حدیث نمبر: ۲۱۶۷)۔ ماں باپ کی طرف محبت کی نظر سے صرف ایک مرتبہ دیکھنے سے مقبول حج کا ثواب ملتا ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۱ الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ)۔ اور اللہ کے ولی کی نشانی ہی یہ ہے کہ جب اسے دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جائے (ابن ماجہ حدیث رقم: ۴۱۱۹)۔ لہذا اس میں مولا علیؑ کی فضیلت موجود ہے مگر یہ آپ کا خاصہ نہیں۔ ان تمام احادیث میں وجہ اشتراک محض عبادت ہے ورنہ مقام اور مرتبے کا فرق اپنی جگہ مسلم ہے۔

یہ بھی مشہور کر دیا گیا ہے کہ صرف علی کا ذکر عبادت ہے حالانکہ حضور ﷺ نے جس طرح اپنی نعت سنانے کا حضرت حسانؓ کو حکم فرمایا اسی طرح ایک دن پوچھا قُلْتُ فِيْ اَبِيْ بَكْرٍ شَيْئًا كَيْتَمَ نِ ابُو بَكْرٍ كِي مَنْقَبْتٍ لَّكِي هِي۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا سناؤ میں سننا چاہتا ہوں (قُلْ حَتَّى اَسْمَعَ)۔ انہوں نے وہ منقبت سنائی (متدرک حاکم حدیث رقم: ۴۴۶۸، ۴۵۱۸)۔ یہ صدیق اکبر کا خاصہ ہے۔

متدرک میں سیدنا ابن مسعودؓ کا ایک زبردست قول موجود ہے کہ اِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُونَ فَحَيَّهٖلَا بِغَمَزٍ یعنی جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر کی بات ضرور کرو (متدرک حاکم حدیث رقم: ۴۵۷۸)۔ خود مولا علیؑ فرماتے ہیں کہ اِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُونَ فَحَيَّهٖلَا بِغَمَزٍ (طبرانی اوسط حدیث رقم: ۵۵۴۹، تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۴) بلکہ تمام صالحین کے بارے میں فرمایا کہ ذُكِرَ الصَّالِحِينَ كَفَّارَةٌ یعنی صالحین کا تذکرہ گناہوں کا کفارہ ہے (الجامع الصغیر حدیث رقم: ۴۳۳۱)۔ لہذا اس حدیث میں بھی مولا علیؑ کی فضیلت موجود ہے مگر یہ آپ ﷺ کا خاصہ نہیں۔

داماد رسول ہونا بھی آپ ﷺ کی فضیلت ہے اور بچہ بچہ جانتا ہے کہ یہ آپ ﷺ کا خاصہ نہیں بلکہ حضرت عثمان غنیؓ اس پوری کائنات میں واحد ایسی شخصیت ہیں جنہیں کسی نبی کی دو شہزادیوں کا شوہر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ہاں اس میں ایک پہلو سیدۃ النساء علیٰ نبیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کی جہت سے خاصیت کا موجود ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں اور اسے ہم آپ ﷺ کے خصائص میں بیان کر چکے ہیں۔

اسی طرح عَلِيٌّ مِّنِّيْ وَ اَنَا مِّنْ عَلِيٍّ کو بھی مولا علیؑ کا خاصہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے

حالانکہ یہی الفاظ سیدنا امام حسین ؑ کے بارے میں بھی موجود ہیں (ترمذی حدیث رقم: ۳۷۷۵)۔ یہی الفاظ سیدنا عباس بن عبد * ؑ کے بارے میں بھی موجود ہیں اور کتاب وہی ترمذی ہے (ترمذی حدیث نمبر ۳۷۵۹، مشکوٰۃ حدیث رقم: ۶۱۵۷)۔ یہی الفاظ پورے قبیلہ اشعری کے بارے میں بھی موجود ہیں اَلَا شَعْرِيُونَ هُمْ مِنِّي وَاَنَا مِنْهُمْ (بخاری حدیث رقم: ۲۴۸۶، مسلم حدیث رقم: ۶۴۰۸)۔ یہی الفاظ حضرت جلیپ ؑ کے بارے میں بھی موجود ہیں کہ: جَلِيْبِيْنَ مَنِّي وَاَنَا مِنْ جَلِيْبِيْنَ (مسلم حدیث نمبر ۶۳۵۸)۔

بلکہ اہل علم کی توجہ کیلئے عرض ہے کہ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْاُمَمَيْنِ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ میں مِنْهُمْ کے لفظ پر غور فرمائیں اور اسکے برعکس اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيعًا لَّسْتُ مِنْهُمْ پر بھی غور فرمائیں۔ بعض احادیث مثلاً مَن غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي جیسے الفاظ پر غور فرما لیجیے انشاء اللہ العزیز سینہ کھل جائے گا کہ کس طرح بات کا منگڑ بنا دیا گیا ہے۔ تاہم اس میں بھی مولا علی ؑ کی فضیلت ضرور موجود ہے مگر یہ بھی آپ ؑ کا خاصہ نہیں اور نہ ہی افضلیت کا ثبوت ہے۔

اسی طرح کہا جاتا ہے کہ نبی کریم ؐ نے آپ ؑ کو اپنا بھائی قرار دیا تھا۔ یہ آپ کا خاصہ ہے۔ حالانکہ آپ ؑ نے صدیق اکبر کو بھی اپنا بھائی قرار دیا ہے وَلٰكِنْ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ (بخاری حدیث رقم: ۳۶۵۶، مسلم حدیث رقم: ۶۱۷۲)۔

سیدنا فاروق اعظم ؓ کو فرمایا: اَشْرَ كُنَايَا اَخِيْ فِيْ دُعَايِكَ یعنی اے میرے بھائی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا (ابوداؤد حدیث رقم: ۱۳۹۸، ترمذی حدیث رقم: ۱۹۸۰، مشکوٰۃ حدیث رقم: ۲۲۳۸)۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت عمر فاروق کو نبی کریم ؐ کا بھائی قرار دیا (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۳۱۸)۔ لہذا یہ بھی مولا علی ؑ کا مطلق خاصہ نہیں۔ ہاں مواخات مدینہ کی خصوصی جہت میں مولا علی ؑ ہی کو اَخُوْرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہونے کا شرف و اعزاز حاصل ہے۔ مواخات کا یہ مخصوص گوشہ چچا زاد بھائی ہونے کے سبب اور آپ ؑ کے کاشانہ اقدس میں پرورش پانے کے سبب اور دیگر فضائل کی وجہ سے ہے نہ کہ افضلیت کی وجہ سے۔ ان سب فضیلتوں کے پیش نظر مولا علی ہی اس موقع پر حضور ؐ کے بھائی بننے تو بات سچی تھی۔ لہذا اس میں بھی مولا علی ؑ کی بڑی پیاری فضیلت موجود ہے مگر یہ آپ کی افضلیت کا ثبوت نہیں۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مولا علی کا بغض منافقت کی نشانی ہے اور آپ کی محبت

ایمان کی نشانی ہے۔ یہ بات بالکل حق ہے مگر یہ آپ ﷺ کا خاصہ نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ
 آيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَ آيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ انصار کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور
 انصار کا بغض منافقت کی نشانی ہے (بخاری: ۱۷، ۸۴، ۳، مسلم: ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، نسائی: ۵۰۱۹)۔ اسی طرح تمام کے تمام صحابہ علیہم الرضوان کے بارے میں فرمایا کہ مَنْ
 أَحْبَبَهُمْ فَيَحِبِّي أَحِبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَيَبْغِضِي أَبْغَضَهُمْ یعنی جس نے ان سے محبت رکھی پس
 اس نے میری محبت کی وجہ سے ان کو محبوب جانا اور جس نے ان سے بغض رکھا میرے بغض کی وجہ
 سے ان سے بغض رکھا (ترمذی: ۳۸۶۲، مسند احمد: ۱۶۸۰۸، مشکوٰۃ: ۶۰۱۴)۔

اسی طرح کی احادیث کو پس پشت ڈال کر خوارج والی منافقت کے سواء باقی ہر طرح
 کی منافقت کو رو کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ جس طرح خروج منافقت ہے اسی طرح رافضیت بھی
 منافقت ہے اور جمیع صحابہ و اہل بیت کی محبت صحیح ایمان ہے۔

ہم نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات لکھ رہے ہیں کہ مولا علی ﷺ کے جو فضائل اہل
 سنت کی کتب میں درج ہیں، انہیں روافض و تفضیلیوں نے متفق علیہ بنا ڈالا۔ اور باقی صحابہ کے
 فضائل خواہ کتنی کثرت سے اور کتنی ہی قوت سے کتب اہل سنت میں موجود ہوں اور صرف فضیلت
 پر ہی نہیں بلکہ افضلیت پر دلالت کر رہے ہوں، انہیں پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ یہ لوگ مولا
 علی ﷺ کی فضیلت کو افضلیت بنا ڈالتے ہیں اور جب ہم افضلیت کی نفی کرتے ہیں تو اسے فضیلت
 کی نفی پر محمول کرتے ہیں۔ ان کا یہ فریب خوب سمجھ لو۔

دوسری طرف یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ جہاں بغض علی منافقت ہے وہاں حد سے
 زیادہ حب علی بھی سراپا بے ایمانی، ہلاکت اور تباہی ہے۔ اور ان عاشقوں سے مولا علی ﷺ خود
 بیزار ہیں۔ اس موضوع پر مولا علی کے ارشادات پہلے گزر چکے ہیں۔

ان نام نہاد عاشقوں کے ہاں محبت اور بغض کا معیار بھی عجیب ہے۔ ایک عاشق کہتا
 ہے کہ جو شخص علی کے ذکر کے ساتھ دوسرے صحابہ کی بات چھیڑ دے اس کے دل میں علی کا بغض
 ہے۔ اگر آپ نے اس ظالم کی بات مان لی اور دیگر صحابہ کا ذکر خیر کرنا چھوڑ دیا تو دوسرا عاشق
 بولے گا کہ جو شخص مولا علی کو ولایت میں اور علم میں خلفاء ثلاثہ سے افضل نہیں مانتا اس کے دل میں
 علی کا بغض ہے۔ اگر آپ نے اس ظالم کی بات بھی مان لی تو تیسرا عاشق بولے گا کہ جو شخص کھل کر

مولاعلیٰ کو خلفاء ثلاثہ سے افضل نہیں مانتا اس کے دل میں علی کا بغض ہے۔ اگر آپ نے اس ظالم کی بات بھی مان لی تو چوتھا عاشق بولے گا کہ جو شخص خلفاء ثلاثہ پر تبرا نہیں بولتا اس کے دل میں علی کا بغض ہے۔ اگر آپ نے اس ظالم کی بات بھی مان لی تو اب بھی آپ کچے کچے عاشق ہیں اصل عاشق وہ ہے جو علی کو نفس خدا، نفس رسول، جبریل کا استاد، وحی کا صحیح حقدار، تمام انبیاء سے افضل اور صحیح معنی میں حجتہ اللہ علی الخلق، اصلی قرآن کا جامع اور نبی کریم ﷺ کا مشکل کشا مانے اور تقیے کی باریکیوں کو سمجھ لے۔

ہمارے مذکورہ بالا الفاظ قابل غور اور معنی خیز ہیں۔ ہر کس ونا کس ان کے پس منظر میں پوشیدہ شیعہ عقائد کو نہیں سمجھ سکتا اور جس شخص کا مطالعہ نہیں ہے وہ پائے خان نہ بنے اور اس پر قیاس آرائی اور طبع آزمائی نہ فرمائے۔ ہم دعوے کے ساتھ یہ بات عرض کر رہے ہیں کہ جو شخص شیعہ مذہب کے بارے میں نرم گوشہ رکھتا ہے وہ خود شیعہ ہے یا پھر اس نے اس مذہب کا مطالعہ ہی نہیں کیا۔ اب فرمائیے کہ ہم کہاں تک بغض علی کے الزام سے بچنے کے لیے روافض کو راضی کرتے رہیں گے؟ اسی الزام سے بچنے کے لیے ناسمجھ اور غیر محقق سنیوں نے رافضی مذہب کو خود اپنے ہاتھ سے فروغ دیا ہے۔ یہ ان کی فرمائشیں پوری کرتے رہے اور انکے مطالبات امریکہ کی طرح بڑھتے چلے گئے۔ اس موقع پر قرآن کی آیت یاد کیجیے۔ وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ یعنی یہود و نصاریٰ آپ سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک آپ ان کا مکمل دین قبول نہیں کر لیتے (البقرہ: ۱۲۰)۔

لہذا اہل سنت سے درخواست ہے کہ مولاعلیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں اپنا ضمیر مطمئن رکھیں۔ آپ کے دل میں مولاعلیٰ ﷺ کا بغض نہیں ہونا چاہیے بلکہ سچی محبت ہونی چاہیے بس۔ لوگ آپ کو محب علی مانیں یا نہ مانیں۔ ان لوگوں کو راضی کرنا آپ کے بس میں نہیں ہے۔ انکے مطالبات کی فہرست طویل بھی ہے اور خطرناک بھی۔ جان بوجھ کر بدگمانی کرنا انکی عادت ہے۔

خوارج کے ہاں انبیاء، اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی توحید ہے اور روافض کے ہاں صحابہ کرام پر تبرا بھیجنا حب علی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

تفضیلی رافضی اچھی طرح سمجھ لیں کہ آج تمہیں اس قوم نے لکارا ہے جو خود نعرہ حیدری لگاتی ہے اور مولاعلیٰ کو مشکل کشا مانتی ہے۔ لہذا اب تمہارے لیے ہر فراڈ، ہر الزام تراشی

اور ہر چکر بازی کا دروازہ بند ہے۔

صوفیاء کا فیصلہ:- حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر تم تحقیق کے ساتھ کسی صوفی کا نام جاننا چاہتے ہو تو وہ ابو بکر صدیق ہے۔

إِنَّ الصَّفَا صَفَا الصِّدِّيقِ
إِنْ أَرَدْتَ صُوفِيًّا عَلَى التَّحْقِيقِ
(کشف المحجوب صفحہ ۳۲)

اب بتائیے داتا صاحب قدس سرہ نے ولایت میں یکتا کس کو قرار دیا؟
صوفیاء علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا صوفیانہ جملہ جو کسی صحابی کی زبان پر آیا تھا وہ صدیقی جملہ تھا کہ اَبَقَيْتْ لَهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ لَعْنِيْ فِيْ مِثْلِهِمْ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ اَنْ تَجْعَلَ لِيْ فِيْ هَذِهِ السَّاعَةِ وَفِيْ كُلِّ سَاعَةٍ مِّنْ يَّوْمِيْ هَذَا مِثْلَ مَا كُنْتُ اَتْلُوْهُ لَكَ اَبُو بَكْرٍ صَدِيقٌ (ابوداؤد حدیث رقم: ۱۶۷۸، ترمذی حدیث رقم: ۳۶۷۵)۔ یہاں بھی فرمائیے ولایت میں یکتا کون نکلا؟

ولایت میں صدیق اکبر کی یکتائی کو فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

خاص اس سابق سیر قرب خدا
اوحد کا ملیت پہ لاکھوں سلام
فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے اس شعر پر غور فرمائیے۔ اس کا ایک ایک لفظ گہرا نشان ہے۔ لفظ خاص میں خُصُوْصاً عَلٰی اَفْضَلِ الصَّحَابَةِ بِالتَّحْقِیْقِ کے الفاظ کا انعکاس موجود ہے۔ سابق سیر قرب خدا کے الفاظ میں ولایت باطنی کی باریکیوں کو سمو کر رکھ دیا گیا ہے۔ وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ کی طرف واضح اشارہ کر دیا گیا ہے اور اس میں صدیق کی سبقت ٹھانیں مار رہی ہے۔ اُوحِد سے مراد یکتا ہے بلکہ احد سے مراد یکتا ہوتی ہے اور اُوحِد اسی سے صیغہ تفضیل ہے۔ گویا صدیق کی یکتائی میں بھی مبالغہ پایا گیا۔ اور اُوحِد کے ساتھ کا ملیت کا لفظ لگا کر واضح فرمادیا کہ اس یکتائی کا تعلق ولایت باطنی اور کا ملیت سے ہے نہ کہ خلافت ظاہری سے۔ فَجَزَا اللّٰهُ خَيْرًا۔ جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں۔

تفضیلیوں کے سوال کا آخری ٹکڑا یہ تھا کہ ”اسی وجہ سے ولایت کبریٰ اور غوثیت عظمیٰ کے حامل افراد بھی آپ ﷺ کی اولاد میں سے ہیں۔“

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ان افراد کا مولا علی کی اولاد میں سے ہونا ضروری نہیں

ہے۔ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم خود اپنے اپنے دور میں قطب الاقطاب تھے۔ ہم نے آپ کے الفاظ ولایت کبریٰ اور غوثیت عظمیٰ کی جگہ قطب الاقطاب کے الفاظ لکھے ہیں۔ اس فرق کو سمجھنا ہم پر لازم نہیں۔ اتنا ضرور ہے کہ قطب الاقطاب کے الفاظ غوثیت عظمیٰ اور ولایت کبریٰ کی نسبت اس حقیقت کے لیے موزوں تر ہیں جس پر آپ نے ان کا استعمال کیا ہے۔

قطب الاقطاب اپنے دور میں حقیقت محمدیہ کا مظہر ہوتا ہے اور صدیق اکبر کا فرمانا کہ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُعْبِدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا أَقْدَمَات (بخاری حدیث رقم: ۴۴۵۴) آپ کے اکمل صحابہ اور سلوک کا ثبوت ہے۔ آپ کا فرمانا کہ لَسْتُ تَارِكَا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ (بخاری حدیث رقم: ۳۰۹۳) وغیرہ آپ کی اسی قطبیت کی وجہ سے ہے۔

مولاعلیٰ نے خواب دیکھا کہ انہوں نے حضور کریم ﷺ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر تشریف فرما ہو گئے۔ ایک عورت تھال میں کچھ بکلا وریں لے کر آئی اور وہ بکلا وریں نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دی گئیں۔ آپ ﷺ نے ان میں سے ایک بکلا وریں پکڑی اور فرمایا اے علی یہ بکلا وریں کھاؤ گے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک بڑھایا اور کھجور میرے منہ میں رکھ دی۔ پھر دوسری کھجور پکڑی اور مجھے اسی طرح فرمایا میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے دوسری کھجور بھی میرے منہ میں رکھ دی۔ یہاں میری آنکھ کھل گئی۔ میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شوق مجھے تڑپا رہا تھا اور کھجور کی مٹھاس میرے منہ میں تھی۔ میں نے وضو کیا اور مسجد کو چلا گیا۔ میں نے عمر کے پیچھے نماز پڑھی۔ وہ محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ میں نے چاہا کہ انہیں اپنا خواب سناؤں۔ مگر میرے بولنے سے پہلے ایک عورت آگئی اور مسجد کے دروازے پر کھڑی ہو گئی۔ اس کے پاس کھجوروں کا تھال تھا۔ وہ تھال عمر کے سامنے رکھ دیا گیا۔ عمر نے ایک کھجور پکڑی اور فرمایا اے علی یہ کھجور کھاؤ گے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ انہوں نے کھجور میرے منہ میں رکھ دی۔ پھر دوسری کھجور پکڑی اور اسی طرح فرمایا میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر باقی کھجوریں اصحاب رسول ﷺ میں تقسیم کر دی گئیں۔ میں چاہتا تھا کہ مجھے مزید کھجور ملے۔ عمر نے فرمایا اے میرے بھائی اگر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اس سے زیادہ کھجوریں دی ہوتیں تو ہم بھی آپ کو زیادہ دے دیتے۔ مجھے تعجب ہوا اور میں نے کہا جو کچھ میں نے رات خواب میں دیکھا ہے اللہ نے آپ کو اسکی اطلاع دے دی۔ عمر نے فرمایا اے علی مومن دین

کے نور سے دیکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے اسی طرح خواب میں دیکھا ہے اور میں نے آپ کے ہاتھ سے وہی ذائقہ اور لذت پائی ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس سے ذائقہ اور لذت محسوس کی تھی (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۳۳۱، ازالۃ الخفا جلد ۲ صفحہ ۱۶۸-۱۶۹)۔ یہی قطب الاقطاب کا منصب ہے جو رسالت کا مظہر ہوتا ہے۔

ثانیاً خود علماء اہل سنت نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ وہ بارہ خلفاء جو نبی کریم ﷺ کے بعد تشریف لائیں گے ان میں سے پہلے چار کے نام ابو بکر، عمر، عثمان اور علی ہیں۔ ملاحظہ ہوں کتب عقائد مثلاً شرح فقہ اکبر وغیرہ اور فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۴۵۔

حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اللہ کی زمین میں ہر وقت خلیفہ کا ہونا ضروری ہے، وہ خلیفہ کبھی تو صرف ظاہری طور پر متصرف ہوتا ہے جیسے سلاطین، اور کبھی باطنی طور پر متصرف ہوتا ہے جیسے اقطاب۔ اور بعض میں ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی خلافتیں جمع ہوتی ہیں جیسے خلفائے راشدین ابو بکر اور عمر بن عبدالعزیز (نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)۔

حضرت علامہ سید آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لَاتَحْزَنُ کے تحت لکھتے ہیں: اس میں اشارہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں وہی منزلت حاصل تھی جو حضور ﷺ کو اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں حاصل تھی، وہ اللہ کے حبیب کے حبیب ہیں (روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۴۰۲)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ: مولانا شیخ خالد نقشبندی قدس سرہ نے ایک دن خطاب فرمایا کہ کالمین کے مرتبے چار ہیں۔ نبوت جسکے قطب مدار ہمارے نبی ﷺ ہیں، پھر صدیقیت جسکے قطب مدار ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر شہادت جسکے قطب مدار عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر ولایت جس کے قطب مدار علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہیں۔ کسی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا کہ ان کا مرتبہ نبوت کے بعد تین خلفاء کے مراتب میں کیا ہے؟ فرمایا آپ ﷺ کو شہادت کے مرتبے میں سے بھی حصہ ملا ہے اور ولایت کے مرتبے میں سے بھی حصہ ملا ہے، اور آپ کے ذوالنورین ہونے کا عارفین کے نزدیک یہی مطلب ہے (روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۱۰۶ تحت اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم الآیۃ وقال لم اظفر علی التفصیل الذی ذکرہ مولانا الشیخ)۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: جو صدیقین کی گردنوں کو پھلانگ جاتا ہے وہ نبوت میں جا پہنچتا ہے، اور یہ دروازہ اس وقت بند ہے۔ شیخ اکبر قدس سرہ نے نبوت اور صدیقیت کے درمیان

ایک مقام ثابت کیا ہے جسے مقام قربت کا نام دیا ہے، اور یہ وہ راز ہے جو ابوبکر کے سینے میں سجا دیا گیا ہے جسکی طرف حدیث میں اشارہ ہے، پس نبی ﷺ اور ابوبکر ؓ کے درمیان اصلاً کوئی آدمی نہیں فَلَيْسَ بَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَابْنِ بَكْرٍ ؓ رَجُلٌ أَضَلُّ (روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۱۰۷)۔

حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی املفوظ میں خلفائے راشدین علیہم الرضوان کو اپنے دور کے غوث قرار دیا ہے (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۳۷)۔

ثالثاً ان کے بعد والے مقدس افراد بھی مولانا علی ؑ کی اولاد ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء علیہا الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے سادات ہیں۔ اگر آپ کا زعم تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی اس کا سبب سیدۃ النساء ہیں نہ کہ مولانا علی۔ ورنہ مولانا علی کی اولاد دیگر ازواج میں سے کثرت سے موجود تھی اور آج بھی موجود ہے۔ بلکہ روافض نے ایک خاص پروپیگنڈے کے تحت صرف حسینی سادات کو اس مقصد کے لیے مشہور کر رکھا ہے۔ حسنی سادات تو کجا انہیں امام حسن سے ہی بغض ہے۔ ان کے نزدیک اس میں پدرش کا فرشتہ۔ معاذ اللہ انہیں حضور قطب الاقطاب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے بھی اسی لیے بغض ہے کہ آپ قدس سرہ حسنی سید ہیں۔

رابعاً اسی وجہ سے بارہ خلفاء کو قریشی کہا گیا ہے نہ کہ ہاشمی۔
خامساً اگر آپ کی مراد ان بارہ خلفاء علیہم الرضوان کے علاوہ اولیائے امت ہیں تو انکے مولانا علی کی اولاد میں محصور ہونے پر آپ کے پاس کون سی نص موجود ہے؟
سادساً ولایت میں فضیلت اور یکتائی کو اولادِ امجاد میں قطبیت کے اجراء کا سبب قرار دینا بھی عجیب رافضیانہ بلکہ یہودیانہ حرکت ہے۔ ہم نے اسے رافضیانہ حرکت کیوں کہا اور یہودیانہ حرکت کیوں کہا؟ خرد و مطالعہ باید

تفصیلیوں کا تیسرا سوال

مولانا علی اولیاء کے سردار ہیں، شاہ اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ ؑ کے لیے شیخین رضی اللہ عنہما پر ایک گونہ فضیلت ثابت ہے کہ ولایت کے اکثر سلاسل آپ ﷺ

سے ہی چلتے ہیں (السیف الجہلی صفحہ ۱۲ مختصر)۔

جواب :- بلاشبہ مولانا علی اولیاء کے سردار، سر تاج، بادشاہ اور ولایت کے قاسم ہیں۔ ہمارے استاد حضرت مولانا علی بخش صاحب چانڈیو قدس سرہ الاقدس فرماتے ہیں۔

گر قسم نامہ خود سیاہ بافتش
چہ با کم چوں مرا مولانا علی بخش

اپنا نام علی بخش نہایت حسین طریقے سے شعر میں لائے ہیں۔ لیکن اولاً تو یہ مسئلہ خالص کشفی اور روحانی ہے جس پر قرآن و سنت سے واضح نص موجود نہیں ہے اور عقائد کی بنیاد کشف پر نہیں رکھی جاسکتی اور نہ ہی پوری امت کو کشفی معاملات کا مکلف ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: تفضیل شیخین امر ہست ماخوذ از شرع و حاصل بحث آن است کہ از جہت شرع فضلی کلی شیخین مرا حاصل است پس دریں مباحثہ ادلہ شرع از کتاب و سنت و اجماع و قیاس ذکر می باید کرد نہ مکاشفات صوفیہ زیرا کہ از مکاشفات صوفیہ ہیچ حکمی شرعی ثابت نہ می شود یعنی شیخین کی افضلیت ایسا مسئلہ ہے جو شریعت سے ماخوذ ہے اور بحث کا حاصل یہ ہے کہ شریعت کے مطابق شیخین کو فضیلت کلی حاصل ہے۔ بس اس پر بحث کرتے وقت قرآن و سنت و اجماع و قیاس سے شرعی دلائل پیش کرنے چاہئیں نہ کہ صوفیاء کے مکاشفات۔ جان لو کہ صوفیاء کے مکاشفات سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا (قرۃ العینین صفحہ ۳۱۸، ۳۱۷)۔

عوام کا صوفیاء کے مکاشفات کو سمجھنا، خود صوفیاء کا اپنے مکاشفات کو سمجھنا، کشف کا صاحب کشف کے ظرف کے مطابق محدود ہونا، کشف کا بذات خود ایک حجاب ہونا اور مکاشفات کا شرعی حجت نہ ہونا ایسے دقائق اور لطائف ہیں کہ ہم ان پر مفصل بحث نہیں کرنا چاہتے البتہ اشارۃً ہم نے بہت کچھ عرض کر بھی دیا ہے۔ اس قسم کی باتیں کر کے شریعت کا ڈسپلن خراب کرنے والے لوگ حبیب کریم ﷺ کی امت سے اچھا سلوک نہیں کر رہے۔

وہ جو تفضیلی صاحب نے مَنْ كُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلَيْ مَوْلَاہُ سے استدلال فرمایا ہے، انہوں نے متعدد احتمالات میں سے اپنے مرضی کا احتمال اور وہ بھی مرجوح بلکہ مردود احتمال بلکہ

رافضیوں کا موقف اختیار کر کے اسے نص بنا ڈالا ہے جیسے اس حدیث کا یہی مفہوم حرف آخر ہو۔
دعویٰ کیسا باغیانہ تھا اور پھر اس پر دلیل کیسی فارق اور غیر متعلق ہے۔

ثانیاً اگر کشف کا اعتبار کر لیا جائے تو پھر بھی یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیے کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے سے بعد والے اولیاء کے سردار ہیں، اپنے سے پہلے والے خلفاء راشدین کے نہیں۔ یہ اسی طرح ہے کہ جس طرح غوث اعظم و قطب الاقطاب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی تمام اولیاء کے سردار ہیں مگر اپنے سے پہلے والوں کے نہیں جن کی افضلیت منصوص ہے۔ وہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ اہل بیت کے سردار نہیں ہیں بلکہ وہ سب حضور غوث پاک قدس سرہ کے سردار ہیں۔ ثالثاً چونکہ اس مسئلے کا تعلق قرآن و سنت کی نص سے نہیں بلکہ صوفیاء کے کشف سے ہے لہذا ہم کامل ترین صوفیاء کے فیصلے آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور ان کے کشف بیان کر کے آپ کی آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتے ہیں۔ صوفیاء کے یہ فیصلے اور کشف قرآن و سنت کے عین مطابق بھی ہیں۔

(۱)۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ ظَاهِرَ الْحُكْمِ، وَيَخُوزُ الْخِلَافَةَ الظَّاهِرَةَ، كَمَا حَاَزَ الْخِلَافَةَ الْبَاطِنَةَ مِنْ جِهَةِ الْمَقَامِ كَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَالْحَسَنُ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ يَزِيدَ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَالْمُتَوَكِّلُ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَهُ الْخِلَافَةُ الْبَاطِنَةُ خَاصَّةً وَلَا حُكْمَ لَهُ فِي الظَّاهِرِ كَأَحْمَدَ بْنِ هَازُونَ الرَّشِيدِ السَّنْبَتِيِّ وَكَأَبِي يَزِيدَ الْبُسْطَامِيِّ، وَكَثَرِ الْأَقْطَابِ لَا حُكْمَ لَهُمْ فِي الظَّاهِرِ يَعْنِي بَعْضُ أَوْلِيَاءِ أَيْسَ هِيَ جَنِّ حُكُومَتِ ظَاهِرٍ هُوتِي هِيَ اُور اَنِيهِس مَرْتَبِي اُور مَقَامِ كَلَاظ سِي جِس طَرَحِ خِلَافَتِ بَاطِنِي عَطَا هُوتِي هِيَ اُسي طَرَحِ خِلَافَتِ ظَاهِرِي بِي عَطَا هُوتِي هِيَ جِيَا كِي حَضَرَتِ اَبُو بَكْرٍ، عُمَرُ، عُثْمَانُ، عَلِيٌّ، حَسَنُ، مُعَاوِيَةُ بْنُ يَزِيدَ، عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ اُور مُتَوَكِّلٌ۔ اِن ميں بَعْضُ اَيْسِي هُوتِي هِي جَنِيهِس سَرَفِ خِلَافَتِ بَاطِنِي عَطَا هُوتِي هِيَ اُور ظَاهِرِي حُكُومَتِ نِيهِس مَلْتِي، جِيَا كِي حَضَرَتِ اَحْمَدُ بْنُ هَارُونَ الرَّشِيدِ سَمْتِي، اَبُو يَزِيدَ بَسْطَامِي اُور اَكْثَرِ قُطُبِ (فُتُوْحَاتِ مَكِيهِ بَابِ ۷۳ جِلْدِ ۲ صَفْحِ ۹)۔

یہ تھے شیخ اکبر قدس سرہ جو اللہ کریم جل شانہ اور نبی کریم ﷺ سے پوچھ پوچھ کر کتابیں لکھنے کے عادی تھے۔ اب بتائیے شیخ اکبر کے چاروں خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے حق

میں خلافت ظاہری اور باطنی دونوں تسلیم کرنے کے بعد آپ کے پاس انکار کا کونسا چارہ باقی رہ گیا؟

حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کی یہی عبارت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب قرۃ العینین کے صفحہ ۳۲۲ پر نقل فرمائی ہے۔

(۲)۔ حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی چشتی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

کبھی یہ رافضی بکتا ہے کہ جب ابو بکر صدیق مسند خلافت پر بیٹھے تو علی مرتضیٰ موجود نہ تھے۔ کبھی یوں کہتا ہے کہ شیخین کا خلافت میں مقدم ہونا ان کے عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے تھا نہ کہ ان کے فضائل کی بنا پر۔ اور کبھی اس حدیث سے جو صحت کو نہیں پہنچی ہے حجت لاتا ہے کہ اَلْخِلَافَةُ مِنْ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً وَقَدْ تَمَّتْ بِعَلِيٍّ۔ اور کہتا ہے کہ دوسرے جانشینوں کی خلافت میں کمی تھی اور وہ علی مرتضیٰ کی خلافت سے تمام و کامل ہوئی۔ اسی وجہ سے پیری مریدی کے تمام سلسلے انہیں سے ملتے ہیں اور سے نہیں (سبع سنابل صفحہ ۷۷)۔

رہی یہ بات کہ بیعت کے تمام سلسلے علی مرتضیٰ ﷺ تک پہنچتے ہیں اور کسی اور تک نہیں پہنچتے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات نے کسی شخص کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا ہے کہ اسکو رسول اللہ ﷺ کی جگہ بٹھاتے۔ اس لیے کہ جب تک رسول اللہ ﷺ کے اپنے خلفاء موجود ہیں، خلیفہ کے خلیفہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ رسول کی جگہ بیٹھے اور چونکہ مولا علی پر خلافت ختم ہوئی۔ انہوں نے مجبوراً حضرت حسن بصری کو اپنا خلیفہ بنایا اور اپنی جگہ پر بٹھایا۔ پھر ان سے یہ سلسلے پیدا ہوئے جو سب مولا علی تک پہنچتے ہیں۔ تو علی مرتضیٰ کی خلافت کی باری کا مؤخر ہونا، یہ سب بنا تمام سلسلوں کے آپ کی جانب لوٹنے کا اور اگر ان حضرات میں سے کوئی اور متاخر ہوتا تو تمام سلسلوں کا مرجع وہی ٹھہرتا۔ واضح رہے کہ یہ کتاب سبع سنابل روحانی طور پر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل کر چکی ہے۔

(۳)۔ اللہ کریم جل مجدہ کا قرب حاصل کرنے کے دور استے ہیں۔ ایک راستہ انبیاء علیہم السلام کا ہے اور دوسرا راستہ اولیاء علیہم الرضوان کا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے طریقے سے جو قرب حاصل ہوتا ہے اسے قرب نبوت کہتے ہیں۔ اور اولیاء علیہم الرضوان کے طریقے سے جو قرب حاصل ہوتا ہے اسے قرب ولایت کہتے

ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

حضرات شیخین کے کمالات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کے مشابہ ہیں اور صاحبانِ ولایت کا ہاتھ شیخین کے کمالات کے دامن سے کوتاہ ہے اور اہل کشف کے کشف ان کے کمالات کے درجوں کی بلندی کے باعث نصف راہ میں ہے۔ ولایت کے کمالات شیخین کے کمالات کے مقابلہ میں مطروح فی الطريق (راہ میں پھینکے ہوئے) کی طرح ہیں۔ کمالات ولایت، کمالاتِ نبوت پر چڑھنے کے لیے سیڑھی کی طرح ہیں۔ پس مقدمات کو مقاصد کی کیا خبر ہے اور مطالب کو مبادی سے کیا شعور۔ آج یہ بات عہدِ نبوت سے بعد کے باعث اکثر لوگوں کو ناگوار اور قبول سے دور معلوم ہوتی ہے لیکن کیا کیا جائے۔

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ہرچہ استاد ازل گفت ہماں میگویم ترجمہ:- مجھے طوطی کی طرح آئینے کے پیچھے رکھ دیا گیا ہے۔ استادِ ازل جو کچھ فرما رہا ہے میں وہی کہہ رہا ہوں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ اس گفتگو میں علمائے اہل سنت شکر اللہ تعالیٰ سعبہم کے ساتھ موافق ہوں اور ان کے اجماع سے متفق ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے استدلالی علم کو مجھ پر کشفی، اور ان کے اجمالی کو مجھ پر تفصیلی کیا ہے۔

اس فقیر کو جب تک کہ مقامِ نبوت کے کمالات تک نہ پہنچایا اور ان کے کمالات سے کامل حصہ نہ دیا تھا، تب تک شیخین کے فضائل پر کشف کے طور پر اطلاع نہ بخشی تھی اور تقلید کے سوائے کوئی راستہ نہ دکھایا تھا (مکتوبات امام ربانی جلد ۱ مکتوب نمبر ۲۵۱)۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

یہ لوگ کیا کریں۔ انہوں نے دائرۂ ولایت سے باہر قدم رکھا ہی نہیں اور کمالاتِ نبوت کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں۔ انہوں نے ولایت کے نصف حصہ کو جو اسکے عروج کی جانب ہے تمام ولایت خیال کیا ہے اور دوسرے نصف حصے کو جو اسکے نزول کی جانب ہے مقامِ نبوت تصور کیا ہے۔

چو آں کرے کہ در سگے نہاں است زمین و آسمان او ہماں است ترجمہ:- وہ کیڑا جو کہ پتھر میں نہاں ہے وہی اس کا زمین و آسمان ہے

(مکتوبات امام ربانی جلد ۱ مکتوب نمبر ۳۰۱)۔

السيف المحلى کے مصنف نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک راہ وہ ہے جو قرب ولایت سے تعلق رکھتی ہے اور ان بزرگوں کے پیشوا اور منبع فیض سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں (السيف المحلى صفحہ ۱۲)۔ لیکن افسوس کہ تفضیلی صاحب نے یہ مکتوب آگے پیچھے سے کاٹ کر نقل کیا ہے۔ اس سے پہلے یہ لکھا ہے کہ ایک راہ وہ ہے جو قرب نبوت سے تعلق رکھتی ہے اور اس کے بعد یہ لکھا ہے کہ شیخین راہ اول سے واصل ہیں (مکتوبات امام ربانی جلد ۲ مکتوب نمبر ۱۲۳)۔

(۴) حضرت سیدی شیخ عبدالعزیز دباغ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ : إِنَّ الْإِيْمَانَ بِاللّٰهِ تَعَالٰی كَانَ فِي النَّبِيِّ ﷺ عَلَى كَيْفِيَّةٍ خَاصَّةٍ لِّوَطَرِحَتْ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ صَحَابَةِ وَغَيْرِهِمْ لَذَابُوا وَوَرِثَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ تِلْكَ الْكَيْفِيَّةِ شَيْئًا قَلِيلًا عَلَى قَدَرِ مَا تُطِيقُهُ ذَاتُهُ وَمَعَ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ فِي أَمَّةِ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ يُطِيقُ أَبَا بَكْرٍ فِي ذَلِكَ وَلَا مَنْ يَذَانِيهِ وَلَا مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا مِنْ غَيْرِهِمْ مِنْ أَهْلِ الْفَتْحِ الْكَبِيرِ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَلَغَ فِي أَسْرَارِ الْأُلُوْهِیَّةِ وَحَقَائِقِ الرُّبُوبِيَّةِ وَدَقَائِقِ الْعِزِّ مَبْلَغًا لَا يَكْفِي وَلَا يُطَاقُ وَكَانَ يَتَكَلَّمُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ فِي الْبُخُورِ الَّتِي كَانَ يَخُوضُهَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَازْتَقَى أَبُو بَكْرٍ الْمُرْتَقَى الْمَذْكُورَ وَمَعَ ذَلِكَ فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الثَّلَاثِ سِنِينَ الْأَخْيَرَةِ لَا يَتَكَلَّمُ مَعَهُ فِي تِلْكَ الْحَقَائِقِ خِيفَةً عَلَيْهِ أَنْ يَذُوبَ لِعَيْنِي نَبِيَّ كَرِيمٍ ﷺ كَاللَّهِ تَعَالَى بِإِيْمَانِ أَيْسَى خَاصِ كَيْفِيَّةٍ سَهْوًا كَمَا أَكْرَهُ تَمَامِ أَهْلِ زَمَانٍ كِي طَرَفٍ پھینکا جائے تو پگھل کر رہ جائیں خواہ صحابہ ہوں یا کوئی اور۔ اس کیفیت میں سے حضرت ابو بکر کو ان کی برداشت کے مطابق تھوڑا سا حصہ ملا تھا۔ اس کے باوجود یہ فیض اتنا زیادہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی امت میں ایک شخص بھی حضرت ابو بکر کا فیض برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی آپ کے قریب آنے کی طاقت رکھتا تھا، خواہ صحابہ میں سے ہو یا ان کے علاوہ فتح کبیر کے افراد میں سے ہو۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ اسرار الوہیت، حقائق ربوبیت اور دقائق عرفان میں ایسی بلندی پر پہنچے ہیں جسے نہ کوئی بیان کرتا سکتا ہے اور نہ وہاں پہنچ سکتا ہے۔ آپ ﷺ حضرت ابو بکر کے ساتھ معرفت کے ان سمندروں سے متعلق گفتگو فرماتے تھے جس میں آپ غوطہ زن رہتے تھے۔ حضرت ابو بکر مذکورہ مرتبے تک ترقی کر گئے تھے مگر اسکے باوجود نبی کریم ﷺ آخری تین سالوں میں ان سے بھی ان حقائق پر گفتگو نہیں فرماتے تھے کہ کہیں وہ پگھل نہ

جائیں (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۷۳۲ بحوالہ الابریز)۔

اب فرمائیے! آپ نے افضلیتِ صدیق کو کہاں تک محدود کر دیا تھا اور حضرت دباغ علیہ الرحمہ کیا فرما رہے ہیں؟ یہ وہ بزرگ ہیں جن کے پاس علم لدنی ہے اور بظاہر کسی استاد کے پاس نہیں پڑھے۔ پھر اس عبارت کے ناقل کا نام نامی علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ ہے جن کی گرد کو بھی آپ کی خطیبانہ گرج نہیں پہنچ سکتی۔

(۵)۔ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس میں ایسے فنا ہیں کہ آفتاب رسالت کے حظیرہٴ قدس کے اندر موجود ہیں اور ان کا زمانہٴ خلافت رسالت ہی کا تتمہ ہے۔ اسی لیے جن علاقوں کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہونا آپ ﷺ نے مشاہدہ فرمالیا تھا وہ علاقے شیخین ہی کے دور میں فتح ہوئے۔

سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کی مثال مہتاب جیسی ہے جو آفتاب سے جدا وجود رکھتا ہے مگر آفتاب رسالت سے ہی نور حاصل کر رہا ہے۔

اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے آسان ترین راستہ یہ ہے کہ آج بھی شیخین کے مزارِ اقدس حبیبِ کریم ﷺ کے روضہٴ اقدس کے اندر اسکے حظیرہٴ قدس میں موجود ہیں۔ روضہٴ رسول ﷺ کی زیارت سے روضہٴ صدیق اور روضہٴ عمر کی زیارت خود بخود ہو جاتی ہے۔ اسی لیے امام زین العابدین ؑ فرماتے ہیں کہ دنیا میں نبی کریم ﷺ کے قریب وہی لوگ تھے جو آج بھی حضور کے ساتھ آرام فرما رہے ہیں۔ محبوبِ کریم ﷺ نے فرمایا: خُلِقْتُ أَنَا وَابْنُ بَكْرٍ وَغَمَزُ مِنْ طِينَةِ وَاحِدَةٍ یعنی میں ابوبکر اور عمر ایک ہی طینت سے پیدا کیے گئے ہیں (کنز العمال ۱۱ / ۲۵۹) حدیث رقم: (۳۲۶۸۰)۔ تقریباً یہ ساری بحث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین کے آخری صفحے پر لکھی ہے۔ جسے سمجھانے کے لیے ہم نے چند احادیث اور مثالوں کا اضافہ کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کے اپنے الفاظ اس طرح ہیں کہ ایامِ خلافتِ شیخین ایامِ نبوتِ آنحضرت است و ایامِ ولایتِ مرتضیٰ ایامِ دومرہ ولایت است، دمر صدیق تشبہ باعتبار فنا وانعکاس اشعہ بیشتر یا قسم یعنی شیخین کی خلافت کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا زمانہ ہے اور خلافتِ مرتضیٰ کا زمانہ ولایت کا زمانہ ہے۔

میں نے فنائیت اور شعاؤں کے انعکاس کے لحاظ سے نبی کریم ﷺ سے مشابہت صدیق میں زیادہ دیکھی ہے (قرۃ العینین صفحہ ۳۳۱)۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

سایہ مصطفیٰ مایہ اصطفیٰ عز ونا ز خلافت پہ لاکھوں سلام
ان عبارات کو بار بار پڑھیے۔ واضح ہو جائے گا کہ افضلیت شیخین کا تعلق محض خلافت ظاہری سے نہیں بلکہ ولایت باطنی سے بدرجہ اولیٰ ہے مگر پتھر کے کیڑے کو ان باتوں کی کیا خبر۔
(۶)۔ حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: یہ بات کہنے والے شیعہ ہیں کہ حضرت علی تمام صحابہ سے زیادہ طریقت کے عالم ہیں اور اسی لیے تمام سلاسل آپ سے چلتے ہیں۔ آپ کی اصل عبارت یہ ہے مَا حَكَمَ عَنِ أَحْمَدَ الزُّرْقَانِ أَحَدَ مَشَائِخِ الْمَغَارِبَةِ: اُخْتَلِفَ فِي أَنَّ هَذَا التَّفْضِيلَ فِي الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ مَعًا أَوْ فِي الظَّاهِرِ فَقَطْ اِنْتَهَى، وَهُوَ إِشَارَةٌ إِلَى قَوْلِ بَعْضِ الْمُتَشَبِّعَةِ غَيْرِ الْغَلَاةِ إِنَّ عَلِيًّا أَعْلَمَ بِعِلْمِ الطَّرِيقَةِ مِنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ وَلِذَا اِنْتَهَى إِلَيْهِ سَلَسِلُ الصُّوفِيَّةِ (مرام الکلام صفحہ ۴۷)۔

اب فرمائیے یہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ اور یہ کیا فرما رہے ہیں؟ یہ وہ ہستی ہیں جو امی ہیں یعنی ظاہری طور پر کسی استاد سے نہیں پڑھا بلکہ حضرت خضر علیہ السلام کی توجہ سے باطنی علوم حاصل کیے ہیں اور دوسو ستر علوم کے ماہر ہیں جو اس دنیا میں ایک ریکارڈ ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ایسی ہستی ولایت باطنی کے مسئلے کو آپ لوگوں سے بہتر جانتی ہوگی۔ یہ فرما رہے ہیں کہ مولا علی کو علم طریقت میں افضل جاننا اور آپ سے سلاسل طریقت کے جاری ہونے کو اس پر دلیل بنانا بعض شیعہ کا لبادہ اوڑھنے والے لوگوں کا قول ہے۔

(۷)۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے قدوة الاولیاء سیدنا ابوالحسن احمد النوری قدس اللہ سرہ کا فرمان نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب توفیق الہی، ہدایت اور عنایت ازلی تربیت فرماتی ہے تو بندہ دامن شریعت کو مضبوط تھام کر مناجح سلوک میں گرم جولان ہوتا ہے اور از انجا کہ یہاں کار عام غیر حق سے انقطاع و تمہل ہے، لہذا پہلی منزل تصحیح خیال و تصفیہ تصور کی پڑتی ہے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ لطیف تدبیروں اور پیاری تصویروں سے جی بہلا کر پریشان نظری کی عادت چھٹاتے اور کشاکش این و آں سے نجات دے کر نقشہ احدیث لوح دل

میں جماتے ہیں رَزَقْنَا اللّٰهَ بِجَاهِ مَشَائِخِنَا الْكِرَامِ قَدْ سَتَّ اسْتَرَا زَهُمَ آمِينَ۔ اس سفر کو سیر الی اللہ اور اسکے منتہی کو مقامِ فانی اللہ کہتے ہیں۔ اس مرحلہ کے طے میں سب اولیاء برابر ہوتے ہیں اور وہاں لَا نَفَرَقَ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ کی طرح لَا نَفَرَقَ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ أَوْلِيَائِهِ کہا جاتا ہے۔ جب ما سوی اللہ آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر قدم آگے بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے اور اسکے لیے انتہا نہیں ہے اور یہیں تفاوتِ قرب جلوہ گر ہوتا ہے۔ جسکی سیر فی اللہ زائد، وہی خدا سے زیادہ نزدیک۔ پھر بعضے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور بعض کو دعوتِ خلق کے لیے تنزلِ ناسوتی عطا فرماتے ہیں۔ اسکا نام سیر من اللہ ہے۔ ان سے طریقہ خرقہ و بیعت کا رواج پاتا ہے اور سلسلہ طریقت جنبش میں آتا ہے۔ یہ معنی اسے مستلزم نہیں کہ ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جائے اور نزدیکی و بالاروی میں تفوق ہاتھ آئے۔ اگرچہ یہ ایک فضل جداگانہ تھا جو انہیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا۔ آخر نہ دیکھا کہ حضرت مولیٰ ﷺ کے خلفاء کرام میں حضرت امام حسین و جناب خواجہ حسن بھری کو تنزلِ ناسوتی و مرتبہ ارشاد و تکمیل ملا اور حضرت امام حسن سے کوئی سلسلہ جاری و مستہرنہ ہوا حالانکہ قرب و ولایت امامِ مجتبیٰ، قرب و ولایت خواجہ سے بالیقین اتم و اعلیٰ اور واضح احادیث سے امام حسین شاہزادہٗ گلگوں قبا پر بھی ان کا فضل ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم (مطلع القمرین فی ابانۃ سبقتہ العمرین قلمی صفحہ ۲۲)۔

(۸)۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اگلے وقتوں میں صحبت اور رفاقت سے ہی فیض جاری ہوتا تھا۔ اگر بیعت اور صحبت کا اعتبار کیا جائے تو شیخین کے سلاسل مولائے مرتضیٰ سے زیادہ ثابت ہوتے ہیں بلکہ خود سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کو بھی شیخین سے فیض پہنچتا ہے (قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین صفحہ ۳۰۰)۔

حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخل بیعت

بنا فخر سلاسل سلسلہ صدیق اکبر کا

(۹)۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں محققین صوفیہ نوشتہ اند کہ شیخین حاملِ کمالاتِ نبوت بودہ اند و حضرت امیرِ حاملِ کمالاتِ ولایت یعنی محقق صوفیاء نے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کمالاتِ نبوت

کے حامل تھے اور حضرت علی المرتضیٰؑ کمالاتِ ولایت کے حامل تھے (تحفہ اثنا عشریہ باب نمبر ۷ صفحہ ۲۱۴)۔

(۱۰)۔ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اولیائے امت میں سب سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر فاروق، پھر عثمان پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ تمام صحابہ کرام حسب مراتب اللہ تعالیٰ کے ولی اور مقرب ہیں۔ حضور علیہ السلام سے کمالاتِ نبوت کا فیض اور برکت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے اور کمالاتِ ولایت کے فیوض حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے امت کو ملتے ہیں (دین مصطفیٰ صفحہ ۲۱۳)۔

یقول الفقیر غفرلہ اللہ الغفار جس طرح خلافت ظاہری اور ولایت باطنی کی تفریق قرآن و سنت اور اجماع امت سے بیگانہ ہے اسی طرح کمالاتِ نبوت کا شیخین کے ہاتھوں عطا ہونا اور کمالاتِ ولایت کا سیدنا علی المرتضیٰ کے ہاتھوں عطاء ہونا بھی اصول شرعیہ سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا۔ یہ باتیں روحانی طور پر کسی کو معلوم ہو جائیں تو ہوا کریں بَارِکَ اللہ۔ لیکن انہیں بنیاد بنا کر شیخین کی افضلیت کلی یا مولانا علی کی افضلیت جزوی ثابت کرنا خلاف تحقیق ہے۔ تاہم علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کم از کم کسی فساد کو مستلزم نہیں بلکہ تفضیل کی جڑھ کاٹ کر دکھا رہی ہے اور شیخین کی افضلیت کو ثابت کرنے کی حد تک قرآن، سنت، اجماع امت اور صوفیاء کے کشف کے عین مطابق ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۱۱)۔ تصوف کی معروف کتاب التعرف میں ہے کہ أَجْمَعَ الصُّوفِيَّةُ عَلَى تَقْدِيمِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ یعنی تمام صوفیاء کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ ابوبکر سب سے افضل ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم (التعرف صفحہ ۶۲، نبراس صفحہ ۳۰۳)۔

(۱۲)۔ حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ صدیق اکبر کی شان میں فرماتے ہیں: شیخ الاسلام، خیر الانام بعد از انبیاء علیہم السلام، امام و سید اہل تجرید، شہنشاہِ اربابِ تفرید، از آفاتِ انسانی بعید، امیر المومنین حضرت ابوبکر عبد اللہ بن عثمان الصدیق، حقائق و معارف میں آپ کی کرامات مشہور اور علامات و شواہد ظاہر ہیں..... مشائخِ عظام آپ کو اربابِ مشاہدہ کا سردار قرار دیتے ہیں اور حضرت عمرؓ کو اربابِ مجاہدہ کا پیشوا سمجھتے ہیں..... صدیق اکبرؓ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام مخلوقات سے آگے ہیں۔ اور کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ آپ سے

آگے قدم رکھے..... جب خداوند تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو کمال صدق کے مقام پر فائز کرتا ہے اور اسے مقام تمکین پر متمکن کرتا ہے تو وہ فرمان الہی کا منتظر رہتا ہے کہ آیا اسے فقیری کا حکم ہوتا ہے یا امیری کا۔ اگر امیری کا حکم ہوتا ہے تو وہ امارت اختیار کرتا ہے اور اس میں اپنے تصرف یا اختیار کو دخل نہیں دینے دیتا۔ جیسا کہ حضرت صدیق اکبر ؓ نے ابتدا سے انتہا تک فقر اور تسلیم و رضا کو پسند کیا۔ اس لیے صوفیائے کرام جن کے امام و مقتدا صدیق اکبر ہیں ان کا مسلک بھی یہی فقر اور تسلیم و رضا ہے اور وہ امارت و ریاست کی تمنا نہیں کرتے۔ آپ ؓ عام مسلمانوں کے بھی دینی امام ہیں اور اس طریقت پر چلنے والوں کے خاص امام ہیں (کشف المحجوب صفحہ ۶۷ تا ۶۹)۔

حضرت داتا صاحب قدس سرہ العزیز ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

إِنَّ الصَّفَا صِفَةُ الصِّدِّيقِ إِنْ أَرَدْتَ صُوفِيًّا عَلَى التَّحْقِيقِ

ترجمہ:- اگر تم صوفی کے بارے میں تحقیق जानا چاہتے ہو تو سن لو، اگر کوئی صوفی کی صفت کا حامل ہے تو وہ ابو بکر صدیق ہے (کشف المحجوب صفحہ ۳۲)۔

حضرت داتا صاحب علیہ الرحمۃ نے صدیق اکبر کی خلافت کو محض سیاسی اور فرش تک محدود ماننے والوں اور مولانا علی ؓ کو صدیق کے مقابلے پر ولایت میں یکتا کہنے والوں کا ناس ماردیا ہے۔ (۱۳) ہمارے ان دوستوں کو جب منکرین تصوف کے سامنے قرآن و سنت کی روشنی میں تصوف ثابت کرنا پڑتا ہے تو اس وقت انہیں اصحاب صفہ اور حضرت خواجا ابویں قرنی رضی اللہ عنہم یاد آ جاتے ہیں۔ انہی اصحاب صفہ میں سیدنا سلمان فارسی ؓ بھی شامل ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ یہی صحابی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں سیدنا صدیق اکبر ؓ کے خلیفہ ہیں۔ صدیق اکبر کا انہیں منتخب کرنا کمال احتیاط اور زبردست ادب کا آئینہ دار ہے۔ تھوڑا آگے چل کر چونکہ سیدنا امام جعفر صادق ؓ بھی اسی سلسلہ عالیہ میں شامل ہو جاتے ہیں اور ان کے پاس سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کی طرف سے بھی فیض موجود ہے لہذا تمام سلاسل کو مولانا علی کی طرف منسوب کرنے میں حرج نہیں سمجھا جاتا ورنہ ایک محقق اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ نقشبندی سلسلہ نہ صرف صدیق اکبر سے جاری ہوا ہے بلکہ ائمہ اہل بیت اطہار علیہم الرضوان نے بھی اس مقدس سلسلہ میں شمولیت اختیار فرمائی ہے اور فیض یاب ہوئے ہیں۔

(۱۴) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفاء میں ایک ضخیم رسالہ شامل کیا ہے جس کا نام ہے ”رسالہ تصوف فاروق اعظم“۔ آپ اس رسالہ میں لکھتے ہیں: الْفَضْلُ

السَّابِعُ فِي بَقَائِ سِلْسِلَةِ الصُّحْبَةِ الصُّوفِيَةِ الْمُبْتَدَأَةِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى يَوْمِنَا هَذَا بِوَاسِطَةِ
 أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ وَلَنَذْكُرَ هَهُنَا سِلْسِلَةَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَإِنَّهُمْ أَكْثَرُ
 الْمُسْلِمِينَ اِعْتِنَاءً بِسِلْسِلَةِ الصُّحْبَةِ الصُّوفِيَةِ لِعَنَى سَاتُويسَ فَصَلِّ صُوفِيَاءَ كِي صَحْبَتِ كِ اس
 سلسلہ طریقت كِ بارے ميں ہے جو نبی کریم ﷺ سے شروع ہو کر آج كِ دن تك امير المؤمنين عمر
 ابن الخطاب ﷺ كِ ذریعے سے جاری ہے۔ یہاں ہم اہل عراق كِ سلسلہ كا ذكر كريں گے جو
 مسلمانوں كِ اكثریت پر مشتمل ہے، اس ميں ہم صوفیاء كِ صحبت كا لحاظ ركھیں گے۔ پہلے ہم یہ نكتہ
 بیان كرتے ہیں جس كا یاد ركھنا ضروری ہے كہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین كِ دور ميں مریدوں كا
 اپنے مشائخ كِ ہاتھ پر بیعت كرنا اور خرقة حاصل كرنا رائج نہیں تھا بلکہ صحبت ميں بیٹھنے كو ہی كافی سمجھا
 جاتا تھا۔ لوگ ايك ہی شیخ پر اكتفا نہیں كرتے تھے اور نہ ہی ايك سلسلے پر اكتفا كرتے تھے بلکہ ان
 ميں سے ہر ايك كثیر مشائخ كِ صحبت ميں رہتا تھا اور متعدد سلاسل سے رابطہ ركھتا تھا۔ ان كِ سلسلے
 بعینہ ايك صحابی تك نہیں پہنچتے تھے، ہاں مگر جس بزرگ كِ صحبت كا اعتراف زیادہ كیا جاتا یا ان كِ
 صحبت كا اثر زیادہ ہوتا یا ان كو شہرت زیادہ دے دی جاتی تو كہہ دیا جاتا تھا كہ یہ فلاں كِ اصحاب
 ہیں۔ مجھے ہمارے شیخ ابو طاہر نے شیخ حسن عجمی كی كا فرمان سنایا ہے كہ انہوں نے فرمایا ميں نے اپنے
 شیخ حضرت عیسیٰ مغربی سے پوچھا كہ اگر ايك طالب كا كوئی شیخ ہو جس سے وہ فیض حاصل كرتا ہو تو كیا
 اسكے لیے جائز ہے كہ كسی دوسرے شیخ كے پاس جایا كرے؟ انہوں نے فرمایا: الْأَبْ وَاحِدٌ
 وَالْأَعْمَامُ شَتَّى لِعَنَى باپ ايك ہوتا ہے اور چچا كئی ہوتے ہیں (ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۱۸۵)۔

(۱۵)۔ آخر ميں ہم یہ سوال بھی پوچھنا چاہیں گے كہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ كے اس
 مصرعے كا كیا مطلب ہے؟

غوث قطب سب ارے ارے تے عاشق جان اگیرے ہو

تفصیلیوں كے پہلے تین سوالوں كے جواب آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ دراصل یہ ايك
 ہی سوال تھا جس كا جواب آسان بنانے كے لیے ہم نے اسے تین اجزاء ميں تقسیم كر دیا۔ اب آخر
 ميں امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ كی طرف سے ان ظالموں پر
 علمی تعزیر كے تازیانے برستے ہوئے ديكھے اور عبرت پکڑتے ہوئے انہیں میدان جزاء ميں تنہا
 چھوڑ دیتے ہیں۔ فاضل بریلوی قدس سرہ رقم طراز ہیں:

عجب تماشا ہے فرقہ سنفسیہ جن کے قلوب تفصیل حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں اتباع کتاب وسنت واجماع امت وعلماء اہل حق کے لیے منشرح نہیں ہوتے اور دلائل قاہرہ کی تابشیں دل کو گونہ نرم بھی کرتی ہیں تو یَجْعَلْ صَدْرَهُ صَبِيحًا حَرًّا كَأَنَّمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ کی آفت راستہ روک کر کھڑی ہو جاتی ہے اور بایں ہمہ سنیت وہ پیارا پیارا میٹھا میٹھا نام ہے کہ علانیہ اس سے انکار بھی گوارا نہیں ہوتا۔ اپنی پردہ پوشی کو طرح طرح کی بعید تو جیہیں، رکیک تاویلیں نکالتے اور وہ ساری خیالی بلائیں سنیوں کے سر ڈھالتے ہیں کہ ان کے مذہب کا یہی محصل ہے۔ پھر بعنایت الہی اہل حق کی ہمت بازو سے دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جاتا ہے اور طرہ یہ کہ جس سے سینے نئی تقریر تراشے گا اور اسکے مذہب سنیاں ہونے کا دعویٰ کر دے گا گویا مذہب اہل سنت ایک تصویر مومی کا نام ہے جسے جیسا چاہیے پلٹا دے لیجیے۔ بعض صاحبوں نے تو وہ تنقیح بلوغ کی کہ جس کی خدمت گزاری تنبیہ سابق میں گزری۔ اور حضرات کے ذہن رسا نے ان سے بھی آگے قدم رکھا اور عقیدہ اہل سنت کو یوں شرف تلخیص بخشا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما من حیث الخلافۃ افضل ہیں اور حضرت مولاعلیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ من حیث الولاۃ اور اس کلام کی شرح انکی زبان سے یوں مترشح ہوتی ہے کہ خلافت حضرت ابوبکر و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہلے پہنچی اور حضرت مرتضوی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سلاسل اہل طریقت جناب ولایت م آب پر منتہی ہوتے ہیں نہ شیخین پر۔ تو اس وجہ سے یہ افضل اور اس وجہ سے وہ۔ اَقُولُ وَرَبِّي يَغْفِرُ لِي یہ ایک کلام ہے کہ عالم اضطرار میں ان حضرات کی زبان سے نکلتا ہے اور تنقیح کیجیے تو خود ان کے اذہان اس کے معنی نامحرر سے خالی ہوتے ہیں۔ اگر مقصود اس سے وہی ہے جو اثنائے گفتگو میں ان کی تقریر سے تراوش کرتا ہے تو محض خطبے ربط، خلافت انہیں پہلے اور انہیں پیچھے ملنا ولایت من حیث الخلافۃ ہے نہ افضلیت من حیث الخلافۃ۔ یعنی وہ خلافت میں پہلے ہوئے نہ یہ کہ بجہت خلافت افضل ہوئے۔ اسی طرح انتہائے سلاسل سلوک کا باعث تفصیل متنازع فیہ ہونا دعویٰ بلا دلیل بلکہ دلیل اس کے خلاف پر ناطق کَمَا مَرَّ مِنَّا فِي التَّبَصُّرَةِ الزَّائِعَةِ اور جو یہ مراد ہے کہ شیخین کو امر خلافت میں اچھا سلیقہ تھا اور ملک داری و ملک گیری انہیں خوب آتی ہے تو عزیز من یہ تو کوئی ایسی بات نہ تھی جس پر اس قدر شور و شغب ہوتا، سنی تفصیلی دو مذہب متفرق ہو جاتے۔ اہل سنت ترتیب فضیلت میں انبیاء کے بعد شیخین کو گنتے، ہر جمعہ کو اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ

بِالتَّحْقِيقِ سَيِّدُنَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ خطبوں میں پڑھا جاتا احادیث میں شیخین کو انبیاء و مرسلین کے بعد سردار اولین و آخرین و بہترین اہل آسمان و زمین فرمایا جاتا۔ مولیٰ علی کو اپنی تفضیل سے بایں شد و مد انکار ہوتا کہ جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ مفتری ہے اسے مفتری کی حد ماروں گا۔ یہ باتیں تو دنیا کے کام ہیں گو دین کے لیے وسیلہ و ذریعہ ہوں اس لیے مولا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں مَنْ رَضِيَہٗ رَضِيَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِدُنْيَانَا لِدُنْيَانَا یعنی نبی کریم ﷺ نے انہیں ہمارے دین یعنی نماز کے لیے پسند فرمایا کیا ہم انہیں اپنی دنیا یعنی خلافت کے لیے پسند نہ کریں۔ پھر اس میں افزونی ہوئی تو کیا اور نہ ہوئی تو کیا؟ اتنی ہی بات پر تنازع تھا تو سنیوں نے ناحق بے چارے تفضیلیوں پر قیامتیں توڑیں اور مولا علی نے اسی کوڑوں کا مستحق ٹھہرایا اور جو اس کے سوا کچھ اور مقصود ہے تو اس کا جواب تنبیہ سابق سے لیجیے (مطلع القمرین صفحہ ۵۴، ۵۵، ۵۶)۔

اس سوال کا دوسرا ٹکڑا یہ تھا کہ شاہ اسماعیل دہلوی نے یوں لکھا ہے۔ اس کا تحقیقی اور علمی جواب آپ پڑھ چکے ہیں، انکی شخصیت کے حوالے سے جواب یہ ہے کہ یہی اسماعیل دہلوی صاحب ہیں جنہوں نے لکھا ہے کہ اپنے مرشد یا اس طرح کی بزرگ ہستیاں خواہ جناب رسالت مآب ہی کیوں نہ ہوں، ان کے خیال اور تصور میں مستغرق ہونے سے بہتر ہے کہ انسان اپنی گائے یا گدھے کے خیال میں مستغرق ہو جائے (صراطِ مستقیم صفحہ ۸۶)۔ یہی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴)۔ اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جس کا نام محمد اور علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

اب ایسے گستاخ اور بے ادب لوگوں کی خوشہ چینی کرنا آپ کو مبارک ہو۔

تفضیلیوں کا چوتھا سوال

نبی اکرم ﷺ سے تین طرح کی خلافت جاری ہوئی۔ خلافتِ ولایت، خلافتِ سلطنت اور خلافتِ ہدایت۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب قہیمات الہیہ میں لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی وراثت کے حاملین تین طرح کے ہیں: ایک وہ جنہوں نے آپ ﷺ سے حکمت و عصمت اور قطبیتِ باطنی کا فیض حاصل کیا، وہ آپ کے اہل بیت اور خواص ہیں۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جنہوں نے آپ ﷺ سے حفظ و تلقین اور رشد و ہدایت سے متصف قطبیت

ظاہری کا فیض حاصل کیا، وہ آپ ﷺ کے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے خلفاء راشدین اور عشرہ مبشرہ ہیں۔ تیسرا طبقہ وہ ہے جنہوں نے انفرادی عنایات اور علم و تقویٰ کا فیض حاصل کیا، یہ وہ اصحاب ہیں جو احسان کے وصف سے متصف ہوئے (السیف الجلی علی منکر ولایت علی) (اعلان غدیر) ڈاکٹر محمد طاہر القادری مطبوعہ منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور اگست ۲۰۰۷۔

جواب :- اولاً حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی عبارت نہ قرآن ہے نہ حدیث اور نہ اجماع۔ جب تک شاہ صاحب نے یہ عبارت نہ لکھی تھی اس وقت تک یعنی ۱۲ سو سال تک امت کے عقائد کا دار و مدار کس چیز پر تھا؟ ثانیاً شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی یہ تقسیم تفضیلی کی تقسیم پر منطبق بھی نہیں ہو رہی۔ اس لیے کہ انہوں نے پوری عبارت میں کہیں خلافت کا لفظ استعمال نہیں فرمایا جب کہ قطبیت کا لفظ دونوں پر استعمال فرمایا ہے۔ قطبیت ارشاد یہ اور قطبیت باطنیہ۔ اب ظاہر ہے کہ قطب الارشاد حکمران کو نہیں کہتے اور آج بھی بلکہ ہر دور میں قطب الارشاد موجود ہوتا ہے مگر اس کا حکمران اور سیاستدان ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ عدم انطباق کی دوسری وجہ یہ ہے کہ شاہ صاحب نے قطبیت باطنی کا فیض حاصل کرنے والوں میں اہل بیت کے ساتھ خواص کو بھی شامل کیا ہے۔ خواص کا لفظ تفضیلی کو نظر کیوں نہیں آیا؟ اور خلفاء اربعہ سے بڑھ کر حضور کریم ﷺ کے خواص کون ہو سکتے ہیں؟ خصوصاً جن کے حق میں لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا وَّارَدَہے ان سے بڑھ کر خاص کون ہو گا؟ اور اگر تفضیلی اسے عطف تفسیری بنائیں تو ہم عرض کریں گے کہ پھر دوسرے طبقہ میں حضرت شاہ صاحب نے خلفاء اربعہ اور عشرہ مبشرہ کا ذکر کیا ہے۔ یہاں بھی خلفاء اربعہ اور عشرہ مبشرہ میں عطف تفسیری مراد لے کر دکھائیے۔ پہلے طبقہ میں اہل بیت خواص میں شامل ہیں مگر خواص صرف اہل بیت نہیں اور دوسرے طبقہ میں خلفاء اربعہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں مگر صرف خلفاء اربعہ ہی عشرہ مبشرہ نہیں۔ عدم انطباق کی تیسری وجہ یہ ہے کہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے تیسرے طبقے کو احسان کے وصف سے متصف قرار دیا ہے۔ طالب علم بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ تصوف اور طریقت ہی کا دوسرا نام احسان ہے اور حدیث احسان کی صوفیانہ شرح کے مطابق اِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهِ والی فنائیت ہی مرتبہ احسان تک پہنچاتی ہے۔ دراصل شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے خلافت کی بات ہی نہیں کی اور نہ ہی یہ لفظ تلاش کرنے سے بھی انکی عبارت میں آ پکڑے گا، بلکہ انہوں نے روحانی فیض ہی کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ تفضیلی صاحب نے تین طرح کی

خلافت کا لفظ بار بار استعمال فرمایا ہے حالانکہ شاہ صاحب لفظ خلافت سے دور رہے ہیں۔ اسکے برعکس حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے تینوں طبقات کیلئے قطبیت اور احسان کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جبکہ تفضیلی صاحب نے ان الفاظ سے مکمل اجتناب فرمایا ہے۔ یہ زمین آسمان کا فرق بتا رہا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد کچھ اور ہے اور تفضیلی صاحب کی نیت میں کچھ اور ہے۔ ثالث تفضیلی صاحب کو خود بھی شاہ صاحب کی عبارت کا اپنی تقسیم پر عدم انطباق کھٹک چکا ہے۔ اسی لیے انہیں یہ وضاحت کرنا پڑی کہ ”واضح رہے کہ یہ تقسیم غلبہ حال اور خصوصی امتیاز کی نشاندہی کے لیے ہے ورنہ ہر سہ اقسام میں سے کوئی بھی دوسری قسم کے خواص و کمالات سے کلیتاً خالی نہیں ہے۔“ رابعاً حضرت شاہ صاحب نے پہلے طبقے میں تمام اہل بیت اور خواص کو شامل فرمایا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اہل بیت سے کون کون سی ہستیاں مراد ہیں۔ کیا اہل بیت اور خواص میں ازواجِ مطہرات شامل ہوں گی کہ نہیں، جن کا اہل بیت ہونا قرآن میں منصوص ہے؟ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ تفضیلیوں کی بعض باتوں سے رافضیت لازم آتی ہے۔

خامساً یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ شروع شروع میں تفضیلی تھے اور بعد میں اس عقیدے سے توبہ فرمائی۔ آپ خود لکھتے ہیں کہ مجھے روحانی طور پر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ سے حضرت علی پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو فضیلت دینے کا حکم دیا گیا۔ گو اس معاملے میں اگر میری طبیعت اور میرے رجحان کو آزاد چھوڑا جاتا تو وہ دونوں حضرت علی کو فضیلت دینے اور ان سے زیادہ محبت کا اظہار کرتے لیکن یہ ایک چیز تھی جو میری طبیعت کی خواہش کے خلاف عبادت کی طرح مجھ پر عائد کی گئی تھی اور مجھ پر اسکی تعمیل لازم تھی (فیوض الحرمین اردو صفحہ ۲۰۳، ۳۳۳ و ۳۳۴ مشاہدہ)۔

سوچنے کی بات ہے کہ شاہ صاحب کس جہت سے مولا علی کو افضل مانتے ہوں گے جس کی اصلاح کی گئی اور کیا شاہ صاحب کو صرف سیاست میں افضلیت شیخین تسلیم کرنے کا حکم ملا ہوگا کہ اسے ان پر عبادت کی طرح فرض کر دیا گیا؟

سادساً حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے تفضیل شیخین کے موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین ہے۔

اس کتاب میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے صاف لکھا ہے کہ: شیخین کی خلافت کا زمانہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ ہے اور خلافت مرتضیٰ کا زمانہ ولایت کا زمانہ ہے۔

میں نے فنائیت اور شعاعوں کے انعکاس کے لحاظ سے نبی کریم ﷺ سے مشابہت صدیق میں زیادہ دیکھی ہے (قرۃ العینین صفحہ ۳۳۱)۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کی عبارات میں تطبیق کی صورت آسانی سے نکل آئی کہ ان کے نزدیک قطبیت ارشاد یہ سے مراد کمالات نبوت سے اتصاف ہے اور شیخین کا قرب نبوت سے واصل ہونا حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے بھی لکھا ہے۔ گویا حضرت مجدد اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما کی بات میں بھی مطابقت پیدا ہو گئی۔

دوسری جگہ شیخ اکبر علیہ الرحمۃ کی عبارت نقل کرتے ہیں کہ خلفاء اربعہ کے پاس خلافت ظاہری باطنی دونوں موجود تھیں۔ یہ عبارت اصل الفاظ کے ساتھ ہم نقل کر چکے ہیں (ملاحظہ ہو قرۃ العینین صفحہ ۳۲۲)۔

تیسری جگہ لکھتے ہیں کہ اگر بیعت اور صحبت کا اعتبار کیا جائے تو شیخین کے سلاسل مولائے مرتضیٰ سے زیادہ ثابت ہوتے ہیں بلکہ خود سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کو بھی شیخین سے فیض پہنچتا ہے (قرۃ العینین صفحہ ۳۰۰)۔

اب بتائیے۔ آپ نے پوری صورت حال کو ملحوظ کیوں نہ رکھا۔ شاہ صاحب کا رجوع کیوں چھپایا۔ اور ان کی ایک عبارت کو دوسری عبارات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کیوں نہ فرمائی۔ اپنی مرضی اور اندرونی عقیدے کے مطابق ایک تقسیم کو جنم دے کر شاہ صاحب کی عبارت کو اس پر زبردستی منطبق کیوں فرمایا؟

سابعاً روافض کا عقیدہ ہے کہ امامت شورائی نہیں ہوتی بلکہ امام مامور من اللہ ہوتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو خالص شورائی اور صحابہ کی ملی بھگت قرار دیتے ہوئے روافض نے صدیقی خلافت پر تنقید کی ہے بلکہ اس موضوع پر ان کی مکمل کتاب شیخ سقیفہ موجود ہے جو ایک نہایت گستاخانہ کتاب ہے۔

ہمارے مخاطب تفضیلی رافضی نے حضرت شاہ صاحب کی تقسیم سے بالکل بے گانہ ہو کر، سو فیصد رافضیانہ ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور صدیقی خلافت کو ظاہری اور مولانا علی کی ولایت کو باطنی قرار دیتے ہوئے یوں موازنہ لکھا ہے کہ :

خلافت ظاہری دین اسلام کا سیاسی منصب ہے جو انتخابی اور شورائی ہوتا ہے اور عوامی

چناؤ سے عمل میں آتا ہے، اس میں جمہوریت ہوتی ہے، کسی کی تجویز ہوتی ہے اور کسی کی تائید۔
جب کہ خلافت باطنی خالصتاً روحانی منصب ہے، یہ محض وہی اور اجتہادی امر ہے، خلیفہ باطنی کا تقرر خدا کرتا ہے، اس میں جمہوریت نہیں بلکہ ماموریت ہوتی ہے اس میں کسی کی تجویز اور کسی کی تائید کی ضرورت نہیں ہوتی۔

آگے لکھتے ہیں: خلافت زمینی نظام کو سنواری ہے اور ولایت اسے آسمانی نظام کے حسن سے نکھارتی ہے۔ خلافت افراد کو عادل بناتی ہے اور ولایت افراد کو کامل بناتی ہے۔ خلافت کا دائرہ فرش تک ہے اور ولایت کا دائرہ عرش تک ہے (السیف الہی صنفہ ۹)۔

اہل علم سے درخواست ہے کہ تفضیلی رافضی کے ان نظریات کا غور سے جائزہ لیجیے۔ کیا خلفائے ثلاثہ علیہم الرضوان کی سبکی اور خفت بلکہ ان پر تبرابو لے میں کوئی کمی رہ گئی ہے؟ کیا خلافت اور ولایت کے اس تقابل نے معاملہ تفضیل سے بڑھ کر غالی رافضیت تک نہیں پہنچا دیا؟

مزید سنئے! فرماتے ہیں: لہذا اب خلافت سے مفر ہے نہ ولایت سے، کیونکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ کی خلافت بلا فصل اجماع صحابہ سے منعقد ہوئی اور تاریخ کی شہادت قطعی سے ثابت ہوئی اور حضرت مولا علی ؓ کی ولایت بلا فصل خود فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منعقد ہوئی اور احادیث متواترہ کی شہادت قطعی سے ثابت ہوئی الخ۔

غور فرمائیے! رافضی نے خلافت صدیق کو محض اجماع صحابہ اور تاریخی شہادت میں محدود کر دیا ہے جس کے پاس قرآن و سنت سے کوئی دستاویز موجود نہ ہو اور ولایت سیدنا مولا علی ؓ کو احادیث متواترہ سے قطعی ثابت کر مارا ہے۔ ولایت بھی وہ جو انہوں نے اپنے ذہن سے تیار کی ہے۔ بلکہ اس کتاب میں ہر جگہ مولا کا ترجمہ مولا ہی کرتے رہے مگر جب آخر میں پہنچے تو جہاں سیدنا فاروق اعظم نے مولا کا لفظ استعمال فرمایا تھا وہاں موقع پا کر مولا کا ترجمہ آقا کر دیا تاکہ یہ سازش پوری کتاب میں جلوہ گر ہو جائے اور اہل سنت کی طرح مولا بمعنی دوست اور محبوب نہیں بلکہ روافض کی طرح مولا بمعنی آقا ثابت ہو جائے۔

مزید فرماتے ہیں: سو ہم سب کو جان لینا چاہیے کہ حضرت مولا علی المرتضیٰ ؓ اور حضرت مہدی الارض والسم آء علیہ السلام باپ بیٹا دونوں..... اللہ کے ولی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں۔ انہیں تسلیم کرنا ہر صاحب ایمان پر واجب ہے۔

فرمائیے! یہ شیعہ کے کلمہ عَلَیْ وَلِیِّ اللّٰهِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ کا بے ترجمہ ہے کہ نہیں؟
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ساری باتیں کہاں لکھی تھیں اور ان ساری خرافات کو
آپ کس کے ذمے لگائیں گے؟

حقیقت یہ ہے کہ خلافت صدیقی کی بنیاد قرآن و سنت میں موجود ہے اور علماء اہل
سنت شروع سے اس پر دلائل دیتے چلے آئے ہیں۔ اہل سنت نے قرآن کی آیت وَعَدَ اللّٰهُ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَے خلفائے راشدین کی خلافت حقہ پر استدلال کیا ہے، الَّذِیْنَ اِنْ مَكَنَّاهُمْ فِی
الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ سَے خلفائے راشدین کی خلافت حقہ کی تصدیق ہو رہی ہے۔ حدیث
بخاری میں مُزُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلِیَصَلَ بِالنَّاسِ کے الفاظ موجود ہیں یعنی ابو بکر کو اللہ اور اس کے رسول
کی طرف سے امر کر دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے (بخاری حدیث رقم: ۶۷۸)۔ فرمائیے وَعَدَ اللّٰهُ
میں صدیقی خلافت کا وعدہ خدا نے کیا یا جمہور نے؟ مُزُوْا کا کیا معنی ہے؟ یہاں ماموریت کو
دیکھتے وقت آپ کی آنکھیں کیوں چندھیا گئیں؟ اور حدیث مسلم میں یَا بُنَیَّ اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا
اَبَا بَكْرٍ کے الفاظ موجود ہیں یعنی میرے بعد اللہ اور تمام فرشتوں نے ابو بکر کے سواء ہر کسی کی
امامت کا انکار کر دیا ہے (مسلم حدیث رقم: ۶۱۸۱)۔


اس سے بڑھ کر ابو داؤد شریف میں لَا لَا لَا یَا بُنَیَّ اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ کے
الفاظ موجود ہیں (ابو داؤد حدیث رقم: ۴۶۶۱)۔

فرمائیے یہ قرآن اور حدیث ہے یا تاریخ؟ اس میں اللہ، اللہ کا رسول اور تمام آسمانی
فرشتے بھی شامل ہیں یا محض عوام، جمہور، شوریٰ اور رافضیوں کے بقول ملی بھگت؟ پھر آپ نے
کس طرح خالص شورائی اور خالص خدائی کی رافضیانہ تقسیم کرنے کی جرأت فرمائی۔

یَا بُنَیَّ اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کے یہی الفاظ اگر مولا علی ؑ کے بارے میں وارد ہوتے تو
تفضیلیوں کو آسمانوں اور زمینوں میں ولایت اور امامت کے ڈکے سنائی دینے لگتے۔

اگر کسی شخص نے تجویز دی تھی اور دوسروں نے تائید کی تھی تو اس کا سبب اور پس منظر کیا
تھا؟ اَنْتَ سَيِّدُنَا، وَخِیْرُنَا وَ اَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (بخاری حدیث
رقم: ۳۶۶۸) کے الفاظ اللہ اور اس کے رسول کو بیچ میں لا رہے ہیں کہ نہیں؟

حتیٰ کہ صدیق اکبر ؑ کا خلیفہ رسول ہونا سابقہ ادیان میں بھی مذکور تھا۔ اور نبی کریم ؐ

کے قدیم شریفین میں بیٹھے ہوئے سیدنا صدیق اکبر ؓ کی تصویر تک ان لوگوں کے پاس  تھی۔ یہ حدیث ہم مکمل حوالے کے ساتھ نقل کر چکے ہیں۔

ایسے دلائل کے ہوتے ہوئے تفضیلی نے خلافت صدیقی کو وحی سے لاطلق اور خالص شورائی کہہ دیا ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ: رافضی اہل سنت کو ناصبی کہتے ہیں کیونکہ اہل سنت اپنے امام کو جماعت کی رائے سے مقرر کرتے ہیں تَسْمِيَهَا الرِّافِضَةُ نَاصِبَةً لِقَوْلِهَا بِاخْتِيَارِ الْإِمَامِ وَنُصْبِهِ بِالْعَقْدِ (غنية الطالبين صفحہ ۱۷۶)۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی تفضیلی کی کھال اتاریں تو اندر سے غالی رافضی برآمد ہوگا۔

تفضیلی کا یہ کہنا کہ خلافت میں جمہوریت ہوتی ہے اور ولی باطن مامور من اللہ ہوتا ہے، منتخب ہوتا ہے، اس کا تقرر خدا کرتا ہے، مولاعلی کی ولایت احادیث متواترہ کی قطعیت سے ثابت ہے، مولاعلی رسول اللہ ؐ کے وصی ہیں، انہیں اور امام مہدی علیہما السلام کو تسلیم کرنا ہر صاحب ایمان پر واجب ہے۔ تفضیلی کے ان تمام جملوں پر غور کیجیے۔ یہ صرف تفضیل ہی نہیں بلکہ خالص رافضیت بھی ہے۔ باطن کا یہ عقیدہ صرف روافض میں ہی نہیں بلکہ اسماعیلیوں کے ہاں بھی رائج ہے۔


تفضیلی صاحب نے سیاست اور ولایت میں جو طویل موازنہ لکھا ہے، یہ محض خطیبانہ گردان ہے اور اسکی ہر بات ہماری پیش کردہ آیات و احادیث اور خصوصاً فرمان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء یَا بُنَیَّ اللّٰهُو الْمُؤْمِنُونَ اَلَا اَبَا بَکْرٍ سے متصادم ہے۔

چند گوئی اے لہجہ بے صفا

ایں فسوں دیو پیش مصطفیٰ

آپ ؐ کی ولایت کے منکر خارجی ہیں۔ مگر اس ولایت میں پہلے تینوں خلفائے راشدین علیہم الرضوان بدرجہ اولیٰ شامل ہیں اور تفضیلی نے جس طریقے سے مولاعلی کی ولایت کو خلفائے ثلاثہ پر ترجیح دی ہے یہ خالص رافضیت اور خلفائے ثلاثہ کی توہین اور بے ادبی ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ خوارج اور روافض لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِمْ کے بین بین ہے۔




آخر میں ہمارے مخاطب رافضی کے مذکورہ بالا جملوں کی تردید شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کی زبانی سنئے۔ فرماتے ہیں: میں نے روحانی طور پر آنحضور ؐ سے شیعہ فرقہ کے بارے میں پوچھا کہ یہ لوگ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر آپ کے صحابہ کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کا مسلک باطل ہے۔ انکے مسلک کا بطلان امام کے بارے میں ان کے پیش کردہ تصور پر معمولی غور و فکر سے کھل جاتا ہے۔ اس کیفیت سے واپسی کے بعد میں نے امام کے لفظ پر غور کیا تو ظاہر ہوا کہ یہ لوگ امام کو معصوم اور اس کی اطاعت کو فرض قرار دیتے ہیں اور وحی باطنی جو باطن پر حکم خداوندی کے إلقاء کا نام ہے اسے امام کے لیے اجتہاد، الہام یا خطاے  ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام کو اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے خود مقرر کرتا ہے تاکہ وہ انہیں خداوندی احکام پہنچائے۔ حالانکہ یہی تو نبوت کے معنی اور اسکے فرائض و خصائص ہیں۔ نبی کی تعریف یہ ہے بَعَثَهُ اللَّهُ لِتَبْلِيغِ الْأَحْكَامِ۔ اللہ تعالیٰ نبی کو اپنے احکام کی تبلیغ کے لیے بھیجتا ہے یعنی نبی کو اللہ تعالیٰ مقرر کرتا ہے اور اسکی اطاعت فرض ہوتی ہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں یہ لوگ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں اور اماموں کے لیے نبوت ثابت کرتے ہیں (الانتباہ فی سلاسل الاولیاء صفحہ ۴)۔

ایک ہاتھ میں السیف الہمی اور دوسرے ہاتھ میں الانتباہ پکڑ لیجیے۔ آپ پر واضح ہو جائے گا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ہمارے مخاطب رافضی کو ختم نبوت کا منکر کہہ دیا ہے۔

روافض کے عقائد کی ہر کتاب میں لکھا ہے کہ: شیعہ اور سنی میں سب سے بڑا پہلا اور بنیادی فرق یہ ہے کہ امامیہ کے نزدیک انکے امام مامور من اللہ ہوتے ہیں، جیسا کہ سیدنا علی المرتضیٰ کی امامت کا اعلان غدیر خم کے موقع پر ہوا اور اہل سنت کے نزدیک خلافت ایک شورائی اور اجتماعی منصب ہے (ملاحظہ ہو شیعہ عقائد کی ہر کتاب مثلاً اصل و اصول شیعہ صفحہ ۱۰۱، امامت و ملوکیت صفحہ ۱۷۴)۔

تفصیلیوں کا پانچواں سوال

افضلیت کا دار و مدار علم پر ہوتا ہے اور مولانا علی  تمام صحابہ میں اعلم ہیں۔ آپ علم کا دروازہ ہیں۔ سب سے بڑے قاضی (قضی) ہیں اور تمام خلفاء نے آپ سے راہنمائی حاصل کی ہے۔ جواب:- سیدنا علی المرتضیٰ  کے علم کی عظمت میں اور آپ کے قضی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ لیکن جہاں تک اعلم ہونے کا تعلق ہے تو یہ سراسر صدیق اکبر  کا خاصہ ہے۔

اعلیٰ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

(۱)۔ قرآن حکیم نے صدیق اکبر ﷺ کو اقی قرار دیا ہے (ایل: ۱۷)۔ اور تقویٰ بغیر علم کے متصور نہیں ہو سکتا، لہذا اقی ہونے کیلئے علم ہونا ضروری ٹھہرا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَنَا اَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَ اَشَدُّهُمْ لَهٗ حَشِيَّةً یعنی میں سب لوگوں سے زیادہ اللہ کو جانتا ہوں اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں (بخاری حدیث نمبر ۶۱۰۱، مسلم حدیث نمبر ۶۱۰۹)۔

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لَهُوَ كَانَ اَعْلَمَ بِاللّٰهِ وَ اَتَّقَى لَهٗ وَ اَشَدَّ لَهٗ مَخَافَةً یعنی صدیق اکبر سب سے زیادہ اللہ کو جانتے تھے اور تمام صحابہ میں اقی تھے اور سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھتے تھے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۳)۔

اسی لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: کہ جب صدیق اکبر اس امت کے سب سے بڑے متقی ہیں تو لازم ہوا کہ آپ ہی اللہ کے سب سے بڑے عارف ہوں اِنَّ الصِّدِّیْقَ لَمَّا كَانَ اَتَقٰی الْاُمَمَةَ بِاَسْرِهَا وَ جَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ اَعْرِفَهَا بِاللّٰهِ (الزلزال الاقی صفحہ ۶۸)۔ ان عبارتوں میں علم باللہ اور اعرف باللہ کے الفاظ قابل غور ہیں۔

دوسری جگہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰیكُمْ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: آیۃ کریمہ جس طرح افضلیت صدیق پر دلیل سطح، یوں ہی ان کے عرفان الہی و ولایت ذاتی میں کافی امت سے زیادت پر برہان قاطع (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۸۰)۔

نیز فرماتے ہیں: یَرْفَعُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِیْنَ اَوْثَرُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ بلند کرے گا اللہ تم میں سے ایمان والوں کو اور انہیں جو علم دیے گئے درجوں میں۔ اَقُوْلُ وَ اللّٰهُ یَغْفِرُ لٰی اِنْ اٰیۃ طِیْبَاتٍ سے ثابت کہ علم باعث فضل اور مثل ایمان موجب رفع درجات ہے اور پھر ظاہر کہ زیادت سبب، باعث زیادت سبب۔ پس جس قدر علم بیش، فضیلت افزوں اور احادیث و آثار سے ثابت کہ جناب شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے برابر صحابہ میں کسی کو علم نہ تھا بلکہ اعلیٰ صدیق تو قرآن عزیز سے ثابت (مطلع القمرین صفحہ ۱۰۸)۔

(۲)۔ نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر ﷺ کو خود امامت کے مصلے پر کھڑا فرمایا (بخاری حدیث رقم: ۶۷۸، مسلم حدیث رقم: ۹۴۸)۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو جس باب میں نقل کیا ہے اس کا نام یہ رکھا ہے ”اَهْلُ الْعِلْمِ وَ الْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ“ یعنی علم اور فضیلت والا امامت کا زیادہ حقدار ہے۔

وَتَقْدِيمُهُ لَهُ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ أَعْلَمُ الصَّاحِبَةِ وَأَفْرَأَهُمْ لِمَا ثَبَتْ فِي الْخُبَرِ الْمُتَّفِقِ
عَلَى صَحِّحِهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْقَوْمِ أَقْرَأُ هُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ كَانُوا
فِي الْقِرْأَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُم بِالسَّنَةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السَّنَةِ سَوَاءً فَأكْبَرُهُمْ سِنًا فَإِنْ كَانُوا فِي
السِّنِّ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ إِسْلَامًا يَعْنِي نَبِيَّ كَرِيمٍ ﷺ كَمَا صَدَّقَ الْأَكْبَرُ ﷺ كَمَا أَكْبَرُ كَمَا أَكْبَرُ كَمَا أَكْبَرُ كَمَا أَكْبَرُ
دلیل ہے کہ صدیق اکبر تمام صحابہ سے زیادہ علم والے اور بہتر قاری تھے۔ اس لیے کہ صحیح ترین
حدیث میں ہے جسکی صحت پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قوم کی امامت وہ
شخص کرے جو ان میں قرآن کا سب سے بڑا قاری ہو اور اگر قاری ہونے میں سب برابر ہوں تو
پھر وہ شخص امامت کرائے جو سنت کا سب سے بڑا عالم ہو اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ
شخص امامت کرائے جو عمر میں سب سے بڑا ہو اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ شخص
امامت کرائے جو سب سے پہلے مسلمان ہوا ہو۔

علامہ ابن کثیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے۔ اور یہ تمام کی تمام صفات صدیق اکبر ﷺ میں موجود ہیں (البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۵۷)۔ امامت کی شرائط والی حدیث کی شرح میں تمام شارحین نے سیدنا صدیق اکبر ﷺ کو اعلم لکھا ہے (ملاحظہ ہو شرح نووی علی مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۶، اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۵۱۴، مرقاة جلد ۳ صفحہ ۸۲، حاشیہ سندھی علی نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۲۶، شرح صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۰۶ وغیرہ)۔

امامتِ صدیق والی حدیث اور امام بخاری کے اسی مذکورہ باب کی شرح میں علماء اہل سنت نے لکھا ہے کہ صدیق اکبر ؓ تمام صحابہ میں سب سے بڑے عالم تھے۔ حضرت علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں وَلَا شَكَّ فِي اجْتِمَاعِ هَذَيْنِ الوُصْفَيْنِ (الْأَفْقَهُ وَالْأَقْرَى) فِي حَقِّ الصِّدِّيقِ لَا تَرَى إِلَى قَوْلِ أَبِي سَعِيدٍ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا وَمَرَّاجَعَةُ الشَّارِعِ بِأَنَّهُ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي، تَذُلُّ عَلَى تَرْجِيحِهِ عَلَى جَمِيعِ الصَّحَابَةِ وَتَفْضِيلِهِ (عمدة القاری جلد ۵ صفحہ ۲۰۵ تحت حدیث امامتِ صدیق)۔

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جناب صدیق اکبر

تمام صحابہ و اہل بیت سے بڑے عالم، بہت ذکی و فہیم اور سب سے زیادہ مزاج شناس رسول تھے رضی اللہ عنہ۔ اسی لیے حضور انور نے اپنے مصلے پر آپ کو کھڑا کیا۔ امام وہی بنایا جاتا ہے جو سب سے بڑا عالم ہو۔ سارے صحابہ میں آپ سب سے بڑے عالم تھے۔ ہم نے عرض کیا ہے۔ شعر

علم میں فضل میں بے شبہ تم سب سے افضل
اس امامت سے تیرے کھل گئے جو ہر صدیق

اس امامت سے کھلا تم ہو امام اکبر
تھی یہی رمز نبی، کہتے ہیں حیدر، صدیق
(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۸ صفحہ ۲۶۰)۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: سیدنا حضرت صدیق اکبر ﷺ تمام صحابہ میں افضل و اعلم تھے اسی لیے حضور ﷺ نے امامت کے لیے ان کا انتخاب کیا (فیوض الباری ۲/۳۱۵)۔

حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں: تمام صحابہ میں حضرت ابو بکر ﷺ سب سے زیادہ علم اور فضل والے تھے (نعمۃ الباری جلد ۲ صفحہ ۵۵۵)۔

یہاں ہم ایک غلط فہمی دور کرتے چلیں کہ سیدنا عبدالرحمن بن عوف ﷺ کا جنگ کے دوران خود امامت کرنا الگ چیز ہے جبکہ سیدنا ابو بکر صدیق ﷺ کو نبی کریم ﷺ کا امامت کے مصلے پر خود کھڑا کرنا دوسری چیز ہے اور یہی آپ کا خاصہ ہے۔

(۳)۔ محبوب کریم ﷺ کے وصال شریف پر صدیق اکبر ﷺ نے جب قرآن شریف کی آیت مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ تَلَاوت فرمائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حیرانی دور ہو گئی اور سب کو یقین آ گیا کہ حبیب کریم ﷺ وصال فرما چکے ہیں۔ سیدنا ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایسے لگتا تھا جیسے لوگ اس آیت کا مفہوم آج تک نہیں سمجھ سکے تھے۔ جب لوگ وہاں سے رخصت ہوئے تو ہر ایک کی زبان پر یہی آیت تھی وَاللّٰهُ، لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَهَا حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ ﷺ، فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ، فَمَا يَسْمَعُ بَشَرٌ إِلَّا يَتْلُوَهَا (بخاری حدیث رقم: ۱۲۳۱، ۱۲۳۲)۔ آپ کا یہ خطبہ دینا کامل صحوکی دلیل ہے جبکہ آپ کا آیت مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ پڑھ کر تمام صحابہ کو حیران کر دینا اعلیت کا ثبوت ہے۔ یہاں ہم اہل انصاف

کے ضمیر کو بھنجوڑ کر پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ حدیث سیدنا علی المرتضیٰؑ کے بارے میں ہوتی تو روافض کیسا حشر برپا کرتے؟

(۴)۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب باندھا ہے جس کا نام ہے اِمَامَةُ اَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ یعنی اہل علم اور اہل فضل کی امامت کا باب۔ اس باب میں امام نسائی نے صرف ایک ہی حدیث بیان فرمائی ہے، ملاحظہ فرمائیے: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ الْأَنْصَارُ مِنَّا أَمِينُ وَمِنْكُمْ أَمِينُ، فَأَتَاهُمْ عُمَرُ فَقَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ؟ فَأَيُّكُمْ تَطِيبُ نَفْسَهُ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ؟ قَالُوا نَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ نَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ یعنی جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو انصار نے کہا ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے، اتنے میں ان کے پاس حضرت عمرؓ پہنچ گئے، آپ نے فرمایا: کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کو حکم دیا تھا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں؟ تم میں سے کس کا جی چاہتا ہے کہ ابوبکر سے آگے بڑھے؟ سب نے کہا نعوذ باللہ کہ ہم ابوبکر سے آگے بڑھیں (نسائی حدیث رقم: ۷۷۷)۔

امام نسائی کا قائم کردہ عنوان بتا رہا ہے کہ اس حدیث سے امام نسائی نے صدیق اکبر کے علم اور افضل ہونے پر استدلال کیا ہے۔ یہی امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خصائص پر کتاب الخصائص لکھی ہے۔

(۵)۔ سید المرسلین ﷺ کے وصال شریف کے بعد مرتدین نے جب زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا: وَاللَّهِ لَا قَاتِلِينَ مَن فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ یعنی جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق سمجھا اللہ کی قسم میں اس کے خلاف جنگ کروں گا۔ باقی صحابہ کرام علیہم الرضوان اس بات کو سمجھ نہ سکے۔ پھر بحث مباحث کے بعد ان پر واضح ہو گیا کہ صدیق اکبر حق پر ہیں۔ لہذا سب نے صدیق اکبر کی بات کی طرف رجوع فرمایا۔ قَالَ عُمَرُ ﷺ: فَوَ اللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ ﷺ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ (مسلم حدیث رقم: ۱۲۴، بخاری حدیث رقم: ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۶۹۲۵، ۷۲۸۵، ابوداؤد حدیث رقم: ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ترمذی حدیث رقم: ۲۶۰۷، نسائی حدیث رقم: ۲۴۴۳، ۳۰۹۰، ۳۰۹۱، ۳۰۹۲، ۳۰۹۳، ۳۰۹۴، ۳۰۹۵، ۳۹۶۹، ۳۹۷۰، ۳۹۷۱، ۳۹۷۳، ۳۹۷۵، ابن ماجہ حدیث رقم: ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱

جناب صدیق کے مابین بھی گفتگو ہوئی۔ آخر الامر سب نے اقرار کیا کہ صدیق اکبر کی رائے حق ہے (تصفیہ صفحہ ۱۹)۔ ہم نے یہ حوالہ اس لیے نقل کیا ہے کہ یہ پوری امت کی تحقیق کے عین مطابق ہے۔ اس واقعہ سے علماء کرام نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ صدیق اکبر ﷺ تمام صحابہ سے بڑے عالم ہیں اَبُو بَكْرٍ اَعْلَمُ الصَّحَابَةِ لِاَنَّهُمْ كُلُّهُمْ وَقَفُوا اِلَى اٰخِرِهِ (صواعقِ محرقہ صفحہ ۱۷)۔

وَاسْتَدَلَّ الشَّيْخُ اَبُو اسْحٰقَ بِهٰذَا وَغَيْرِهِ فِي طَبَقَاتِهِ عَلٰى اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقِ ﷺ اَعْلَمُ الصَّحَابَةِ لِاَنَّهُمْ كُلُّهُمْ وَقَفُوا عَنْ فِهْمِ الْحُكْمِ فِي الْمَسْئَلَةِ اِلَّا هُوَ ثُمَّ ظَهَرَ لَهُمْ بِمُبَاحَثَةٍ لَهُمْ اَنَّ قَوْلَهُ هُوَ الصَّوَابُ فَرَجَعُوْا اِلَيْهِ ترجمہ: شیخ ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے اور اس کے علاوہ دوسری احادیث سے اپنی کتاب طبقات میں استدلال کیا ہے کہ ابوبکر صدیق تمام صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے، اس لیے کہ ابوبکر صدیق کے علاوہ تمام صحابہ مسئلہ میں حکم کو سمجھ نہ سکے، پھر آپ کے ساتھ بحث کرنے کے بعد ان پر واضح ہوا کہ ابوبکر صدیق کی بات ہی حق ہے، لہذا ان سب نے آپ کے فیصلے کی طرف رجوع کر لیا (تہذیب الاسماء للنووی صفحہ ۷۰، تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۲)۔

اگر یہ صورت حال صدیق اکبر کی بجائے مرتضیٰ کریم کیساتھ پیش آئی ہوتی تو رافضی باقی صحابہ کی توہین کرنے کے لیے اس واقعہ کو بھی دلیل بنا لیتے معاذ اللہ۔ (۶)۔ صدیق اکبر ﷺ کا حبیب کریم ﷺ کے دفن کے وقت یہ حدیث بیان فرمانا کہ: نبی جہاں فوت ہوتے ہیں وہیں پر دفن ہوتے ہیں (ترمذی حدیث رقم: ۱۰۱۸)، صدیق اکبر ﷺ کے اس بارے میں علم ہونے کا ثبوت ہیں۔ کسی دوسرے صحابی کو ان باتوں کی خبر نہ تھی۔ یہاں خبر واحد کی طرح عدم روایت کی بات نہیں ہو رہی بلکہ عدم علم کی بات ہو رہی ہے۔ اسی لیے علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ: وَكَانَ مَعَ ذَلِكَ اَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، كَمَا رَجَعَ اِلَيْهِ الصَّحَابَةُ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ يَنْزُرُ عَلَيْهِمْ بِنَقْلِ سَنَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَحْفَظُهَا هُوَ وَيَسْتَحْضِرُهَا عِنْدَ الْحَاجَةِ اِلَيْهَا لَيْسَتْ عِنْدَهُمْ يَعْنِي ابُو بَكْرٍ صَدِّيقِ ﷺ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ سنت کے عالم تھے، جیسا کہ صحابہ نے ایک سے زیادہ مرتبہ آپ کی طرف رجوع کیا اور آپ ضرورت کے وقت نبی

کریم ﷺ کی حدیث لے کر سامنے آئے، جو انہیں حفظ تھی اور دماغ میں حاضر تھی، اور وہ باقی صحابہ کے پاس نہیں تھی (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۵)۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: قَالَ الْعَالِمُ الْأَكْبَرُ یعنی انبیاء کے دفن والی حدیث عالم اکبر (سب سے بڑے عالم) نے بیان فرمائی (تفسیر قرطبی ۲/۲۲۰)۔ امام قرطبی نے عالم اکبر کے الفاظ لکھ کر تفصیلیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے لیکن ملا آں باشد کہ چپ نہ شود۔

صدیق اکبر کی بیان کردہ ان احادیث میں اور عام خبر واحد میں یہ فرق ہے کہ خبر واحد کو روایت کرنے والا صرف ایک آدمی ہوتا ہے مگر اس سے دوسروں کے علم کی نفی نہیں ہوتی جبکہ صدیق اکبر کی بیان کردہ احادیث کا علم ہی دوسروں کو نہیں تھا۔

(۷)۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ابوبکر ہم سب سے زیادہ علم والے تھے وَ كَانَ أَبُو بَكْرٍ أَغْلَمَنَا (بخاری حدیث رقم: ۴۶۶، ۳۶۵۴، ۳۹۰۴، مسلم حدیث رقم: ۶۱۷۰، ۶۱۷۱، ترمذی حدیث رقم: ۳۶۶۰)۔ اس حدیث کی شرح میں بے شمار علماء نے اعلیت صدیق بیان فرمائی ہے (فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۳۵۸، البحر الرائق جلد ۱ صفحہ ۶۰۷، عمدة القاری جلد ۵ صفحہ ۲۰۵، اشعة اللمعات جلد ۱ صفحہ ۵۱۴، مرقاۃ جلد ۳ صفحہ ۸۲، قوت المعتدی علی جامع الترمذی جلد ۱ صفحہ ۵۵، حاشیہ ابن ماجہ صفحہ ۶۹ وغیرہ)۔

مثلاً علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ملاحظہ کیجیے: علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ امامت کا حقدار سب سے بڑا فقیہ ہوتا ہے یا سب سے بڑا قاری ہوتا ہے۔ امام ابو حنیفہ، مالک اور جمہور کہتے ہیں کہ سب سے بڑا فقیہ امامت کا حق دار ہے۔ امام ابو یوسف، احمد، اسحاق، ابن سیرین اور بعض شوافع فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا قاری امامت کا حق دار ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں وصف ابوبکر صدیق میں جمع ہیں، کیا تم ابوسعید خدری کا قول نہیں دیکھتے کہ ابوبکر ہم سب سے زیادہ علم والا تھا؟ وَلَا شَكَّ فِي اجْتِمَاعِ هَذَيْنِ الْوُصْفَيْنِ فِي حَقِّ الصِّدِّيقِ لَا تَرَى إِلَى قَوْلِ أَبِي سَعِيدٍ وَ كَانَ أَبُو بَكْرٍ أَغْلَمَنَا (عمدة القاری جلد ۵ صفحہ ۲۰۵، جلد ۸ صفحہ ۳۳۲ مکتبہ شاملہ)۔

اور اگر اس حدیث سے مراد محبوب کریم ﷺ کے مزاج گرامی سے آگاہی لی جائے تو

بلاشبہ حضور کریم ﷺ کے مزاج کو سمجھنا تمام علوم پر بھاری ہے۔

(۸)۔ صدیق اکبر ﷺ خوابوں کی تعبیر کا علم سب سے زیادہ رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں ابوبکر سے کہوں کہ لوگوں کو ان کے خوابوں کی تعبیریں بتایا کرو (صواعقِ محرقہ صفحہ ۶۹)۔ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے زیادہ خوابوں کی تعبیر کا عالم ابوبکر ہے وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ كَانَ أَغْبَرُ هَذِهِ الْأُمَّةَ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۳، صواعقِ محرقہ صفحہ ۳۴، الریاض النضرۃ ۱۵/۵۹)۔ خوابوں کی تعبیر کا علم نہ صرف علم ہے بلکہ خاص روحانی علم ہے اور اس علم میں صدیق اکبر ﷺ پوری امت سے آگے ہیں۔

(۹)۔ آپ ﷺ علم الانساب میں بھی سب سے زیادہ ماہر تھے اَعْلَمَ النَّاسِ بِأَنْسَابِ الْعَرَبِ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۶)۔

(۱۰)۔ آپ اس امت میں سب سے پہلے خطیب ہیں: عَنْ أَبِي الدَّرْدَائِیِّ ﷺ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُطْبَةً خَفِيفَةً، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ خُطْبَتِهِ قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ قُمْ فَاخْطُبْ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ فَخَطَبَ فَقَصَرَ دُونَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَ أَبُو بَكْرٍ مِنْ خُطْبَتِهِ قَالَ: يَا عُمَرُ قُمْ فَاخْطُبْ فَقَامَ عُمَرُ ﷺ فَخَطَبَ فَقَصَرَ دُونَ النَّبِيِّ ﷺ وَدُونَ أَبِي بَكْرٍ ﷺ [مستدرک حاکم حدیث رقم: ۴۵۵۶]۔ وقال صحيح الاسناد، قال الذهبي منقطع، وَنَقَلَ السُّيُوطِيُّ عَلَيْهِ الرِّحْمَةُ عَنْ ابْنِ عَسَاكِرٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ ﷺ كَانَ أَوَّلَ خَطِيبٍ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۳)۔

ترجمہ: حضرت ابودرداء ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مختصر سا خطبہ ارشاد فرمایا، پھر جب اپنے خطبے سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابوبکر کھڑے ہو جاؤ اور خطاب کرو، ابوبکر کھڑے ہو گئے اور خطاب فرمایا اور نبی کریم ﷺ سے مختصر خطاب کیا، پھر جب ابوبکر اپنے خطاب سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر کھڑے ہو جاؤ اور خطاب کرو، عمر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے بھی خطاب فرمایا اور نبی کریم ﷺ اور ابوبکر سے مختصر خطاب کیا۔ علامہ سیوطی نے ابنِ عساکر سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر سب سے پہلے خطیب تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی۔

(۱۱)۔ ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ: مَا فَضَّلَ أَبُو بَكْرٍ بِكَثْرَةِ صِيَامٍ وَلَا صَلَوةٍ وَلَكِنْ بِالسِّبْرِ الَّذِي وَقَرَفِي قَلْبِهِ۔ گویا علم الاسرار میں بھی صدیق آگے ہیں۔

یہاں سے کوئی جاہل یہ نہ سمجھ لے کہ ہم باقی صحابہ کے علم الاسرار کی نفی کر رہے ہیں۔ یہاں ہم بات علم کی نہیں بلکہ اعلیت اور سبقت کی کر رہے ہیں۔

حضرت قاضی ابوبکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ساری امت میں سب سے افضل تھے، ایمان میں سب سے بڑھ کر تھے، فہم میں سب سے کامل تھے اور سب سے وافر علم رکھتے تھے۔ كَانَ اللَّهُ أَفْضَلَ الْأُمَّةِ وَأَزْجَحَهُمْ إِيْمَانًا وَ اكْمَلَهُمْ فَهْمًا وَأَوْفَرَهُمْ عِلْمًا وَ أَكْثَرَهُمْ حِلْمًا وَ بِهِ نَطَقَ قَوْلُهُ ﷺ: لَوْ وَزَنَ إِيْمَانُ أَبِي بَكْرٍ بِإِيْمَانِ أَهْلِ الْأَرْضِ لَوَزَحَ إِيْمَانُ أَبِي بَكْرٍ عَلَى إِيْمَانِ أَهْلِ الْأَرْضِ (الانصاف للباقلانی صفحہ ۶۵)۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ سنیے، آپ فرماتے ہیں: هُوَ أَغْلَمُ الصَّحَابَةِ عَلَى الْإِطْلَاقِ لِلْأَدْلَةِ الْوَاضِحَةِ عَلَى ذَلِكَ یعنی صدیق اکبر تمام صحابہ میں علی الاطلاق زیادہ علم رکھتے ہیں اور اس کا ثبوت وہ واضح دلائل ہیں جو اس موضوع پر وارد ہیں (الصواعق المحرقة صفحہ ۳۳)۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جب حضرت ابوبکر کی مدت حیات اور اس وقت کے مواعظ روایات کا موازنہ دوسرے صحابہ کے زمانہ حیات اور مواعظ روایات سے کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کا علم دوسرے صحابہ کے علم سے کہیں زیادہ تھا اور اسی پر فتاویٰ کو قیاس کرنا چاہیے۔ اور ایسا ہی حال حضرت عمر ابن خطاب کا بھی ہے (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۷۷)۔

اعلیٰ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع

شارح بخاری حضرت ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فِيهِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَغْلَمُ الصَّحَابَةِ لِأَنَّ أَبَا سَعِيدٍ شَهِدَ لَهُ بِذَلِكَ بِحَضْرَةِ جَمَاعَتِهِمْ وَلَمْ يُنْكَرْ ذَلِكَ عَلَيْهِ أَحَدٌ یعنی اس حدیث میں اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ ابوبکر صدیق ﷺ تمام صحابہ میں سب سے بڑے عالم تھے، اس لیے کہ حضرت ابوسعید ﷺ نے صحابہ کی جماعت کے سامنے آپ کے حق میں اس بات

کی گواہی دی اور صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہ کیا (ابن بطل جلد ۲ صفحہ ۱۱۵)۔

شارح بخاری ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ اَہْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ کے تحت لکھتے ہیں: وَ إِنَّمَا قَدَّمَهُ لِعِلْمِهِ وَ فَضْلِهِ، وَ أَمَّا فَضْلُهُ عَلَى سَائِرِ الصَّحَابَةِ فَهُوَ مِمَّا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَ أَمَّا عِلْمُهُ فَكَذَلِكَ، وَ قَدْ حَكِيَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ السَّمْعَانِي وَ غَيْرُهُ إِجْمَاعَ أَهْلِ السُّنَّةِ عَلَيْهِ أَيْضًا يَعْنِي نَبِيَّ كَرِيمٍ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کے علم اور فضل کی وجہ سے آگے بڑھایا تھا، آپ کی تمام صحابہ پر افضلیت پر تمام اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے، اور اعلیت پر بھی اسی طرح اجماع ہے، ابو بکر سمعانی وغیرہ نے اہل سنت کا اس پر بھی اجماع بیان کیا ہے (فتح الباری شرح البخاری لابن رجب جلد ۴ صفحہ ۱۱۷)۔

تفضیلیہ کے ممدوح ابن تیمیہ نے بھی اس موضوع پر اجماع نقل کیا ہے، لکھتے ہیں: قَدْ نَقَلَ غَيْرُ وَاحِدٍ الْإِجْمَاعَ عَلَى أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَغْلَمَ مِنْ عَلِيٍّ، مِنْهُمْ الْإِمَامُ مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ السَّمْعَانِيُّ الْمَرْوَزِيُّ أَحَدُ أَيْمَةِ الشَّافِعِيَّةِ وَ ذَكَرَ فِي كِتَابِهِ تَقْرِيمِ الْأَدِلَّةِ الْإِجْمَاعَ مِنْ عُلَمَائِ السُّنَّةِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَغْلَمَ مِنْ عَلِيٍّ (منہاج السنۃ جلد ۴ صفحہ ۱۳۵)۔

واضح ہو گیا کہ علم ہونا صدیق اکبر کا خاصہ ہے اور اگر خاصہ کا انکار گستاخی ہے تو پھر اعلیت صدیق کا انکار اصل گستاخی ہوا۔

(۱۲)۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ علم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لَوْ وُضِعَ عِلْمُ عُمَرَ فِي كَفَّةٍ مِيزَانٍ وَ عِلْمُ النَّاسِ فِي كَفَّةٍ لَرَجَحَ عِلْمُ عُمَرَ يَعْنِي اِذَا عُمَرَ كَالْعِلْمِ تَرَاوَعَا فِي كَفَّةٍ وَ فِي كَفَّةٍ مِيزَانٍ (متدرک حدیث رقم: ۴۵۵۳)۔ یہ الفاظ اگر مولا علی کے بارے میں فرمائے گئے ہوتے تو تفضیلی اور روافض قیامت برپا کر دیتے۔

حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے بھی اس کی تصدیق کر دی ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات فاروقی دور اور اسکے بعد کے لحاظ سے فرمائی ہے۔ اس کی تائید ایک اور روایت سے اس طرح ہو رہی ہے کہ سیدنا ابن مسعود نے فرمایا: لَقَدْ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ ذَهَبَ بِتِسْعَةِ أَغْشَارِ الْعِلْمِ وَلَمْ يَجْلِسْ كُنْتُ أَجْلِسُهُ مَعَ عُمَرَ أَوْ ثِقُ فِي نَفْسِي مِنْ عَمَلِ سَنَةِ يَعْنِي صحابہ کرام کی تحقیق یہ تھی کہ عمر علم کے دس حصوں میں سے نو حصے اپنے ساتھ لے گئے، اور عمر کی مجلس

میں ایک گھڑی بیٹھنا مجھے ایک سال کے عمل سے زیادہ پسند تھا (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴)۔ اسنادُہ صحیح

سیدنا عثمان غنی ؓ نے قرآن جمع فرمایا (بخاری حدیث نمبر: ۳۵۰۶)۔ آپ ؓ کثرت سے تلاوت قرآن مجید فرماتے تھے حتیٰ کہ آپ ؓ کی شہادت بھی قرآن پڑھتے پڑھتے ہوئی۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اجماع سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان غنی قرآن شریف کے ترتیب دینے میں اور کثرت قرأت میں حضرت علی سے افضل ہیں۔ حضرت علی ؓ فتویٰ اور اجتہاد اور احادیث کی روایت میں حضرت عثمان ؓ سے افضل ہیں (فتاویٰ عزیزی اردو صفحہ ۳۸۱)۔

سیدنا عثمان غنی ؓ تمام صحابہ میں مناسک حج کے سب سے بڑے عالم تھے اور ان کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۶)۔ واضح رہے کہ سیدنا عثمان غنی کی سیدنا مرتضیٰ کریم پر اعلیت متفق علیہ نہیں، جبکہ شیخین کی اعلیت متفق علیہ ہے رضی اللہ عنہم۔

تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں

اب اس عنوان کے تحت ہم جتنے دلائل پیش کریں گے ان کا تعلق اعلیت سے نہیں بلکہ اس بات سے ہے کہ تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں۔

خود مولا علی ؓ نے صدیق اکبر ؓ سے اور بعض دیگر صحابہ سے دین روایت فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں کہ عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: اَلْحَيُّ اَخْبَرَهُ حَضْرَتُ عَلِيٍّ الرَضِيِّ ؓ نَے فرمایا کہ مجھے ابو بکر نے حدیث بتائی اور ابو بکر نے سچ فرمایا۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب کوئی آدمی گناہ کر بیٹھتا ہے پھر کھڑا ہو کر وضو کرتا ہے پھر نماز پڑھتا ہے پھر اللہ سے بخشش مانگتا ہے۔ تو اللہ اسے بخش دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اَلَّذِينَ اِذَا فَعَلُوْا اَفَا حَسَةً الْاٰیة (ترمذی حدیث رقم: ۴۰۶، ابوداؤد حدیث رقم: ۱۵۲۱، ابن ماجہ حدیث رقم: ۱۳۹۵)۔

اب بتائیے، باب العلم کے حصر والی بات کہاں گئی؟ یہاں تو صدیق اکبر صرف باب العلم ہی نہیں بلکہ باب للباب بن چکے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو علم کی مختلف انواع سے نوازا ہے۔ گلستانِ مصطفیٰ کے ہر پھول کی الگ رنگت اور الگ خوشبو ہے۔ چنانچہ مطلق علم ہونے اور حضور کریم ﷺ کا مزاج سمجھنے میں صدیق اکبر سب سے بڑھ کر تھے۔ كَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا (بخاری حدیث رقم: ۴۶۶۰، ۳۶۵۴، ۳۹۰۴، مسلم حدیث رقم: ۶۱۷۰، ۶۱۷۱، ترمذی حدیث رقم: ۳۶۶۰)۔ آپ علم الاسرار میں سب سے آگے تھے الَّذِي وَفَّرَ فِي قَلْبِهِ۔

محبوب کریم ﷺ کی امت میں محدث سیدنا عمر فاروق ہیں (مسلم حدیث رقم: ۶۲۰۴، بخاری حدیث رقم: ۳۶۶۹، ۳۶۸۹، ترمذی حدیث رقم: ۳۶۹۳)۔ اور عمر کی زبان پر حق بولتا ہے (ترمذی حدیث رقم: ۳۶۸۲، مستدرک حاکم حدیث رقم: ۴۵۵۷)۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا، میں اس پر صابر ہوں (ترمذی حدیث رقم: ۳۷۱۱)۔

ایک مرتبہ سید المرسلین ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سرگوشی فرمائی، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا زاد بھائی سے طویل سرگوشی فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے اس سے سرگوشی فرمائی ہے (ترمذی حدیث رقم: ۳۷۲۶)۔ اَلْحَدِيثُ حَسَنٌ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے دو علم سیکھے۔ ایک وہ ہے جسے میں بیان کرتا ہوں اور ایک وہ ہے کہ اگر میں بیان کروں تو لوگ میری گردن کاٹ دیں اَمَّا لَا تَخْزُ لَوْ بَشْتُهُ لَقُطِعَ هَذَا الْبَلْعُومُ (بخاری حدیث رقم: ۱۲۰)۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا لقب ہے: صَاحِبُ سِرِّ رَسُولِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَغْلَمُهُ غَيْرُهُ یعنی رسول اللہ ﷺ کے ہمراز، جس راز کو ان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا (بخاری حدیث رقم: ۳۷۷۱، مستدرک حاکم حدیث رقم: ۵۴۶۳)۔

ذرا چشم تصور سے غور فرمائیے۔ یہ الفاظ اگر مولا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمائے گئے ہوتے تو یار لوگوں کی طرف سے باطن کے نام پر حشر برپا کر دیا جاتا۔ اگرچہ ہر صحابی صاحبِ سر ہے اور خود سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بھی صاحبِ اسرار ہیں لیکن یہاں الَّذِي لَا يَغْلَمُهُ غَيْرُهُ کی قید موجود ہے اور ہم ثابت صرف یہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہر صحابی شہرِ علم کا دروازہ ہے۔

پچھلی پانچ احادیث کا تعلق علم الاسرار سے ہے اور مختلف صحابہ کو علم الاسرار کا ملنا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ تمام صحابہ علم الاسرار کے دروازے ہیں۔

قرآن کی جو تفسیر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کر دیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر راضی ہیں (متدرک حاکم حدیث رقم: ۵۴۷۴)۔ اَلْحَدِيثُ صَحِيحٌ وَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں قرآن کی کوئی ایسی سورت نہیں جسکے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ کہاں نازل ہوئی اور کوئی ایسی آیت نہیں جسکے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ کس مقصد کیلئے نازل ہوئی اور اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص قرآن کے بارے میں مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے، اگر میرا اونٹ اس تک پہنچ سکتا ہو تو میں اپنا اونٹ اس کی طرف ضرور دوڑا دوں (بخاری حدیث رقم: ۵۰۰۲، مسلم حدیث رقم: ۶۳۳۳)۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سَلَوْنِي سَلَوْنِي، وَسَلَوْنِي عَنْ كِتَابِ اللَّهِ فَوَ اللَّهِ مَا مِنْ آيَةٍ إِلَّا وَأَنَا أَعْلَمُ أَنْزَلْتُ بِلَيْلٍ أَوْ بَنَهَارٍ یعنی مجھ سے پوچھ لو مجھ سے پوچھ لو، مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھ لو، اللہ کی قسم کوئی ایسی آیت نہیں جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ رات کو اتری یا دن کو (الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۶، الاستیعاب صفحہ ۵۳۴)۔

سیدنا ابن مسعود اور سیدنا مرتضیٰ کریم رضی اللہ عنہما دونوں کے الفاظ پر دوبارہ غور کیجیے، پہلا فرق یہ دیکھیے کہ دونوں کے اقوال کون کون سی کتابوں میں ہیں۔ دوسرا فرق یہ دیکھیے کہ سیدنا ابن مسعود اپنے سے زیادہ علم والے کو نہیں جانتے۔ جبکہ مولائے مرتضیٰ نے اپنے سے علم کی نفی نہیں فرمائی۔ تیسرا فرق یہ دیکھیے کہ سیدنا ابن مسعود نے سَلَوْنِي یعنی مجھ سے پوچھ لو کا اعلان نہیں فرمایا جبکہ مرتضیٰ کریم نے یہ اعلان فرمایا ہے۔ اس اعلان کی وجہ سمجھنا نہایت آسان اور دلچسپ ہے۔ دراصل آپ نے یہ اعلان مکہ شریف اور مدینہ منورہ میں بیٹھ کر نہیں فرمایا بلکہ کوفہ میں بیٹھ کر فرمایا ہے۔ حرمین سے دوری کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو اس قسم کے اعلان کی سخت ضرورت تھی۔ آپ نے اپنا دار الخلافۃ کوفہ میں منتقل فرمالیا تھا اور آپ کے اس اعلان کو روایت کرنے والے صحابی حضرت ابو طفیل بھی کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

نیز فرمایا چار آدمیوں سے قرآن سیکھو، عبد اللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور سالم رضی اللہ عنہم (بخاری حدیث رقم: ۵۸۷۳، مسلم حدیث رقم: ۶۳۳۴)۔ فرمائیے جن

سے قرآن سیکھا جائے وہ علم کے دروازے ہوئے کہ نہیں؟

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حافظہ عطا فرمایا (بخاری حدیث رقم: ۱۱۸، ۱۱۹، ۲۰۴، ۲۳۵۰)۔ اور اسی لیے وہ سب سے زیادہ احادیث کے راوی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو دعا دی کہ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْنِي الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ یعنی اے اللہ اسے کتاب اور حکمت سکھا (بخاری حدیث رقم: ۷۵، ۳۷۵۶، ۷۲۷۰) حکمت علم الاسرار ہی کا نام ہے۔ نیز فرمایا اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ اے اللہ اسے دین کی فقہ عطا کر (بخاری حدیث رقم: ۷۵، مسلم حدیث رقم: ۶۳۶۸)۔

اسی لیے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو افقہ الناس کہا جاتا ہے یعنی تمام لوگوں سے بڑے فقیہ۔ نیز فرمایا: نِعْمَ تُرْجَمَانُ الْقُرْآنِ ابْنُ عَبَّاسٍ یعنی ابن عباس بہترین ترجمان القرآن ہے (مستدرک حدیث رقم: ۶۴۰۱)۔ وَقَالَ صَحِيحٌ وَوَافِقٌ الذَّهَبِيُّ

اہل علم و ذوق کی توجہ کیلئے ہم عرض کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے تُرْجَمَانُ الْقُرْآنِ اور حَبِزُ الْأُمَّةِ قرار دیا ہے اور انہیں کتاب و حکمت ملنے کی دعا دی ہے۔ مسلم کی حدیث میں دین کی فقہ عطا ہونے کی دعا دی ہے۔ اس لیے انہیں أَفْقَهُ النَّاسِ کہا جاتا ہے۔ ان القاب میں سے کوئی ایک لقب بھی اگر مولانا علی رضی اللہ عنہ کو مل جاتا تو روافض نے جو آج کل ماحول پیدا کر رکھا ہے، ایسے ماحول میں روافض اور تفضیلی پیگنڈا ڈالنے لگ جاتے۔

بعض رافضی کہتے ہیں کہ ابن عباس چونکہ مولانا علی کے شاگرد تھے لہذا یہ سب کچھ انہیں مولانا علی سے ملا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا ابن عباس نے مذکورہ بالا تمام کمالات محبوب کریم ﷺ سے براہ راست حاصل کیے ہیں جیسا کہ ان احادیث کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے استفادہ انہوں نے بعد میں فرمایا ہے۔

ایک حدیث میں مختلف صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مختلف علوم و فنون پر مہارت کا نہایت خوبصورت تذکرہ موجود ہے۔ فرمایا: اَزَحَمِ اَمْتَيْنِ بِاَمْتَيْنِ ابْنُ بَكْرٍ، وَ اَشَدُّهُمَا فِي اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ، وَ اَصْدَقُهُمَا حَيَاً عُثْمَانُ، وَ اَقْرَبُهُمَا لِكِتَابِ اللّٰهِ اَبِي بَنْ كَعْبٍ، وَ اَفَرُّهُمْ رَيْدَبُنْ ثَابِتٌ، وَ اَعْلَمُهُم بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بَنِ جَبَلٍ، اَلَا وَ اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنًا وَ اِنَّ اَمِيْنَ هَذِهِ الْاُمَّةِ اَبُو عُبَيْدَةَ بَنِ الْجُرَّاحِ (ترمذی حدیث رقم: ۷۹۱، ابن ماجہ حدیث رقم: ۱۵۳، ۱۵۵)۔

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ترجمہ: میری امت میں سے اس پر سب سے زیادہ مہربان ابو بکر ہے، اللہ کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر ہے، سب سے زیادہ حیاء والا عثمان ہے، سب سے بڑا قاری ابی بن کعب ہے، سب سے زیادہ میراث کا ماہر زید بن ثابت ہے، حلال اور حرام کا سب سے بڑا عالم معاذ بن جبل ہے، خبردار ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ ابن جراح ہے۔

اس حدیث میں حضرت معاذ بن جبل کو اَعْلَمَ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فرمایا گیا ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ مَعَاذُ بَنِ جَبَلٍ يَجْنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمَامَ الْعُلَمَاءِ یعنی معاذ بن جبل قیامت کے دن علماء کے آگے آگے آئیں گے (الاستیعاب صفحہ ۶۷۲، صواعق مرقہ صفحہ ۷۹)۔ سیدنا معاذ بن جبل ؓ کے علم کی صورت حال اچھی خاصی دلچسپ ہے حتیٰ کہ ہمارے مخاطبین کے پسندیدہ عالم ابن تیمیہ کو غلط فہمی ہو گئی کہ حضرت معاذ کا علم مولا علی کے علم سے زیادہ ہے۔ چنانچہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں قَوْلُهُ اَعْلَمُهُم بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بَنِ جَبَلٍ اقْرَبَ اِلَى الصِّحَّةِ بِاتِّفَاقِ عُلَمَائِ اَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْ قَوْلِهِ اقْضَاكُمْ عَلِيٌّ (الی ان قال) عَلِمَ اَنَّ الْمُحْتَجَّ بِذَلِكَ عَلَيَّ اَنَّ عَلِيًّا اَعْلَمَ مِنْ مَعَاذِ بَنِ جَبَلٍ جَاهِلٍ (فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۴ صفحہ ۴۱۰)۔

ابن تیمیہ کا یہ فتویٰ ہم نے مداحین ابن تیمیہ کو تصویر کا دوسرا انتہائی رخ دکھانے کے لیے الزام لکھ دیا ہے ورنہ ہم بذات خود ابن تیمیہ کی اس تحقیق سے ہرگز متفق نہیں ہیں۔ ہماری اس وضاحت کو پڑھ کر بھی اگر کوئی شخص ہمیں ابن تیمیہ کا ہم خیال سمجھتا ہے تو اس کے بدگمان بلکہ بد نصیب ہونے میں کیا شک رہا۔

اب مکمل صورت حال واضح ہو جانے کے بعد حدیث مدینۃ العلم کا مفہوم سمجھنا نہایت آسان ہے یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ کا علم دوسرے صحابہ کے ذریعے بھی ہم تک پہنچا ہے اور یہ علی المرتضیٰ ؓ کا خاصہ نہیں بلکہ یہ خصوصیت ایک خاص جہت کے لحاظ سے ہے جو بہت وسیع، مفتوح تر اور عظیم تر ہے مثلاً حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم میں سب سے اچھے قاضی علی ہیں۔ اس حدیث کو ابو الصلت ہروی نے روایت کیا ہے جو شیعہ ہے لیکن صدوق ہے اور تعظیم

صحابہ میں کمی نہیں کرتا شل نیست کہ علم آنحضرت از جناب صحابہ دیگر نیز آمدہ و مخصوص بمر ترضی نیست الخ (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۶۷۷)۔

شیخ محقق علیہ الرحمۃ تمام صحابہ کو باب العلم قرار دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ مولاعلی کا خاصہ نہیں ہے رضی اللہ عنہم۔ اور مولاعلی کی بابیت اور آپ کے عظیم تر علم کا تعلق اقصیٰ ہونے سے بتا رہے ہیں۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عَلِيُّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِهِ لَعْنَى اس شہر کے دروازوں میں سے علی بھی ایک دروازہ ہیں۔ آگے فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ فَبَابِهِمْ اِفْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ۔ البتہ مراتب کا فرق ضرور ہے۔ چنانچہ تابعین نے مولاعلی کے علاوہ بے شمار صحابہ سے قرأت، تفسیر، حدیث اور فقہ کے مختلف الانواع علوم حاصل کیے ہیں لہذا مولاعلی کے علم کا دروازہ ہونے کی تخصیص باقی نہ رہی فَعَلِمَ عَدَمُ اِنْحِصَارِ الْبَابِيَةِ فِي حَقِّهِ (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵)۔ پھر فرماتے ہیں کہ دارالجنۃ سے دارالحکمۃ بڑا ہے۔ جب دارالجنۃ کے آٹھ دروازے ہیں تو دارالحکمۃ کے دروازے اس سے زیادہ کیوں نہ ہوں (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۶)۔

آپ نے پڑھا کہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے حدیث فَبَابِهِمْ اِفْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ کو نقل کر کے اس پر اعتماد فرمایا ہے۔ اگرچہ اس حدیث کی سند قابل اعتماد نہیں لیکن علماء کے تمام صحابہ کو عدول کہنے، سیدنا ابن مسعودؓ کے اثر مَنْ كَانَ مُسْتَتْنًا، مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِي، حدیث اَلنَّجْوُ اَمْنَةٌ لِلِسَّمَآءِ (مسلم حدیث نمبر ۶۴۶۶)۔ اور قرآن کی آیت اَنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدْ اِهْتَدَوْا سے اس کی تائید ہو رہی ہے لہذا علماء نے اس کے مفہوم پر اعتماد کیا ہے اور ہم نے بھی اس کتاب میں اسی وجہ سے اسے نقل کیا ہے۔ امام اہل سنت قدس سرہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ: اہل کشف کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۴۵۹)۔ آپ فرماتے ہیں:

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

محدث کبیر اور صوفی جلیل امام شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اَقْضَاكُمْ

عَلَيْهِ لَا يَفْتَضِي أَنَّهُ أَقْضَىٰ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرُ يَعْنِي اقْضَا كَمِ عَلَىٰ كَايَه مطلب نہیں ہے کہ آپ ﷺ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بڑے قاضی ہوں (فتاویٰ نوویہ، مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۱)۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اقْضَاهُمْ عَلَیْہِ کے تحت فرمایا ہے کہ مَعْنَاهُ اَعْلَمُ بِاَحْکَامِ الْخُصُومَةِ الْمُحْتَاجَةِ اِلَى الْقَضَايِ... وَلَا يَلْزَمُ مَنْ كَوْنُ وَاحِدٍ اَقْضَىٰ اَنْ يَكُوْنَ اَعْلَمُ مِنْ غَيْرِه یعنی سب سے بڑا قاضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ ان احکام خصوصیت کو زیادہ جانتے تھے جن کی ضرورت عدالتی معاملات میں پڑتی ہے۔ کسی کے سب سے بڑا قاضی ہونے سے اس کا دوسروں سے بڑا عالم ہونا لازم نہیں آتا (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۱)۔

عظیم چشتی بزرگ حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام اس شہر کے دروازے ہیں اس لیے کہ دین کے تمام علوم امت کے جملہ علماء کو انہی دروازوں سے پہنچے ہیں (سبع سنابل صفحہ ۷۳)۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: باب العلم ہونے کا وصف بلکہ اس سے بھی زیادہ دیگر صحابہ میں بھی ثابت ہے آن شر ط یا زیادہ ازاں شر ط در دیگران ہم بر وایت اہل سنت ثابت شدہ باشد (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۱۲)۔

بتائیے ان بزرگوں پر کیا فتویٰ ہے؟ اور نقل کا کیا تصور ہے؟

واضح رہے کہ حدیث مدینۃ العلم کو حاکم نے صحیح لکھا ہے جب کہ بیہی بن معین، ذہبی، ابن تیمیہ، ابن جوزی، ابن کثیر اور کئی دوسرے محدثین نے اسے سراسر موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے، امام بخاری نے اسے منکر لکھا ہے، امام ترمذی نے بھی منکر غریب لکھا ہے، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے مطعون لکھا ہے۔ تفضیلیہ سے پوچھنا یہ ہے کہ ان محدثین پر آپ کا کیا فتویٰ ہے؟ لیکن علامہ جلال الدین سیوطی اور حضرت ملا علی قاری علیہما رحمہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۳، مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۶)۔ ہم نے اس حدیث کے حسن ہونے کا قول سب سے آخر میں نقل کیا ہے اور لیکن کے ذریعے استدراک قائم کرنے کے بعد لکھا ہے تا کہ واضح ہو جائے کہ یہی ہمارا مختار ہے۔

لیکن مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم کے باب العلم ہونے کے ساتھ ساتھ باقی صحابہ کو بھی ابواب العلم ماننا ضروری ہے۔ اگر صرف سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ ہی علم کے شہر کا دروازہ

ہوں تو آپ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے صحابی کو کوئی حدیث روایت کرنے کا حق حاصل نہ رہے گا، جب کہ صورت حال اس سے بالکل مختلف ہے اور بے شمار صحابہ و صحابیات علیہم الرضوان نے محبوب کریم ﷺ سے کثرت سے احادیث روایت فرمائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو ساری دنیا کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ آپ معلم کائنات ہیں۔ یَعْلَمُهُم الْكِتَابُ وَالْحِكْمَةُ (جمعة: ۲) اور لَيْسَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (النحل: ۴۴) وغیرہ بے شمار آیات سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ سے علم صرف سیدنا علی المرتضیٰ نے نہیں بلکہ تمام صحابہ نے حاصل کیا ہے۔

اسی طرح كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً جیسے بے شمار دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ تمام اسلامی تعلیمات آگے پھیلانے کا حکم تمام صحابہ کو مل چکا ہے۔ لہذا صرف مولا علی ﷺ کو باب العلم سمجھنے سے قرآن و سنت کی ان گنت تصریحات اور قرآن سمیت اہم ترین تعلیمات کا انکار لازم آئے گا۔

قرآن مجید کو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چار صحابہ نے جمع کیا: حضرت ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید رضی اللہ عنہم (بخاری حدیث رقم: ۳۸۱۰، ۵۰۰۳، ۵۰۰۴، مسلم حدیث رقم: ۶۳۴۰، ترمذی حدیث رقم: ۳۷۹۴)۔

بعد میں قرآن حکیم کو سیدنا صدیق اکبر نے ایک صحیفے میں جمع کرایا اور یہ سارا کام حضرت زید کے ہاتھوں سے ہوا (بخاری حدیث رقم: ۴۹۸۶) اور اس کے بعد سیدنا عثمان غنی نے اسے ایک قرأت پر جمع فرمایا۔ اس حدیث میں نہایت دھڑلے کے الفاظ موجود ہیں کہ حضرت حذیفہ نے جب کچھ لوگوں کو قرأت میں اختلاف کرتے ہوئے دیکھا تو حضرت عثمان سے عرض کیا اے امیر المومنین: اَذْرِكْ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ یعنی اے امیر المومنین اس امت کی مدد کو پہنچیں اس سے پہلے کہ یہ کتاب میں اختلاف کریں (بخاری حدیث رقم: ۴۹۸۷)۔

اگر یہ لوگ باب العلم نہ تھے تو اس موجودہ قرآن کا انکار لازم آئے گا اور رافضی اسی لیے قرآن کے منکر ہیں۔ اسکے علاوہ ہزاروں بلکہ لاکھوں احادیث جو دیگر صحابہ سے مروی ہیں ان سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ اور باقی بچے گی وہی رافضیت جس میں نہ قرآن معتبر اور نہ صحاح ستہ و دیگر کتب اہل سنت کی کوئی اہمیت۔ اب آپ کے پاس کیا بچے گا؟ وہی اصول کافی اور روافض کی کتب

اربعہ وغیرہ۔ اب فیصلہ آسان ہو گیا کہ تمام صحابہ کو علم کے دروازے نہ سمجھنا دین کی بقا کا انکار ہے۔
باب العلم ہونے کو مولا علی کا خاصہ سمجھنا اہل سنت کا نہیں بلکہ روافض کا عقیدہ ہے اور یہ بات ہم اپنے پاس سے نہیں بلکہ باحوالہ عرض کر رہے ہیں۔ امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: لَعَلَّ الشَّيْعَةَ تَتَمَسَّكَ بِهَذَا التَّمَثِيلِ أَنْ أَخَذَ الْعِلْمَ وَالْحِكْمَةَ مِنْهُ مُخْتَصِّ بِهِ لَا يَتَجَاوَزُهُ إِلَى غَيْرِهِ إِلَّا بِوِاسِطَتِهِ ۖ یعنی شاید شیعہ اس تمثیل سے یہ استدلال کریں کہ علم اور حکمت حاصل کرنا سیدنا علیؑ کے ساتھ خاص ہے، آپ کے واسطہ کے بغیر اس کا کسی دوسرے کے پاس پہنچانا ممکن ہے (شرح طیبی جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۹)۔ یہی بات حضرت ملا علی قاری نے بھی نقل کی ہے (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵)۔ علامہ پرہاروی علیہ الرحمۃ بھی یہی فرماتے ہیں (مرام الکلام صفحہ ۷۷)۔
صدیق اکبر کو محض سیاسی غلیفہ کہنا خالص گستاخی اور رافضیت ہے، انکی اعلیت کا انکار دوسری گستاخی اور رافضیت ہے، مرتضیٰ کریمؑ کو اکیلا باب العلم سمجھنا بھی رافضیت ہے۔ باقی صحابہ کرام کو چور دروازے کہنا سراسر رافضیت اور صحابہ پر تبرا ہے۔

مشاورت یا راہنمائی کی بحث

تفضیلیوں کے اس سوال کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ خلفاء راشدین نے مولا علی رضی اللہ عنہم سے راہنمائی حاصل کی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مولا علی ان کے وزیر اور مشیر تھے، مشیر کی بات مشورہ ہوتی ہے راہنمائی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ یعنی اے محبوب صحابہ کو مشورے میں شامل کریں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ سے راہنمائی حاصل کرتے تھے۔ اور حدیث میں ہے کہ فَكَانَ يُشَاوِرُهُ فِي جَمِيعِ أُمُورٍ یعنی نبی کریمؐ ہر معاملے میں ابو بکر سے مشورہ لیتے تھے (متدرک حاکم حدیث رقم: ۴۴۶۳) اس کا مطلب بھی راہنمائی نہیں۔

حدیث پاک سے ثابت ہے کہ سیدنا فاروق اعظم کے مشورے اکثر صحیح ہوتے تھے اور ان کی موافقت اور منظوری کے لیے آسمان سے وحی نازل ہو جاتی تھی۔ اسی وجہ سے آپؐ نے فاروق کو محدث امت قرار دیا اور فرمایا کہ إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ یعنی

اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور قلب پر حق کو جاری کر رکھا ہے۔ لیکن اس کا مطلب بھی یہ نہیں کہ سیدنا فاروق اعظم حضور کے راہنما تھے۔

مولاعلیٰ کو خلفاء راشدین اور خصوصاً سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما نے مشورے میں زیادہ اہمیت دی ہے۔ یہ آپ کی وسعت قلبی اور حق جوئی کا ثبوت ہے نہ کہ مفضولیت کا ثبوت۔

لَوْلَا عَلَيَّ لَهْلَكْ عَمْرُكَو غلط رنگ دے کر روافض نے بہت اچھالا۔ مگر افسوس کہ پوری صورت حال کو یہاں بھی مد نظر نہ رکھا گیا۔ مکمل تصویر اس طرح ہے کہ سیدنا فاروق اعظم ؓ کی عادت تھی کہ ہر صائب الرائے کی اصابت کا اعتراف فرماتے تھے۔ صدیق اکبر ؓ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ابوبکر کی زندگی کا قتال مرتدین کا دن، میری زندگی کے تمام دنوں سے بہتر ہے اور غار ثور والی رات میری زندگی کی تمام راتوں سے بہتر ہے اور ابوبکر مرتدین کے خلاف جہاد کرنے میں صائب تھے اور میں روکنے میں غلطی پر تھا۔ اسی موقع پر سیدنا فاروق اعظم ؓ نے سیدنا صدیق اکبر کے سر پہ بوسہ دیا اور فرمایا: اَنَّا فِدَا اِيَّاكَ، وَلَوْلَا اَنْتَ لَهْلَكْنَا یعنی میں قربان جاؤں، اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۱۴۸)۔

سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا: وَاللّٰهُ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، لَوْلَا اَنْ اَبَا بَكْرٍ اَسْتَخْلِفَ مَا عُبِدَ اللّٰهُ یعنی اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر ابوبکر خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت ختم ہو جاتی (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۱۴۸)۔

ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہا کہ میں دو سال تک گھر سے غائب رہا ہوں، واپس آیا ہوں تو میری بیوی حاملہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو رجم کرنے کے بارے میں لوگوں سے مشورہ فرمایا، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین اس کے پیٹ میں بچے کا کیا قصور؟ اسے بچے کی پیدائش تک چھوڑ دیجیے۔ آپ اس عورت کو سزا دینے سے رک گئے۔ جب وہ بچہ پیدا ہوا تو اس کے دانت نکلے ہوئے تھے۔ اس شخص نے بچے کو شباہت سے پہچان لیا اور کہنے لگا رب کعبہ کی قسم یہ میرا بیٹا ہے۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے حضرت معاذ بن جبل کے بارے میں فرمایا: عَجَزَتِ النِّسَاءُ اَنْ يَّلِدْنَ مِثْلَ مُعَاذٍ، وَلَوْلَا مُعَاذٌ لَهْلَكْ عَمْرُكَ یعنی عورتیں اس بات سے عاجز آ گئی ہیں کہ معاذ جیسا بیٹا پیدا کریں، اگر معاذ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا (السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ صفحہ ۴۴۳، جامع

المسانید لابن کثیر ۱۱/ ۳۶۳، ابن عساکر ۲۴/ ۳۷۷، سیر اعلام النبلاء جلد ۱ صفحہ ۴۵۲، الاصابہ لابن حجر صفحہ ۱۸۴۸)۔ اسنادہ صحیح۔ بالکل یہی الفاظ بعض جگہ سیدنا مرتضیٰ کریم ﷺ کے بارے میں بھی موجود ہیں۔ اگر دونوں باتیں ٹھیک ہیں تو پھر صرف مولا علی والی بات کو پکڑ لینا اور حضرت معاذ کو فراموش کر دینا دیانت داری نہیں۔ اور اگر ان میں سے ایک موضوع ہے تو بتائیے کہ احادیث گھڑنا اور لفظ بدلنے کا کرب دکھانا کون سے طبقے کی عادت ہے؟ معاذ کی جگہ علی کون لکھ سکتا ہے؟

حق مہر کی مقدار کے مسئلے پر ایک عورت نے حضرت فاروق ﷺ کو ٹوکا۔ آپ نے فرمایا اَصَابَتْ الْمَرْأَةُ وَخَطَاَ الرَّجُلُ عورت ٹھیک کہتی ہے اور مرد غلطی پر ہے۔ یہ سب نہایت حسین جملے ہیں جو ضرب المثل کی صورت اختیار کر چکے ہیں مگر روافض اور تفضیلی صرف لَوْلَا عَلِيٌّ لَهْلَكَ عَمْرُؤُكَ چن لیتے ہیں اور بھنگڑا ڈالنے لگتے ہیں۔ اس کے برعکس ایسا بھی ہوا ہے کہ خود مولا علی ﷺ کی نسبت دیگر صحابہ کا مشورہ اور رائے زیادہ درست نکلی۔ اگر فاروق اعظم ﷺ کی رائے کا مرجوح ہونا فاروق کی توہین نہیں تو بالکل اسی طرح مولا علی کرم اللہ وجہہ کی رائے اور تحقیق کا مرجوح ہونا بھی مولا علی کی توہین نہیں۔ صرف دماغ نہ خارجی ہونا چاہیے اور نہ رافضی۔

مثلاً مولا علی نے ابن سبا اور دوسرے روافض کو آگ سے جلادیا۔ سیدنا ابن عباس ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو ان لوگوں کو ویسے قتل کر دیتا مگر آگ سے نہ جلاتا۔ اسلیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لَا تَعَذِّبُوا بَعْدَ ابْلِ اللَّهِ یعنی کسی کو اللہ کا عذاب مت دو۔ مولا علی نے ابن عباس کی بات کے صحیح ہونے کا اعتراف فرمایا اور فرمایا واہ ابن عباس (مستدرک حاکم حدیث رقم: ۶۴۰۵)۔

صَحِيحٌ وَافِقٌ الدَّهْلِي

جب سیدنا صدیق اکبر ﷺ نے زمام اقتدار سنبھالا تو آپ نے فتنہ ارتداد کے خلاف تلوار اٹھائی۔ اس پر مختلف صحابہ نے اختلاف کیا اور فرمایا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں اور لا الہ الا اللہ بھی پڑھتے ہیں لہذا ان کے خلاف جہاد جائز نہیں۔ اسی طرح حضرت علی اور جناب صدیق کے مابین بھی گفتگو ہوئی۔ آخر کار تمام صحابہ نے اقرار کیا کہ صدیق اکبر کی رائے حق ہے (تصفیہ مابین سنی و شیعہ صفحہ ۱۱۹ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ)۔

سیدنا علی المرتضیٰ ؑ سے کسی آدمی نے کوئی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے اس کا جواب دیا۔ پاس سے کسی نے کہا کہ یہ مسئلہ اس طرح نہیں ہے بلکہ اس طرح اور اس طرح ہے۔ مولانا علی ؑ نے ارشاد فرمایا: اَصَبْتُ وَ اَخْطَاْتُ وَ فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلَيْنَا لَعْنَةُ اللَّهِ لَمَّا خُلَّيْنَا مِنَ الْمَعْرِفَةِ فَفُتِنَا بِأَقْوَامٍ يَتَصَدَّقُونَ (تفسیر ابن جریر جلد ۸ ج ۱۳ صفحہ ۳۲، کنز العمال ۱۰/۱۳۲ حدیث رقم: ۲۹۵۰۳)۔

جنگِ جمل کے موقع پر سیدنا امام حسن ؑ نے مولانا علی کو تین مشورے دیے اور مشورے دیتے وقت سخت احتجاج کیا۔ مگر مولانا علی نے ان کی باتیں نہ مانیں۔ جب دس ہزار صحابہ شہید ہو گئے تو مولانا علی نے اپنے لختِ جگر کو گلے سے لگا لیا اور زار و قطار رونے لگے۔ امام حسن ؑ نے عرض کیا اباجان میں نے آپ کو اس کام سے منع کیا تھا۔ آپ نے فرمایا بیٹا مجھے علم نہ تھا کہ معاملہ یہاں تک بگڑ جائے گا (الہدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۱)۔

جس طرح رافضی لَوْلَا عَلِيٌّ سے سیدنا فاروق کی توہین اور جہالتِ علمی کا پہلو نکال لیتے ہیں اسی طرح یہاں کوئی خارجی مولانا علی پر بکواس کر سکتا ہے لہذا ہم اس کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

بات یہ تھی کہ چاروں خلفاء کے بارے میں احادیث میں تصریحات موجود ہیں کہ یہی اس امت کی اعلیٰ ترین ہستیاں ہیں۔ خلفاء ثلاثہ کو تو مولانا علی میسر تھے مگر مولانا علی کے دورِ اقدس میں انہیں خلفاء ثلاثہ میسر نہیں تھے۔ آپ خود بار بار فرماتے ہیں کہ فَمَا أَرَىٰ يُشَبِّهُهُمْ مِنْكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ لَمَّا خُلَّيْنَا مِنَ الْمَعْرِفَةِ فَفُتِنَا بِأَقْوَامٍ يَتَصَدَّقُونَ (نہج البلاغہ صفحہ ۱۲۸) سیدنا فاروق کے بارے میں فرماتے ہیں کہ رَحَلَ وَ تَرَ كَهُمْ فِي طَرَفٍ مُتَشَعِّبَةٍ لَعْنَةُ اللَّهِ لَمَّا خُلَّيْنَا مِنَ الْمَعْرِفَةِ فَفُتِنَا بِأَقْوَامٍ يَتَصَدَّقُونَ (نہج البلاغہ صفحہ ۳۳۰)۔

جو صحابہ مولانا علی کے دورِ خلافت میں موجود تھے، مولانا علی کے اُن سے افضل اور اعلم ہونے پر احادیث وارد ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ لہذا ان کی رائے کا صائب ہونا ممکن تو ضرور تھا جس طرح مولانا علی کی رائے بعض اوقات خلفاء ثلاثہ کی رائے پر صائب ہو جاتی تھی۔ مگر مولانا علی کو مفضل صحابہ کی اصابتِ رائے کا دو شک نہیں ہوتا تھا۔ پھر بھی بعض اوقات اگر کسی صحابی کی رائے مولانا علی کی رائے سے بہتر ہوتی تو آپ ؑ حقیقتِ حال واضح ہو جانے کے بعد سیدنا فاروق

اعظم کی طرح صاف اعتراف فرما لیتے تھے رضی اللہ عنہم۔

غور فرمائیے تو معلوم ہوگا کہ صحابہ کرام کے ایک دوسرے کے مشورے مان لینے میں ان کی عظمت، وسعت قلبی اور لٹہیت پوشیدہ ہے۔ لَوْ لَا عَلَيَّ لَهْلَكْ عَمْرُ سَے فاروقِ عظم اور وسعتِ قلبی کو چار چاند ہی لگیں گے۔

یہاں ہم سیدنا علی المرتضیٰ ؑ کے نام نہاد عاشقوں سے پوچھتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ کی داڑھی مبارک ان کے سینہ اقدس کو بھر دیتی تھی۔ آپ ؑ عورت کی نصف دیت کے قائل تھے (بیہقی: ۸/۹۶)۔ آپ ؑ حق واضح ہو جانے کے بعد اپنے موقف سے رجوع کر لیتے تھے۔ آج آپ لوگ ان تمام باتوں میں مولاعلی کے خلاف چل رہے ہیں کَفَايَكُمْ وَذُرًّا۔

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَا طَعْنَهُ

دوسری طرف گالیوں کے جواب میں خاموش رہنا بھی مولاعلی کی سنت ہے اور الحمد للہ اس سنت پر عمل کرنے کی توفیق صاحبِ ضربِ حیدری کو ملی ہے۔ ہم آپ لوگوں کو سیدنا علی المرتضیٰ ؑ کا یہ شعر جوابا سناتے ہیں:

أَمْرٌ عَلَى اللَّيْتِمِ يَسْتَبْنِي فَمَضَيْتُ ثَمَّةَ فَلْتُ لَا يَغْنِيَنِي

ترجمہ: میں بد زبان کے پاس سے گزرا جو مجھے گالیاں دے رہا تھا، میں چپ کر کے آگے نکل گیا اور میں نے کہا یہ مجھے گالیاں نہیں دے رہا۔

باب العلم سیدنا علی المرتضیٰ ؑ کے علم کے بارے میں سیدنا ابن عباس ؓ اور کسی تابعی کا قول اگر اعلیت کا ملتا ہو تو اس کا تعلق خلفاء ثلاثہ کے بعد کے دور سے ہے۔ خاص طور پر معاصرین اور شاگرد حضرات جب اپنے استاد کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہیں تو وہ اپنے ذاتی تجربے اور مشاہدے کی حد تک بات کر رہے ہوتے ہیں اور اس میں ان کا اپنے استاد یا معاصر سے حسن ظن غالب ہوتا ہے۔ حضرت فاروقِ اعظم ؓ سے ایک آدمی نے کہا میں نے آپ سے افضل نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا کیا تم نے ابو بکر کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا: اگر تم بتاتے کہ تم نے ان میں سے کسی ایک کو بھی دیکھا ہے، تو تمہاری خیر نہیں تھی لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَا وَجَعْتُكَ ضَرْبًا (الریاض النضرہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۷ خرجه فی الفضائل وقال حدیث حسن، کنز العمال

۱۲/۲۲۳ حدیث رقم: ۵۶۱۲ (۳)۔ اور اگر کسی ایسے شاگرد کی طرف منسوب قول ہو ہی موضوع اور احادیث مرفوعہ صحیحہ سے متصادم، تو کون سا محقق اسے شمار میں لائے گا۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور بے شمار صحابہ فرمائیں کہ: دس میں سے نو حصے علم حضرت عمر کے پاس تھا (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴) اور سیدنا ابن عباس فرمائیں کہ: دس میں سے نو حصے علم حضرت علی کے پاس تھا (الاستیعاب صفحہ ۵۳۳) تو بتائیے ترجیح یا تطبیق کیسے ہوگی؟ ظاہر ہے دونوں باتوں کو اپنے اپنے دور پر محمول کرنا پڑے گا۔

لہذا اس موضوع پر اگر کسی بات کو حرفِ آخر کہا جاسکتا ہے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ارشادِ عالی ہے۔ ان جملوں میں ہم نے ایک اہم دخل مقدر کار دکر دیا ہے۔

تفضیلیوں کا چھٹا سوال

ہمیں خلفاء ثلاثہ سے کوئی بغض نہیں ہے مگر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری اور قربت کی وجہ سے ہماری محبت کا میلان مولا علی کی طرف زیادہ ہے جس کی وجہ سے ہم آپ کو افضل مانتے ہیں۔

جواب:۔ اولاً محبت کی وجہ سے افضل کہنا تو بڑی بات ہے، افضل مانے بغیر محض محبت کو غالب رکھنا ہی فساد کی جڑ ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مَنْ قَالَ عَلِيٌّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْجَمِيعِ فَهُوَ جَلٌّ وَغُلٌّ یعنی جس نے کہا کہ مجھے علی سب سے زیادہ پیارے ہیں تو وہ شخص نہایت کمینہ ہے (نبراس صفحہ ۳۰۳)۔

معروف چشتی بزرگ حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ فرماتے ہیں:

محبت با ایں ہر چہ اہل تلو	ز تفضیل شیخین کا رت کو
محبت بہر چہ اگر استوار	ولی فضل شیخین مفرط شمار
ورت فضل شیخین در دل کم ست	بنائی تو در رض مستحکم ست

یعنی ان چاروں ہی سے محبت کرنا بھلائی ہے اور شیخین کو فضیلت دینے میں تیرے انجام کی بہتری ہے۔ ان چاروں سے سچی محبت رکھ، لیکن شیخین کی فضیلت زیادہ مان اور اگر

تیرے دل میں شیخین سے محبت کم ہے تو سمجھ لے کہ تیری بنیادِ رُفُض میں مضبوط ہوتی چلی جا رہی ہے۔

جملہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور تمام علماء امت کا اسی پر اجماع ہے اور یہی اجماع اگلوں اور پچھلوں کی کتابوں میں لکھا ہوا اور شائع ہوا ہے (سبع سنابل صفحہ ۶۱)۔

آگے فرماتے ہیں: یہاں تک تو تمہیں یہ معلوم ہو گیا کہ یہ تفضیلی رافضی اس قسم کی بیہودگیاں بکتے ہیں لیکن ان کے بعض مقتدا یہ کہتے ہیں کہ علی مرتضیٰ ہمارے دادا ہیں اس وجہ سے ہم انہیں تمام خلفاء سے افضل مانتے ہیں اور کسی دوسرے کو ان پر فضیلت نہیں دیتے۔ لیکن میرے بھائی! فضل دینے کی فضیلت ان فضلاء سادات کے ہاتھ میں تو نہیں ہے کہ جسے چاہیں فضل دیں اور ایک کو دوسرے سے افضل جانیں بلکہ ذَلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآئِیْہِ تَوَالِدُہُ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے (سبع سنابل صفحہ ۷۸)۔ اس دنیا میں حکم ازلی کے مقابلے پر کون بازی جیت سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے تمام نبیوں کی بھی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔ حیدر کا فرزند پھر کیسے اس کے حکم سے باہر ہو سکتا ہے، ہاں مگر یہ وہی ہو سکتا ہے جس کے گمان میں حضرت علی مرتضیٰ خدائے تعالیٰ سے بے نیاز ہو چکے ہوں (سبع سنابل صفحہ ۷۹، ۸۰)۔

یہ کتاب سبع سنابل چشتی سلسلہ کی مایہ ناز کتاب ہے اور تصوف کے موضوع پر دنیا بھر میں چوٹی کی کتابوں میں شمار ہوتی ہے اور اس کے مصنف خود سادات خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن والے رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے شیخ حضرت خواجہ فخر الدین و الملت قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص حضرت علیؑ کو اس سبب سے زیادہ محبوب رکھتا ہے کہ آپ پیرانِ پیر ہیں یا اس کے جدِ امجد ہیں یا ایک شخص ایسا ہے جس کا پیشہ بہادری ہے اور حضرت علیؑ سے بہادری کی وجہ سے زیادہ محبت رکھتا ہے۔ یہ تمام اقسام محبت رُفُض کی طرف لے جانے والی ہیں اور ان سے اجتناب کرنا چاہیے (مقائیس المجالس صفحہ ۳۰۲)۔

ثانیاً علماء نے صاف لکھا ہے کہ اگر دین کی وجہ سے محبت ہے تو پھر اس محبت کا افضلیت کی ترتیب پر ہونا لازم ہے اور اگر کسی پر محبت کا ایسا غلبہ ہو کہ وہ بے بس ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ اپنی زبان کو بند رکھے اور شریعت کی بے ادبی نہ کرے (نبراس صفحہ ۳۰۳)۔

مثلاً اس قسم کی بھیجی محبت کے دعوے دار اگر تفضیل کا قول نہ بھی کریں تو پھر توازن نہیں رکھ سکتے اور اکثر دیگر صحابہ کے گستاخ ہو جاتے ہیں اور کم از کم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے تو ضرور ہی بغض رکھتے ہیں۔ آزا کر دیکھ لیجیے، مولاعلیٰ کی محبت میں غالی شخص ہمیشہ امیر معاویہ کا دشمن ہوگا۔

رابعاً جس طرح مولاعلیٰ رضی اللہ عنہ کا بغض ہلاکت ہے اسی طرح بے جا محبت بھی ہلاکت ہے۔ مولاعلیٰ خود فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایسی محبت کرنے والے ہلاک ہو جائیں گے جو میری ایسی شان بیان کریں گے جس کا میں حق دار نہیں يَقْرَظُنِي بِمَا لَيْسَ بِي (مسند احمد حدیث رقم: ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، مشکوٰۃ حدیث رقم: ۶۱۰۲، السنن الکبریٰ للنسائی حدیث رقم: ۸۲۸۸) يَذْهَبُ بِهِ الْحُبُّ إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ (نسخ البلاغہ خطبہ نمبر ۱۲)۔ لہذا خیریت اسی میں ہے کہ امت کا اجماعی اور اکثریتی راستہ اختیار کیا جائے وہ راستہ یہی ہے کہ بقول امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ تُفَضَّلُ الشَّيْخَيْنِ وَتُحِبُّ الْخَتَنَيْنِ یعنی ابوبکر اور عمر کو افضل جانو اور عثمان و علی سے محبت رکھو رضی اللہ عنہم۔

خامساً رافضی بھی اسی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ آپ سے ایک ہی قدم آگے ہیں۔ لہذا لفظ محبت استعمال کر کے اللہ اور اللہ کے رسول کو دھوکا نہیں دیا جاسکتا۔ محبت وہی معتبر ہے جو سواد اعظم کے فیصلے کے مطابق ہو اور سَيَهْلِكُ فِي زَجَلَانٍ کا مصداق نہ ہو۔

سادساً محبت کی وجہ سے افضل ماننا ایک نہایت بے ربط اور بے تکی بات ہے۔ مثلاً ہر شخص کو اپنی ماں سے محبت ہوتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پوری دنیا کی ماؤں سے افضل ہے۔

سابعاً اگر قرابت داری افضلیت کا معیار ہے تو حضرت امیر حمزہ اور سیدنا عباس بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما دونوں مولاعلیٰ کی نسبت حضور ﷺ کے زیادہ قریب ہیں۔ کہاں چچا اور کہاں چچا کا بیٹا۔ چچا کا بیٹا چچا کی موجودگی میں میراث سے بھی محروم رہتا ہے۔ بلکہ ان سب ہستیوں سے زیادہ قرابت دار سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو مولاعلیٰ سے بھی افضل ماننا پڑے گا اور خلافت کی حق دار بھی آپ ہی کو ماننا پڑے گا۔

ثامناً ہر دور میں علماء و اولیاء علیہم الرضوان نے نبی کریم ﷺ کے قرابت داروں سے محبت فرمائی ہے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے تفضیل کا قول نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر بن عیاش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر میرے گھر میں ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم

اکٹھے تشریف لے آئیں تو میں پہلے حضرت علیؑ سے پوچھوں گا کہ میرے لیے کیا حکم ہے اس لیے کہ آپؑ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرابت دار ہیں۔ لیکن مجھے آسمان سے گر کر مر جانا گوارا ہے مگر علی کو ابو بکر اور عمر سے افضل نہیں کہہ سکتا (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۴۰)۔

سیدنا ابن عمرؓ جب روضہ رسول کریمؐ پر حاضری دیتے تو صدیق اکبرؓ سے پہلے اپنے والد ماجد سیدنا فاروق اعظمؓ کو سلام کرتے اور عرض کرتے تھے کہ اگر آپ میرے باپ نہ ہوتے تو میں ابو بکر سے پہلے آپ کو ہرگز سلام نہ کرتا (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۲۱۱)۔

تفضیلیوں کا ساتواں سوال

کتب حدیث میں مولا علیؑ کے فضائل دیگر تمام صحابہ کی نسبت کثرت سے بیان ہوئے ہیں۔ یہ آپؑ کی افضلیت کا ثبوت ہے۔

جواب:- ہر کتاب میں یہ صورت حال نہیں ہے۔ صحاح ستہ (چھ کی چھ کتابیں) میں اور حدیث کی اعلیٰ درجے کی کتابوں میں صدیق اکبرؓ کے فضائل مولا علیؑ سے بڑھ کر بیان ہوئے ہیں۔ حدیث کی معتبر ترین کتابوں میں صدیقی اور علوی فضائل کی صورت حال اس طرح ہے۔

صدیق اکبرؓ کی شان میں احادیث مولا علیؑ کی شان میں احادیث

☆۔ بخاری:	۲۷	۷
☆۔ مسلم:	۱۸	۱۲
☆۔ ابوداؤد:	۱۰	۱۳ احادیث میں دیگر صحابہ کے ساتھ ضمنی فضیلت کا بیان
☆۔ ترمذی:	۳۰	۲۵
☆۔ نسائی مجتبى:	۱	•
☆۔ ابن ماجہ:	۹	۸
☆۔ مؤطا امام مالک:	•	•
☆۔ مؤطا امام محمد:	۴	•
☆۔ مسند امام اعظم:	۲ مرفوع	ایک مرفوع، ایک موقوف
☆۔ دارمی:	•	•

حدیث کی قدیم ترین کتب اور صحاح ستہ میں فضائل کا مکمل نقشہ آپ نے دیکھ لیا۔
باقی تمام کتابیں ان سے نچلے درجے کی سمجھی جاتی ہیں۔ ان نچلے درجے کی کتابوں کا بھی ہم جائزہ
لیں تو عین ممکن ہے یہی صورت حال سامنے آئے۔ لیکن اگر ان کتب میں صورت حال اس کے
برعکس بھی ہو تو وہ امام اعظم، امام مالک اور امام محمد کی کتب اور صحاح ستہ کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

ثانیاً علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ بعض کتب میں مولاعلیٰ کے فضائل کی تعداد زیادہ
لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ خوارج آپ ﷺ کے خلاف واویلا کرتے تھے۔ لہذا بعض علماء نے ان کا منہ
بند کرنے کے لیے آپ ﷺ کے حق میں احادیث کو کثرت سے بیان فرمایا (صواعق محرقة
صفحہ ۱۲۱، مرقاة جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۵، ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۲۶۰)۔ شیخ محقق علیہ الرحمہ نے
صاف لکھا ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے فضائل خارجیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے بیان
کیے گئے ہیں ورنہ خلفاء ثلاثہ کے فضائل و مناقب بھی اسی طرح بے شمار ہیں بلکہ مولاعلیٰ سے بڑھ
کر ہیں (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۷۴)۔ آج کے دور میں چونکہ روافض کی کارستانیاں بھی
اپنے زوروں پر ہیں لہذا مولاعلیٰ ﷺ کے حق میں پرانے علماء کے رویے پر قیاس کرتے ہوئے ہم
پر لازم ہے کہ اس زمانے میں خلفاء ثلاثہ کی شان کو کثرت سے بیان کریں اور احادیث کو ڈھونڈ
ڈھونڈ کر منظر پر لائیں۔ لیکن سخت ضروری ہے کہ جس طرح مولاعلیٰ ﷺ کے فضائل بیان کرتے
وقت علماء کے دلوں میں شیخین کا بغض نہیں تھا اسی طرح آج شیخین کے فضائل بیان کرتے ہوئے
مولاعلیٰ ﷺ کا بغض بھی نہیں ہونا چاہیے۔ اور نہ ہی کوئی بد بخت آدمی شیخین کے فضائل بیان کرنے
والوں کو مولاعلیٰ کا بغض سمجھے۔ ایسی حرکت وہی کرے گا جو خود رافضی ہوگا اور روافض کا یہی پرانا
وطیرہ ہے کہ اہل سنت کو جھٹ سے ناصبی قرار دیتے ہیں۔

ثالثاً مولاعلیٰ کے فضائل جو کتب میں مذکور ہیں انکی کیفیت اور قوت شیخین کے فضائل
سے بڑھ کر نہیں ہے۔ امام اہل سنت فرماتے ہیں: بعض فضیلتیں اس درجہ قبول و رضا میں واقع
ہوتی ہیں کہ وہ ایک عند اللہ ہزار پر غالب آتی ہے الخ (مطلع القمرین صفحہ ۲۰ قلمی)۔ جیسا کہ
حدیث شریف میں ہے کہ: عمر ایک نیکی ہے ابو بکر کی نیکیوں میں سے (مسند ابی یعلیٰ حدیث رقم:
۱۶۰۴)۔ دوسری حدیث میں ہے: واللہ ابو بکر کا ایک دن رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے (مطلع
القمرین قلمی صفحہ ۲۰)۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اس کی کئی مثالیں دی ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ: لَوْ وَزِنَ اِيْمَانُ اَبِي بَكْرٍ بِاِيْمَانِ الْعَالَمِيْنَ لَرَجَحَ يَعْنِي اگر ابو بکر کا ایمان تمام عالمین کے ایمان کے ساتھ تولایا جائے تو بھاری ہے (ابن عدی: ۱۰۱۲، من حدیث ابن عمر یاسناد ضعیف، وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ حَدِيثٌ رَقْمٌ: ۳۶ مَوْفُوعًا عَلٰی عُمَرَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ)۔

ماہنامہ دلیل راہ لاہور جس کے مدیر اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب ہیں۔ اس کے شمارہ جنوری، فروری 2010ء کے صفحہ ۴۳ پر الحاج بشیر حسین ناظم کا مضمون خلفائے راشدین اور حضرت سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے عنوان سے شروع ہوتا ہے۔ جناب ناظم صاحب لکھتے ہیں: اس پر جناب رسالت مآب ﷺ کا ارشاد گرامی ”اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ اَبُو بَكْرٍ“ دال ہے جو کسی بھی صحابی کے ہزار ہا مناقب پر بھاری ہے۔ اس سے انکار، انکارِ رسول اور انکارِ رسولِ حصولِ سقر (جہنم) کی جاہلانہ و احمقانہ کوشش۔ معاذ اللہ (ماہنامہ دلیل راہ لاہور جنوری، فروری 2010ء صفحہ ۴۴)۔

پیر سید نصیر الدین شاہ صاحب گولڑوی لکھتے ہیں: مجھ بچ میرز کے عقیدے کے مطابق اگر میزانِ عقیدہ کے پلڑے میں رسالت مآب ﷺ کے اظہارِ نبوت کے بالکل ابتدائی لمحات میں حضرت صدیق اکبر ﷺ کی وہ دو لفظی تصدیق رکھ دی جائے اور دوسرے پلڑے میں اس کے بعد سے قیامت تک کے اہل ایمان جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم، اہل بیت رضی اللہ عنہم، تابعین، اغواث و اقطاب، علماء و فقہاء اور شہداء سب شامل ہیں کے سرمایہ ایمان کو رکھ دیا جائے تو بخدا میرے صدیق اکبر ﷺ کا پلڑا بھاری ہوگا (راہ و رسم منزل ہا صفحہ ۲۳۶ مطبوعہ گولڑہ شریف)۔

مولانا علی ﷺ کے تمام فضائل و خصائص اور انکی عظمت مسلم ہے، ان کا انکار خارجیت ہے، مگر مذکورہ بالا توضیحات کے سامنے مان جائے کہ صدیق اکبر ﷺ کو نبی کریم ﷺ کا امامت کے مصلے پر کھڑا کر دینا ان تمام فضائل پر حاوی ہے، اور خود مولانا علی ﷺ نے اسی ایک فضیلت سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ: جسے رسول اللہ ﷺ نے ہمارا دینی لیڈر بنایا ہے ہم اسے اپنا دنیاوی لیڈر کیوں نہ بنائیں (الصواعق المحرقة صفحہ ۶۲)۔

رابعاً یہ بھی واضح رہے کہ مولانا علی ﷺ کے فضائل کو نسبتاً زیادہ بیان کرنے والے بعض علماء پر علمائے حق نے شیعہ ہونے کا الزام بھی دیا ہے جیسے حاکم۔ ان متشیعین میں سے بعض نے

رجوع بھی کر لیا۔

یہ بات بھی ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے کہ محمد بن سیرین علیہ الرحمہ نے روافض کی من گھڑت احادیث کے پیش نظر فرمایا ہے کہ اِنَّ عَامَّةَ مَا يُزَوَّى عَنْ عَلِيٍّ الْكَذِبُ یعنی مولا علی کی طرف منسوب کر کے روایت کی جانے والی اکثر باتیں جھوٹ ہوتی ہیں (بخاری حدیث رقم: ۷۰۷۳)۔

تفضیلیوں کا آٹھواں سوال

اہل بیت اطہار علیہم الرضوان میں سے کسی کو حضور ﷺ نے شانہ بشانہ چلایا، کسی کو شانوں پر بٹھایا۔ صحابہ کرام تو حضور ﷺ کی دست و قدم بوسی کرتے تھے مگر حضور ﷺ خود اہل بیت کو بوسہ دیتے تھے۔ صحابہ کرام حضور سے ہمکلام ہوتے وقت اپنے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان کرتے تھے جبکہ حضور ﷺ نے فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لیے فرمایا فِدَاكَ اَبِيّ وَ اُمِّي وَ اَبَايِیْ هُمَا وَ اُمِّي (حاکم، ابن حبان، ابن ابی شیبہ، طبرانی)۔

ثابت ہوا کہ خلافت ظاہری اور ولایت باطنی ایسی جدا جدا فضیلتیں ہیں کہ حضور ﷺ کے وفادار اور ادب شعار امتی صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں کبھی بھی مقابلہ اور موازنہ کا تصور نہیں کر سکتے (القول الوثیق صفحہ ۴۲، ۴۳)۔

جواب:- پوری امت نے یہ مقابلہ اور موازنہ کیا ہے اور نتیجہ یہ نکالا ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما کے فضائل اکثریتی اور کلی ہیں اور اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کی یہ فضیلتیں جزوی ہیں۔ یہ کوئی ایسا لا ینخل مسئلہ نہیں جس کی بنا پر سائل نے پوری امت کو بے وفا اور بے ادب کہہ دیا ہے۔ مثلاً علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: شیخین کی حسنین پر افضلیت پر امت کا اجماع ہے علیہم الرضوان (صواعق محرقة صفحہ ۵۸)۔ آگے فرماتے ہیں: حسنین کریمین کا محبوب کریم ﷺ کے جگر کے ٹکڑے ہونا ایک مسلم فضیلت ہے۔ لیکن بعض اوقات مفصول میں ایسی مخصوص شان ہوا کرتی ہے جو فاضل میں نہیں ہوتی۔ ایسی فضیلت سے کثرتِ ثواب مراد نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک خصوصی شرف اور اعزاز ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کی اولاد پاک میں ایک ایسا شرف ہے جو شیخین کو حاصل نہیں لیکن شیخین کثرتِ ثواب کے لحاظ سے، مسلمانوں اور اسلام کو نفع پہنچانے کے لحاظ سے، اللہ کا خوف اور تقویٰ سب سے زیادہ رکھنے کے لحاظ سے اپنے سوا ہر کسی سے بلند و بالا ہیں (صواعق

یہ ایک سیدھی سیدھی بات ہے کہ اس دنیا میں ہر شخص کوئی نہ کوئی ایسی خوبی رکھتا ہے جو دوسروں میں نہیں ہوتی۔ لیکن اس سے مجموعی طور پر افضلیت ثابت نہیں ہوتی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ہر عمرے کے موقع پر ابن عمر نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے (بخاری حدیث رقم: ۴۲۵۴)۔ سیدنا امیر حمزہ سید الشہداء ہیں (مستدرک حاکم حدیث رقم: ۴۹۴)۔ سیدنا جعفر ذوالجناحین ہیں (بخاری حدیث رقم: ۳۷۰۹، ۴۲۶۴)۔ حضرت خالد بن ولید اللہ کی تلوار ہیں (بخاری حدیث رقم: ۴۲۶۲)۔ آپ نے ایک جنگ میں سات تلواں توڑ دیں (بخاری حدیث رقم: ۴۲۶۵، ۴۲۶۶)۔ حضرت سعد سب سے پہلے تیر انداز ہیں (بخاری حدیث رقم: ۴۳۲۶، ۴۳۲۷)۔ حضرت ابو عبیدہ آمینُ الأُمّة ہیں (بخاری حدیث رقم: ۴۳۸۰)۔ ابن عباس جنّزُ الأُمّة ہیں (مستدرک حدیث رقم: ۶۳۹۰)۔ فاروق اعظم محدث امت ہیں (بخاری حدیث رقم: ۳۴۶۹)۔ ابو ہریرہ احادیث کے سب سے بڑے راوی ہیں اور انہیں حافظہ عطا ہوا ہے (بخاری حدیث رقم: ۱۱۸، ۱۱۹)۔ حضرت حذیفہ صاحبِ سِرِّ رَسُولِ اللہ ﷺ ہیں (بخاری حدیث رقم: ۳۷۱۱)۔ سب لوگ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت تمیم داریؓ سے دجال کا قصہ حَدَّثَنِي تَمِيمُ الدَّارِي فرما کر روایت کیا ہے (مسلم حدیث رقم: ۷۳۸۶)۔ حضرت زید بن حارث واحد صحابی ہیں جن کا اسم گرامی قرآن میں موجود ہے۔ غور فرمائیے، اگر مولا علی کا اسم گرامی قرآن میں موجود ہوتا تو رافضی اور تفضیلی اسے کہاں پہنچا دیتے۔ سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں، سب سے بڑے میراث کے عالم زید بن ثابت ہیں، حلال حرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبل ہیں، سب سے سچے ابو ذر ہیں، سب سے بڑے حیاء والے حضرت عثمان ہیں، سب سے بڑے قاضی مولا علی ہیں، لختِ جگر ہونے کا اعزاز سیدۃ النساء اور حسنین کریمین کو حاصل ہے اور یہ اعزاز مولا علی کو بھی حاصل نہیں (رضی اللہ عنہم)۔

غور فرمالیجیے۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی یہ تمام فضیلتیں جدا جدا نوعیت کی فضیلتیں ہیں۔ مگر یہ سب جزوی فضائل پر محمول ہیں اور افضلیتِ شیخین پر اثر انداز نہیں ہو سکتیں۔ پھر

مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اگر یہ جزوی فضیلت حاصل ہو بھی تو اس کا مجموعی افضلیت سے موازنہ کیونکر بے ادبی ہو سکتا ہے؟ اس پر پوری امت مسلمہ کو بے ادب ہو جانے کی دھمکی دینا محض پرانی رافضیانہ حرکت کے سواء اور کیا ہو سکتا ہے؟۔ جب پوری امت کا ضمیر مطمئن ہے اور پوری امت اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کی ادب شعار ہے تو کسی رافضی کے فتوے کے خوف سے ہمیں سوادِ اعظم کی لائن چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے؟

سائل نے سیدۃ النساء اور حسنین کریمین علیہم الرضوان کے حق میں محبوب کریم ﷺ کا فرمان بطور خاصہ نقل کیا ہے کہ میرے ماں باپ ان پر خدا ہوں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ انہیں بخاری اور مسلم جیسی بلند پایہ کتابوں میں سیدنا زبیر بن عوام اور سیدنا سعد بن ابی وقاص کے حق میں محبوب کریم ﷺ کے یہی الفاظ نظر نہیں آئے۔

آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا اِزْمِ فِدَاکَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ یعنی تیر چلاؤ تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں (بخاری حدیث رقم: ۲۹۰۵، ۴۰۵۸، ۴۰۵۹، ۶۱۸۴، مسلم حدیث رقم: ۶۲۳۳، ترمذی حدیث رقم: ۳۷۵۴، ابن ماجہ حدیث رقم: ۱۲۹)۔ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: فِدَاکَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ (بخاری حدیث رقم: ۳۷۲۰، مسلم حدیث رقم: ۶۲۴۵، ترمذی حدیث رقم: ۳۷۴۳، ابن ماجہ حدیث رقم: ۱۲۳)۔

تفصیلیوں کا نواں سوال

ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ حضرت سلمان، ابوذر، مقداد، خباب، جابر، ابوسعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضرت علی اپنے علاوہ سب سے افضل ہیں اور آپ سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔

جواب:- پہلی بات تو یہ ہے کہ افضلیتِ شیخین پر اجماع، دورِ صحابہ بلکہ دورِ رسالت مآب میں ہی منعقد ہو چکا تھا۔ یہ اجماع اتنا معروف اور فلک شگاف تھا کہ خود نبی کریم ﷺ نے اس اجماع پر اطلاع پائی اور انکار نہیں فرمایا فَيَسْمَعُ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَا يَنْكَرُہُ۔ اب اچانک 463 ہجری میں وفات پانے والے ابن عبد البر اس روایت کو نکال لائیں جبکہ دائیں بائیں آگے پیچھے ایسی کوئی بات نظر نہ آ رہی ہو تو ایسی روایت کو موضوع یا الحاقی نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟

چنانچہ علامہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقة صفحہ ۵۸ پر، شیخ محقق نے تکمیل الایمان صفحہ ۵۷ پر اور علامہ پرہاروی علیہم الرحمۃ نے مرام الکلام صفحہ ۴۶ پر لکھا ہے کہ یہ روایت غیر معتبر ہے۔ قَالَ الْأَوَّلُ فَهُوَ شَيْءٌ غَرِيبًا نَفَرَدَعْنِ غَيْرِهِ مِمَّنْ هُوَ أَجَلُ مِنْهُ حِفْظًا وَإِطْلَاعًا فَلَا يَعُولُ عَلَيْهِ وَقَالَ الثَّانِي إِنْ قَوْلُ ابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ مَقْبُولٌ وَمُعْتَبَرٌ نِيسَتِ زَيْرَا كَمَا رَوَيْتَ شَاذَهُ كَمَا مَخَالَفَ قَوْلَ جَمْهُورٍ افْتَدَى مُعْتَبَرٌ نَبَاشِدٍ وَجَمْهُورٌ ائِمَّةٌ دَرَسَ بِبَابِ اجْتِمَاعِ نَقْلِ مِى كُنْتُمْ وَقَالَ الثَّلَاثُ عَلَيْهِمُ الرِّحْمَةُ هَذَا إِمَّا تَنْفَرَدَ بِهِ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ۔ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ زبردست تفصیل کے بعد فرماتے ہیں: ابو عمر کی یہ حکایت غریبہ روایت معلول اور درایت غیر مقبول اور اس کی تسلیم میں حفظ حرمت صحابہ سے عدول اور بر تقدیر ثبوت ظن غالب ملحق بر حد یقین کہ ان صحابہ کا کلام فضل جزئی پر محمول (مطلع القمرین صفحہ ۸۰ قلمی)۔ اہل علم غور فرمائیں اعلیٰ حضرت نے چند لفظوں میں سکے بٹھا دیے ہیں۔

علامہ محب طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وَهَمَّ فِي ذَلِكَ أَبُو عَمَرَ غَلَطًا ظَاهِرًا يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْبَرِّ سَيِّئَ رَوَايَةٍ لَكَهْ ذَا لَنِي فِي سَخْتِ غَلَطِي هُوَ (الرياض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۸۰)۔ علماء نے اس بات کو کھول کھول کر بیان فرمایا ہے کہ افضلیت شیخین کا مسئلہ قطعی اور اجماعی ہے، اور اس کے خلاف شیعہ اور اہل بدعت کی پیش کردہ روایات کی کوئی اہمیت نہیں لَا مَبَالَاةَ بِأَقْوَالِ أَهْلِ التَّشْيِيعِ وَ أَهْلِ الْبِدْعِ (الباعث الحثیث لابن کثیر النوع التاسع والثلاثون: باب معرفة الصحابة صفحہ ۱۲۸، تدریب الراوی جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اجماع صحابہ کے خلاف پیش کیے جانے والے تمام اقوال کا زبردست رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: كُلُّ هَذَا مَرْدُودٌ بِمَا تَقَدَّمَ مِنْ جَوَابَةِ أَجْمَاعِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ عَلَى أَفْضَلِيَّةِ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ عَلَى سَائِرِ الصَّحَابَةِ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ عَلِيٍّ وَهُوَ الْمَذْكُورُ فِي الْمَجَامِعِ وَ الْمَشَاهِدِ وَ عَلَى الْمَنَابِرِ الخ یعنی یہ تمام اقوال مردود ہیں، بوجہ صحابہ اور تابعین کے اس اجماع کے جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ تمام صحابہ میں ابو بکر اور پھر عمر سب سے افضل ہیں، پھر عثمان پھر علی۔ اور یہ مسئلہ مسلمانوں کے مجمع جات میں، مشاہد میں اور منبروں پر بیان ہوتا رہتا ہے۔ اسی لیے ہمارے شیخ نے فرمایا کہ جس نے تفضیل عمر کا قول کیا اس کا

تمسک و اہیات ہے اور جس نے سیدنا عباس کی تفضیل کا قول کیا وہ ناپسندیدہ ہے، ایسے قول کا قائل اہل سنت میں سے نہیں، بلکہ وہ تو اہل ایمان میں سے نہیں لَیْسَ قَائِلُهُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ بَلْ وَ لَا مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ (فتح المغیث ۱۲۹/۳)۔

اگر تفضیلیہ کے سینے میں معمولی سا بھی خوفِ خدا موجود ہو اور اگر مزید کچھ نہیں تو ذِغَمَا یُرِیْنِکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْنِکَ کی باریکیوں کو ہی سمجھتے ہوں تو امام سخاوی کے مذکور بالا الفاظ ان کے جگر سے پار ہو جائیں اور وہ اس قسم کے موضوع، انفرادی، مؤول اور مرجوح اقوال کا سہارا لینے سے کان پکڑ کر توبہ کر لیں۔

مزید عبرت نامہ ملاحظہ فرمائیے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والوں کو اہل سنت سے خارج قرار دیتے ہوئے ان کے فرقوں کا نام اہل سنت نہیں مانتے بلکہ لکھتے ہیں کہ: تفضیل عمر کا قول کرنے والے فرقے کا نام خطابیہ ہے، تفضیل عمر کا قول کرنے والوں کا نام شیعہ ہے، تفضیل عباس کا قول کرنے والوں کا نام راوندیہ ہے (تدریب الراوی جلد ۲/۱۹۶)۔

حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ تفضیلی رافضیوں کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وہ روایتیں اور وہ مسئلے جو اجماع امت کے مخالف اور مناقض ہیں، ہر اس غیر مسموع، ناقابل قبول اور محض غلط ہیں (سبع سنابل صفحہ ۷۵)۔

اس کتاب الاستیعاب کے بارے میں بھی کچھ سماعت فرمالیجیے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وَ مِنْ أَحْسَنِهَا وَ أَكْثَرِهَا فَوَائِدَ "الْاِسْتِيعَابَ" لِابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ لَوْ لَا مَا شَأْنُهُ بِذِكْرِ مَا شَجَرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ وَ حُكَايَتِهِ عَنِ الْأَخْبَارِيِّينَ یعنی صحابہ کرام کے بارے میں الاستیعاب بڑی اچھی اور کثیر الفوائد کتاب ہے جو ابن عبدالبر نے لکھی ہے، لیکن کاش اس کتاب میں یہ کمزوری نہ ہوتی کہ صحابہ کی باہمی مشاجرت بیان کرنے میں اور اخباری لوگوں کی باتیں قبول کرنے میں ان سے نامناسبی ہوئی (تقریب النواوی جلد ۲ صفحہ ۱۸۴)۔

تقریب النواوی کی مذکورہ بالا عبارت کی شرح میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَالْغَالِبُ عَلَيْهِمُ الْاِسْتِخَارَ وَ التَّخْلِیْطُ فِيمَا يَزُوْنُهُ یعنی اخباری لوگوں سے مراد ایسے لوگ ہیں جن پر اپنی روایات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا اور خلط ملط کرنا غالب

ہے) (تدریب الراوی جلد ۲ صفحہ ۱۸۵)۔

ابن عبدالبر سے ایک واضح تسامح یہ ہوا ہے کہ انہوں نے سیدنا ابو طفیل ؓ کے بارے میں لکھ دیا ہے کہ وہ سیدنا مرتضیٰ کریم ؓ کو شیخین سے مقدم سمجھتے تھے۔ لیکن اس بات کی تردید ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے فرمادی ہے کہ حضرت ابو طفیل مرتضیٰ کریم کو صرف سیدنا عثمان غنی ؓ سے افضل سمجھتے تھے۔ ان کے زبردست الفاظ پڑھیے: وَلَا يَخْفَى أَنَّ تَقْدِيمَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الشَّيْخَيْنِ مُخَالَفٌ لِمَذْهَبِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَلَى مَا عَلَيْهِ جَمِيعُ السَّلَفِ، وَإِنَّمَا ذَهَبَ بَعْضُ الْخُلَفَاءِ إِلَى تَفْضِيلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَمِنْهُمْ أَبُو الطُّفَيْلِ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۲)۔ اب اس کے بعد ابن عبدالبر کی اس قسم کی کسی بات کا اعتبار نہ رہا۔

ثانیاً اگر بالفرض یہ روایت مان بھی لی جائے تو اکثریت اور سواد اعظم کا انکار بھی کوئی معمولی آفت نہیں۔ اگر ایسی روایات کو لفٹ کرائی جانے لگی تو ہر موضوع پر علماء کے اتنے زیادہ تفردات ہیں کہ انکی مدد سے اسلام سے الگ ایک مکمل میتھالوجی تیار کی جاسکتی ہے۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اسکی بعض زبردست مثالیں دی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حدیث مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاهُ کی صحت مختلف فیہ ہے۔ جمہور ائمہ اسے صحیح جانتے ہیں اور ابوداؤد صاحب سنن اور ابوحاتم رازی وغیرہما اجلہ اکابر محدثین نے اس میں جرح و طعن کیا ہے۔ اگر کوئی شخص انکی جرح کا اعتبار کرتے ہوئے عیاذاً باللہ حضرت مولیٰ کا مولیٰ المسلمین ہونا نہ مانے تو اس پر جتنی ملامت تم کرو گے اس سے زیادہ ملامت کے حق دار تم خود ہو۔ بلکہ اگر کوئی عارف بصیر تمہارے سامنے حدیث لَحْمِيٍّ مِنْ لَحْمِيٍّ وَدَمُهُ مِنْ دَمِيٍّ کی اسناد مظلم و شیخ کی خرابیاں ظاہر کرے گا تم اسکے دشمن ہو جاؤ گے۔ حالانکہ وہ روایت واقعی موضوع ہے جسے کوئی ماہر فن قبول نہیں کر سکتا (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۷۵)۔

ثالثاً ہماری بحث اس میں ہے کہ کثرتِ ثواب اور قرب و وجاہت میں کون آگے ہے۔ جبکہ اس روایت میں واضح احتمال اس بات کا ہے کہ اس سے مراد جزوی فضیلت ہو۔ چنانچہ اسی روایت کے اندر یہ الفاظ موجود ہیں کہ إِنَّ عَلَيْنَا أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ یعنی سب سے پہلے اسلام لائے۔ یہ بات سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کے پہلے اسلام لانے والی روایات کا اعتبار کرتے ہوئے کہی گئی ہے۔ یہ جواب شیخ محقق، علامہ ابن حجر مکی، علامہ پرہاروی اور فاضل بریلوی علیہم الرحمہ نے

لکھا ہے۔ اس طرح خرقِ اجماع بھی نہ ہوا اور تطبیق بھی ہو گئی۔

رابعاً بھرے مجمع میں فاروقِ اعظم وغیرہ صحابہ نے صدیق اکبر کی افضلیت مطلقہ ثابت کی اور افضلیت ثابت ہو جانے کے بعد انہیں خلافت سونپی گئی۔ اس مجمع میں وہ صحابہ بھی موجود تھے جن کا نام ابنِ عبدالبر نے لیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان صحابہ نے اس وقت زبان کیوں نہ کھولی اور حق کا اظہار کیوں نہ فرمایا؟

خامساً ابنِ عبدالبر نے جس طرح یہ روایت لکھ ڈالی ہے اسی طرح اسی کتاب میں یہ بات بھی کہہ دی ہے کہ متاخرین میں بعض صالحین ایسے ہیں کہ اہل بدر و حدیبیہ کے سواء باقی تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ ابنِ عبدالبر کی یہ بات بالکل درست نہیں۔ اسی طرح اُس روایت کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔

سادساً حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت جابرؓ خود ایسی متعدد احادیث کے راوی ہیں جن میں افضلیتِ صدیق کی تصریح موجود ہے۔ مثلاً حضرت ابوسعید سے بخاری میں لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا، تَرَمَدِي فِي وَرْزَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ، بخاری اور مسلم میں إِنَّ مِنْ أَمَنِ النَّاسِ عَلَيَّ فِي مَالِهِ وَ صُحْبَتِهِ أَبُو بَكْرٍ، ابنِ ماجہ و طبرانی میں أَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ روایت کی گئی ہیں۔ یہی حدیث سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ طبرانی اوسط میں حضرت جابر سے روایت کی گئی ہے اور حضرت جابر ہی سے مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَيَّ أَحَدٍ مِّنْكُمْ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ طبرانی اور دارقطنی کی العلل جلد ۱۳ صفحہ ۳۸۰ میں روایت کی گئی ہے اور جب یہ دو صحابہ تفصیلِ شیخین کے قائل نکلے تو باقی پانچ کی طرف تفصیل مولیٰ کے انتساب کا کیا اعتبار رہ گیا؟

اب ان معتبر ترین کتب کی روایات کا اعتبار کیا جائے یا ایک ابنِ عبدالبر کی بات کو لے کر احادیث کے انبار کو فراموش کر دیا جائے؟

سابعاً اس میں تو آپ کو بھی شک نہ ہوگا کہ ابنِ عبدالبر کی یہ روایت کم از کم شاذ ضرور ہے۔ انہی سات صحابہ میں حضرت ابوذر غفاری بھی شامل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قَيْدَ شِبْرِ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ غُنْفِهِ یعنی جس نے ایک بالشت بھی جماعت کو چھوڑا اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی (بخاری حدیث رقم: ۷۰۵۳، مسلم حدیث رقم: ۴۷۹۰، مستدرک حاکم حدیث رقم: ۴۰۵ وَاللَّفْظُ لَهُ)۔

پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسی حدیث کا راوی خود اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف چلے۔ اور اگر ایسی بات ابن عبد البر کی کتاب میں کہیں لکھ دی گئی ہے تو کم از کم آپ تو ایسی روایت پر اعتماد نہ کریں اور اسلام کی رسی اپنی گردن سے نہ اتاریں۔

ثامنایہ بھی واضح رہے کہ ابن عبد البر کا اپنا عقیدہ اور اعتماد اس روایت پر نہیں ہے۔ بلکہ وہ خود افضلیتِ شیخین کے قائل ہیں۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں کہ وَأَهْلُ السَّنَةِ الْيَوْمَ عَلَى مَا ذَكَرْتُ لَكَ فِي تَقْدِيمِ أَبِي بَكْرٍ فِي الْفَضْلِ عَلَى عُمَرَ، وَتَقْدِيمِ عُمَرَ عَلَى عُثْمَانَ، وَتَقْدِيمِ عُثْمَانَ عَلَى عَلِيٍّ، یعنی آج بھی اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ افضلیت میں ابو بکر عمر سے آگے ہیں، عمر عثمان سے آگے ہیں اور عثمان علی سے آگے ہیں (الاستیعاب لابن عبد البر صفحہ ۵۳۸)۔

ابوحن ثقفی کے اشعار یوں نقل کرتے ہیں

وَسَمَّيْتُ صِدِّيقًا وَكُلَّ مُهَاجِرٍ سِوَاكَ يُسَمِّي بِاسْمِهِ غَيْرَ مُنْكَرٍ
سَبَقْتُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَاللَّهِ شَاهِدٌ وَكُنْتُ جَلِيسًا بِالْعَرِيشِ الْمُشْهَرِ
وَبِالْغَارِ إِذْ سَمَّيْتُ بِالْغَارِ صَاحِبًا وَكُنْتُ رَفِيقًا لِلنَّبِيِّ الْمُطَهَّرِ

ترجمہ:- تیرا نام صدیق رکھا گیا ہے جبکہ باقی تمام مہاجرین کو انکے اپنے ہی نام سے یاد کیا جاتا ہے اور اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوا۔ اللہ گواہ ہے کہ تو نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور تو عریش بدر میں نبی کا ہم مجلس تھا۔ اور غار میں بھی حضور کا ساتھی تھا اور تیرا نام یا غار پڑ گیا (الاستیعاب صفحہ ۴۳۱)۔

غور کیجیے۔ ان اشعار میں سَبَقْتُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَاللَّهِ شَاهِدٌ قسم کھا کر کہا جا رہا ہے کہ صدیق اکبر سب سے پہلے اسلام لائے۔ یہ صریح ضد ہے اُس عبارت کی جس میں سات صحابہ کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ سب سے پہلے اسلام لائے۔

پھر یہی علامہ ابن عبد البر اپنی اسی کتاب الاستیعاب میں حکم بن حجل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؑ نے فرمایا کہ لَا أَجِدُ أَحَدًا فَضَّلَنِي عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ إِلَّا جَلَدْتُهُ حَدَّ الْمَفْتَرِيٍّ، یعنی میں جسے پاؤں گا کہ ابو بکر اور عمر سے افضل کہتا ہے اسے مفتری کی حد لگاؤں گا (الاستیعاب صفحہ ۴۳۲)۔

اب بتائیے ہم آپ کی پیش کردہ مردود کائنات روایت کو قبول کریں یا اسی کتاب میں

لکھا ہوا مولائے کائنات کا قول متواتر تسلیم کریں؟ یہاں ایک اہم نکتے پر غور فرمائیے۔ سیدنا علی المرتضیٰؑ کے اس متواتر اور ثابت شدہ فرمان اور اعلان کے صادر ہو جانے کے بعد کسی شخص پر عملاً اس حد کا جاری ہونا ثابت نہیں ہوا، جس سے واضح ہو گیا کہ اس کے بعد افضلیت شیخین کے انکار سے ہر کوئی توبہ کر گیا تھا۔ اس حد کا جاری نہ ہونا اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ الاستیعاب میں مذکور تمام صحابہ کرام میں سے کوئی بھی افضلیت شیخین کا منکر نہیں تھا اور یہ روایت موضوع ہے۔

تاسعاً آپ بتائیے، ابن عبدالبر کی اس روایت میں افضلیت سے مراد خلافت ظاہری میں افضلیت ہے یا ولایت باطنی میں؟ اگر خلافت ظاہری میں افضلیت مراد ہے تو یہ آپ کے اپنے موقف کے خلاف ہے اور اگر ولایت باطنی میں افضلیت مراد ہے تو اس روایت میں ایسی افضلیت پر مطلق افضلیت کا اطلاق موجود ہے اور ہم بھی یہی چنچ رہے ہیں کہ ولایت باطنی میں افضلیت سے مطلق افضلیت لازم آتی ہے اور اس کا قائل تفضیلی ہے۔ اب آپ یا تو مولانا علی کی افضلیت سے مراد بھی خلافت ظاہری میں افضلیت لیجیے یا آپ کی افضلیت مطلقہ مان کر کھلم کھلا اپنے تفضیلی ہونے کا اعلان کیجیے یا پھر اس روایت کو ہر لحاظ سے ایک معممہ سمجھتے ہوئے اس سے جان چھڑا لیجیے۔

میں نہیں کہتا کہ ایسا کیجیے جو لگے آسان ویسا کیجیے

عاشراً صاف اجماعی عقائد کو چھوڑ کر اس قسم کی روایات پر اعتماد کر کے بیٹھ جانا سبیل المؤمنین سے انحراف ہے۔ حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الشَّيْطَانَ ذَنْبُ الْاِنْسَانِ كَذَنْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ وَاَيَاكُمْ وَالشُّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ یعنی شیطان انسان کا بھیڑیا ہے جیسے ایک بھیڑیا بکریوں کا ہوتا ہے۔ وہ اس بکری کو پکڑ لیتا ہے جو شاذ یعنی اکیلی بھاگ جائے یا ریوڑ سے دور ہو جائے یا کنارے کنارے چرتی ہو۔ تنگ راہوں اور گھاٹیوں سے بچ کے رہو۔ اور جماعت و جمہور کا ساتھ مت چھوڑو (مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۸۷ حدیث رقم: ۲۲۱۶۸)۔

تفضیلی رافضیوں سے ہم درخواست کرتے ہیں کہ معراج جسمانی پر اجماع، خلفاء اربعہ کی خلافت پر اجماع اور سب شیخین کی ممانعت کے دلائل پر غور فرمائیے۔ جو پھڈے بازی آپ افضلیت شیخین پر اجماع کے خلاف کر رہے ہیں اس سے زیادہ مکاریوں کی گنجائش ان تمام موضوعات میں موجود ہے۔ خصوصاً مولانا علیؑ کی خلافت پر وہ تمام اعتراضات بدرجہ اولیٰ وارد

ہو جائیں گے جنہیں آپ افضلیت شیخین پر وارد کر رہے ہیں۔ بلکہ تفضیلیوں کی روش کے مفاسد جیت حدیث، حیات مسیح علیہ السلام اور گستاخ رسول کی سزا جیسے مسائل کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ آپ جس طرح تصریحات کے مقابلے پر اٹکل چلا رہے ہیں اور محکم کو متشابہ کی طرف لوٹا رہے ہیں، اس طرح متداول دینی کتب سے اعتماد اٹھ جائے گا اور پرویز یوں، غالی رافضیوں اور قادیانیوں کو کھلا راستہ دستیاب ہو جائے گا۔ اور اگر بفرض محال افضلیت شیخین کا عقیدہ محض جمہور کا ہی عقیدہ ہو تو جمہور کے فیصلے کو بھی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہیے، اسکی مخالفت پر بھی مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ کی وعید موجود ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمت اللہ علیہ نے حد کردی، فرمایا: اگر تفضیل شیخین کے خلاف کوئی حدیث صحیح بھی آئے قطعاً واجب التاویل ہے اور اگر بفرض باطل صالح تاویل نہ ہو واجب الرد، کہ تفضیل شیخین متواتر و اجماعی ہے اور متواتر و اجماع کے مقابل اُحاد ہرگز نہ سنے جائیں گے (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۹)۔

تفضیلیوں کا دسواں سوال

جہاں شیخین کی افضلیت بیان ہوئی ہے وہاں اہل بیت اطہار مستثنیٰ ہیں۔ اہل بیت نبی کریم ﷺ کے جگر کے ٹکڑے اور بضع ہیں۔ اور وہ آپ ﷺ ہی کے حکم میں ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علی اہل بیت میں سے ہیں انہیں دوسرے صحابہ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا (الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۸۰)۔

جواب:- یہ حدیث الریاض النضرۃ میں کسی سند اور حوالے کے بغیر منقول ہے۔ اس سے فوراً پہلے یہ لکھا ہے کہ حدیث ابن عمرؓ ثَمَّ نَسَكْتُ کے پیش نظر پہلے تین خلفاء کے بعد سیدنا علی المرتضیٰؓ کی افضلیت کا انکار غلط ہے، اور آپ ﷺ کے چوتھے نمبر کی افضلیت کا انکار کرنے والے خوارج کی تردید کرتے ہوئے محب طبری نے یہ استثناء بیان کیا ہے۔ گویا اس استثناء کا تعلق خلفائے ثلاثہ کے علاوہ دیگر صحابہ سے ہے، جس کا جی چاہے الریاض النضرۃ کے اصل الفاظ پڑھ کر دیکھ لے عِلْمَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ لَمْ يَرِذْ بِأَحَادِيثِهِ الْمُتَقَدِّمَ ذَكَرَهَا فِي بَابِ الثَّلَاثَةِ نَفَى أَفْضَلِيَّةَ عَلِيٍّ بَعْدَ عُثْمَانَ وَيَذُلُّ عَلَى ذَالِكِ أَنَّهُ قَدْ جَاءَ فِي بَعْضِ طُرُقِ حَدِيثِهِ: فَقَالَ رَجُلٌ لِبْنِ عُمَرَ يَا أَبَا

عَبْدُ الرَّحْمَنِ، فَعَلَيْ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ عَلَيَّ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ لَا يُقَاسُ بِهِمْ۔ یہ ہیں الریاض النضرۃ کے اصل الفاظ۔ روافض کی ہر بات کا جواب انہی کی پیش کردہ عبارت کے آگے یا پیچھے موجود ہوتا ہے۔

اور اس حدیث کے اگلے الفاظ یہ ہیں: فَاطِمَةُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي دَرَجَتِهِ وَ عَلَيٍّ مَعَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ یعنی سیدہ فاطمہ الزہراء رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں اور حضرت علی سیدہ فاطمہ کے ساتھ ہیں (الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۸۰)۔ اگر اس حدیث کو صحیح مانا جائے تو نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے بڑا رتبہ سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء کا ثابت ہو رہا ہے۔ اس طرح عقیدہ تفضیل کا توازن بگڑ جائے گا اور یہ بات بالکل حق ہے کہ اجماعی عقائد کے خلاف چلنے والا شخص، تحقیقی توازن تو کجا، اپنا دماغی توازن بھی برقرار نہیں رکھ سکتا۔

ثانیاً اسی الریاض النضرۃ میں کئی احادیث ہیں جو مولیٰ علی کو اس ترتیب میں داخل کر رہی ہیں۔ مثلاً سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ نے فرمایا سب سے افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر میں (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۵۷)۔ بتائیے، آپ نے اسی کتاب کی دیگر احادیث کو مد نظر کیوں نہ رکھا؟۔ احادیث میں چاروں خلفاء راشدین کے نام اسی ترتیب سے بیان ہوئے ہیں ابو بکر و عمر و عثمان و علی (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۴۲، الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۴۷، کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۲ حدیث رقم: ۳۳۰۸۹)۔ اسی پر صحابہ کرام اور تابعین کا اجماع ہے کہ سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۱۳)۔

ثالثاً علماء اور صوفیاء نے بھی صاف لکھا ہے کہ أَفْضَلُ الْأَوَّلِيَّائِ الْمُحَمَّدِيَّيْنَ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ (الایواقیت والجواہر صفحہ ۴۳، شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۲، متن عقائد نسفی صفحہ ۳، نبراس صفحہ ۳۰۳، شرح مقاصد جلد ۲ صفحہ ۲۹۸)۔ پھر استثنیٰ کہاں رہا؟

رابعاً اگر جگہ کے ٹکڑے ہونا استثنیٰ کا سبب ہے تو پھر مولیٰ علی تو جگہ کے ٹکڑے (بضع رسول) نہیں بلکہ چچا زاد بھائی ہیں۔ ان کا استثنیٰ کس بہانے سے کرو گے؟
خامساً اگر یہی بہانہ ہے تو پھر سیدۃ النساء کو سب سے افضل ہونا چاہیے جن کے بارے

میں نص موجود ہے کہ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّي (بخاری حدیث رقم: ۳۷۷۷)۔ اب عقیدہ تفضیل کا تو شیرازہ بکھر گیا۔

سادسا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے بارے میں امت کا اجماع موجود ہے کہ ان سے شیخین افضل ہیں (صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۹)۔

سابعاً اگر یہی بات تھی تو آپ کو خلافت ظاہری اور ولایت باطنی کی تفریق کا چکر چلانے کی کیا ضرورت پڑی؟ ہر طرح کی فضیلت سے مولاعلیٰ کا استثنیٰ کر لیا ہوتا۔

ثامناً خود مولاعلیٰ ﷺ کے فرمان سے بھی ظاہر ہے کہ آپ اس تفضیل سے مستثنیٰ نہیں۔ چنانچہ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم خود ارشاد فرماتے ہیں کہ مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ (بخاری حدیث رقم: ۳۷۷۱)۔ اور اگر اسے آپ کسرِ نفسی پر محمول کریں تو امام باقر علیہ الرحمہ کیوں فرما رہے ہیں کہ هُوَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ یعنی آپ مومنوں میں سے ایک ہیں (صواعقِ محرقہ صفحہ ۴۱)۔

تاسعاً اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو مزید سنئے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں جس نے مجھے ابو بکر اور عمر سے افضل کہا میں اسے اسی کوڑے ماروں گا (صواعقِ محرقہ صفحہ ۶۰)۔ اب بتائیے یہ کیسی کسرِ نفسی ہے کہ سچ بولنے پر اگلے کا کباڑا کر دیا جائے۔

عاشراً آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے مرتبے اور ابو بکر کے مرتبے کو خوب سمجھ کر فیصلہ دیا اور ابو بکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا (صواعقِ محرقہ صفحہ ۶۲)۔ نیز فرمایا کہ اللہ نے ابو بکر کو ہم سے بہتر سمجھا تو اسے ہم پر ولایت دے دی (مستدرک حدیث رقم: ۴۷۵۶)۔ لہذا استثنیٰ والے بہانے کے پر نچے اڑ گئے۔

اگر استثنیٰ کی حقیقت سمجھنا ہی چاہتے ہو تو سنو، سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے جو فضائل آپ کے اپنے دور میں بیان ہوئے ہیں خواہ آپ نے خود بیان فرمائے ہوں یا آپ کے شاگردوں نے ان کا تعلق آپ کے زمانے اور مابعد سے ہے اور ان سے خلفاء ثلاثہ اور خصوصاً شیخین مستثنیٰ ہیں۔

اب ذرا یہ بھی واضح فرما دیجیے کہ آپ کے نزدیک اہل بیت میں کون کون شامل ہیں۔ کیا آپ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو اہل بیت میں شامل کرنا پسند فرماتے ہیں کہ نہیں، جن کا اہل بیت ہونا قرآن کی نص سے ثابت ہے۔ اور کیا ان کا استثنیٰ بھی آپ کو گوارا ہے یا یہ آپ کے

استثنیٰ میں سے مستثنیٰ ہیں؟ اگر آپ ازواجِ مطہرات کو بھی مستثنیٰ قرار دیں تو پھر تمام ازواجِ مطہرات کی جمیع امت پر افضلیت لازم آئے گی اور اگر آپ انہیں اہل بیت میں شمار نہ کریں تو رافضیت لازم آئے گی۔

دو گونہ رنج و عذاب است جانِ مجنوں را
بلائے صحبتِ لیلیٰ و بلائے فرقتِ لیلیٰ

اب یہ بھی سن لیجیے کہ استثنیٰ والا عقیدہ کن لوگوں کا ہے۔ حضرت علامہ عبد الواحد سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: أَفْضَلِيَّةُ أَهْلِ الْبَيْتِ وَأَخْصِيَّتُهُمْ مِنْ جَمِيعِ الْأَصْحَابِ حَتَّى الْخُلَفَاءِ هُوَ قَوْلُ الزَّافِضَةِ يَعْنِي أَهْلَ بَيْتِ كَوْافِضَ سَجَّهْنَا أَوْرَانِمْ صَحَابَهُ مِنْ سَخَصِ كَرَلِينَا حَتَّى كَهْ خَلْفَاءُ سَخِ بَخِي خَاصِ كَرَلِينَا يَهْ قَوْلِ رَافِضِيَوْں كَا هِے (رسائل سیوستانی صفحہ ۱۳۶)۔

تفضیلیوں کا گیارہواں سوال

صواعقِ محرقہ میں بعض علماء کے حوالے سے لکھا ہے کہ أَبُو بَكْرٍ خَيْرٌ وَعَلِيٌّ أَفْضَلُ یعنی ابو بکر خیر ہیں اور علی افضل ہیں۔

جواب:- اولاً یہ فرمائیے کہ یہ کون سے علماء نے لکھا ہے؟ ان علماء کے نام لیجیے اور ان کی کتابوں کے حوالے دیجیے۔

ثانیاً یہ قول ابنِ حجر کی تردید کرنے کی غرض سے لکھا ہے۔ اور آپ نے مردود کو اختیار کر لیا ہے اور اس کی تردید کو ہٹ کر لیا ہے حَفِظْتَ شَيْئاً وَغَابَتْ عَنْكَ أَشْيَاءُ۔ آپ نے یہ دھاندلی کیوں فرمائی؟

ثالثاً ابنِ حجر نے یہ قول اس طرح لکھا ہے کہ: حَكَاهُ الْخَطَّابِيُّ عَنْ بَعْضِ مَشَائِخِهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَبُو بَكْرٍ خَيْرٌ وَعَلِيٌّ أَفْضَلُ یعنی خطابی نے اپنے کسی استاد سے حکایت کیا ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ ابو بکر خیر ہیں اور علی افضل (صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۸)۔ اب بتائیے یہ قول کتنا لاغر ہے اور کیسے بے جان طریقے سے اس کو نقل کیا گیا ہے۔ خطابی نے حکایت کیا۔ وہ بھی اپنے کسی استاد سے۔ خدا جانے وہ استاد کون تھا اور اس کا کیا مذہب تھا؟ پھر ”وہ کہا کرتا تھا“ ان ساری باتوں پر غور فرمائیے۔ اس قول کا ہر ہر لفظ اپا ج ہے۔

رابعاً اسی ابن حجر کی علیہ الرحمہ نے اسی سطر میں اس کا جواب بھی لکھا ہے۔ وہ جواب آپ نے کیوں ہضم کر لیا؟ انہوں نے لکھا ہے کہ یہ قول ہفوات میں سے ہے۔ یعنی گری ہوئی بات ہے۔ اس لیے کہ خیر کا معنی افضل ہی ہوتا ہے (صواعق محرقة صفحہ ۵۸)۔

خامساً اگر صدیق اکبر کا بعض وجوہ سے خیر ہونا اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کا بعض دوسری وجوہ سے افضل ہونا مراد ہے تو یہ ایسی چیز ہے جو صرف صدیق اور مرتضیٰ کے درمیان نہیں پائی جاتی بلکہ تمام صحابہ کے درمیان پائی جاتی ہے اور تقریباً ہر صحابی میں ایسے خصوصی فضائل موجود ہیں جو دوسروں میں نہیں (صواعق محرقة صفحہ ۵۸)۔

سادساً اگر خطابی کے استاد کی مراد یہ ہے کہ صدیق اکبر مطلقاً افضل ہیں اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہما میں جزوی خصائص موجود ہیں تو یہ بات درست ہے۔ اس میں کلام ہی کسے ہے؟ ورنہ خطابی کا قول انتہائی گرا ہوا ہے اور سمجھ سے باہر ہے وَالْأَفْكَالُ فِي غَايَةِ التَّهَفُّطِ الخ (صواعق محرقة صفحہ ۵۸)۔ اب بتائیے آپ کے پلے کیا بچا اور آپ کس منہ سے اس قول کا سہارا لے سکتے ہیں۔

سابعاً اللہ خَيْرُ الرَّاغِبِينَ وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کو خیر کہا گیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ خیر ہے اور افضل کوئی اور ہے؟ نبی کریم ﷺ خیر الانام ہیں۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ حضور خیر ہیں افضل نہیں؟ خصوصاً جب کہ احادیث میں لَا تَفْضَلُونِي عَلَيَّ مُوسَى جیسے الفاظ موجود ہیں۔

ثامناً كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ میں اس امت کو خیر کہا گیا ہے۔ بتائیے کیا یہ امت خیر ہے اور افضل کوئی اور ہے؟ خصوصاً جب کہ بنی اسرائیل کے حق میں فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ کے الفاظ موجود ہیں۔ نیز چاروں خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے لیے هُمْ خَيْرُ أَصْحَابِي کے الفاظ ہم نقل کر چکے ہیں۔ اس حدیث میں مولیٰ علی سمیت چاروں خلفاء کو خیر کہا گیا ہے۔ فرمائیے کیا یہ چاروں خیر ہیں اور افضل کوئی اور ہے؟

تاسعاً احادیث میں كُنَّا نَخْتَرُ کے الفاظ بھی ہیں (بخاری)، أَفْضَلُ أُمَّةِ النَّبِيِّ کے الفاظ بھی ہیں (ابوداؤد)، كُنَّا لَا نَعْدِلُ کے الفاظ بھی ہیں (بخاری)، سَيِّدُ الْكُهُولِ کے الفاظ بھی ہیں (ترمذی)، حضرت فاروق اعظم ؓ کے فرمائے ہوئے سیدنا کے الفاظ بھی ہیں (بخاری)، ترمذی، مستدرک) اور خود مولیٰ علی ﷺ لَا أَحْزَأُ أَحَدًا فَضَّلَنِي عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ إِلَّا جَلَدْتُهُ حَدَّ الْمُفْتَرِيٍّ میں اپنے افضل ہونے کی نفی فرما رہے ہیں (صواعق محرقة)۔ فرمائیے ان مختلف قسم

کے الفاظ خصوصاً افضلیت کے لفظ کا آپ کے پاس کیا علاج ہے؟ آپ جو چکر بھی چلائیں گے احادیث کے مختلف الفاظ آپ کا راستہ روک کر کھڑے ہوں گے۔

عاشراً پوری امت کا اجماع نقل کرتے وقت علماء نے افضل کا لفظ استعمال کیا ہے (عقائد نسفی متن صفحہ ۳، نووی جلد ۲ صفحہ ۲۷۲، ازالۃ الخفاء جلد ۱ صفحہ ۳۱۱، مطلع القمرین صفحہ ۶۷ وغیرہ)۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رحمہ اللہ اور ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فَهُوَ أَفْضَلُ الْأَوَّلِيَّاتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَقَدْ حُكِيَ الْإِجْمَاعُ عَلَى ذَلِكَ وَلَا عِبْرَةَ بِمُخَالَفَةِ الزَّوَافِضِ هُنَالِكَ یعنی صدیق اکبر تمام اولیاء اولین و آخرین میں سے افضل ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے اور یہاں رافضیوں کی مخالفت کی کوئی اوقات نہیں (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۱)۔

اب فرمائیے یہاں صدیق کو افضل کہا گیا ہے نہ کہ خیر، اس پر امت کا اجماع بھی نقل کیا گیا ہے اور افضلیت بھی ولایت میں مانی گئی ہے نہ کہ صرف خلافت ظاہری میں۔

اسی طرح صدیق اکبر رحمہ اللہ کے خیر ہونے پر بھی امت کا اجماع ہے (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۴)۔ واضح ہو گیا کہ پوری امت نے افضل اور خیر میں کوئی فرق نہیں کیا اور صدیق اکبر کی افضلیت کے لیے دونوں لفظ استعمال کیے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ایک عنوان قائم کیا ہے جس کا نام ہے ”فَضْلٌ فِي أَنَّهُ أَفْضَلُ الصَّحَابَةِ وَخَيْرُهُمْ“ یعنی ابوبکر کا تمام صحابہ سے افضل اور خیر ہونا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۷۳)۔ اس عنوان نے افضل اور خیر کا فرق مٹا کر تفضیلیوں کے ہاتھ پر رکھ دیا ہے۔ علامہ محب طبری نے بھی ”اِخْتِصَاصُهُ بِالْأَفْضَلِيَّةِ وَالْخَيْرِيَّةِ“ کا باب باندھا ہے (الرياض النضرة جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)۔

تفضیلیوں کا طریق تحقیق بالکل قادیانیوں جیسا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں۔ اس لیے کہ انہیں نبوت پہلے مل چکی ہے۔ قادیانیوں نے

حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کو ختم نبوت کے منافی مان لیا ہے اور علماء نے جو اس اشکال کا جواب لکھا ہے اسے فراموش کر دیا ہے۔ اب فرمائیے آپ کا طرز استدلال کن لوگوں جیسا ہے؟ اگر ضمیر زندہ ہے تو اس سے پوچھ کر جواب دیجیے کہ قرآن و سنت اور اجماع کی تصریحات کی موجودگی میں اس قسم کی قطع و برید کسی مخلص انسان کو زیب دیتی ہے؟

قادیانیوں کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ جب انہیں حیاتِ مسیح اور ختم نبوت پر اجماع دکھایا جائے تو یہ لوگ سرسید جیسے کسی آدمی کا مردود یا مرجوح قول اجماع کے خلاف دکھا کر کہنے لگتے ہیں کہ جب فلاں شخص کو اس سے اختلاف ہے تو اجماع کہاں رہا؟ تفضیلی بھی خرقِ اجماع کے لیے قادیانیوں کی طرح مردود اور شاذ اقوال کا سہارا لے رہے ہیں فَاَعْتَبِرُوا يَا اُولِيَ الْاَبْصَارِ۔

تفصیلیوں کا بار ہواں سوال

جس طرح نبی کریم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء سے افضل ہیں اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ خاتم الخلفاء ہیں اور تمام خلفاء سے افضل ہیں۔

جواب:- یہ کس کا فرمان ہے، ذرا حوالہ دیجیے۔

ثانیاً یہ قیاس درست نہیں۔ ختم نبوت کا مسئلہ نصِ قطعی سے ثابت ہے اور اس کا انکار کفر ہے اور خلافت کو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

ثالثاً سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کون سے خلفاء کے خاتم ہیں؟ سیاسی یا روحانی؟ اور اس خاتمیت سے ان کی افضلیت ظاہری ثابت ہوگی یا باطنی؟ ذرا اپنے باطنی نظریے کو مدِ نظر رکھ کر جواب دینا۔

رابعاً اگر آپ ﷺ خاتم الخلفاء ہیں تو حدیث میں تو بارہ خلفاء کا ذکر ہے، چوتھے خلیفہ خاتم کیسے بن گئے؟

خامساً اگر آپ خاتم الخلفاء بمعنی خاتم الاولیاء لیں تو پھر پہلے تینوں خلفاء کو بھی اولیاء ماننا پڑے گا نہ کہ محض سیاست دان۔ نیز سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کے بعد ولایت کا دروازہ بند سمجھنا پڑے

سادساً اگر خاتم الخلفاء بمعنی افضل الخلفاء ہے تو پھر نبی کریم ﷺ کو بھی خاتم الانبیاء بمعنی افضل الانبیاء کہو گے تو اس طرح قادیانیت اور نانوتویت لازم آئے گی۔

سابعاً جب ہم حق چار یار کا نعرہ لگاتے ہیں تو اس وقت آپ لوگوں کو پانچویں خلیفہ راشد سیدنا امام حسن علیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام یاد آ جاتے ہیں تاکہ کسی بہانے چار کا عدد ٹوٹ سکے، تو اب آپ نے خود سیدنا امام حسن کے ہوئے مولاعلیٰ کو خاتم الخلفاء کیسے کہہ دیا یہ لقب امام حسن کو دے کر انہیں مولاعلیٰ سے افضل مان لیجیے۔

تفضیلیوں کا تیر ہواں سوال

امت کا اختلاف رحمت ہے اور اختلافی مسائل میں وسعت قلبی کا مظاہرہ کرنا چاہیے تفضیل کے موضوع پر قلم اٹھانا تشدد ہے۔

جواب :- رحمت والے اختلاف کا تعلق فروعی مسائل سے ہے۔ اصولی مسائل سے نہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ اس قسم کی باتیں جن لوگوں کو رٹا دی گئی ہیں ان بے چاروں کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ کونسا مسئلہ فروعی ہے اور کونسا اصولی ہے۔ ایسے لوگوں کو سمجھانے کا کامیاب طریقہ یہ ہے کہ انہیں قرآن کی وہ آیات یاد دلائی جائیں جن میں کسی کو مشرک، کسی کو کافر، کسی کو منافق، کسی کو فاسق، کسی کو شیطان اور کسی کو جہنمی کہا گیا ہے۔ اب یہ خود بولیں گے کہ وہ لوگ تو اسلام کے قطعی اصولوں سے ٹکڑے کر لیتے تھے۔ ہم بھی یہی عرض کر رہے ہیں کہ تفضیل کا مسئلہ اصولی مسئلہ ہے اس کا تعلق فروعی احکام اور سجدہ سہو، مانے مستعمل، گھڑی کے چین اور لاؤڈ سپیکر پر امامت جیسے فروعی مسائل سے نہیں بلکہ اس کا تعلق عقائد سے ہے۔ تفضیلی عقیدے والا آدمی اہلسنت سے خارج ہو جاتا ہے۔ اہلسنت وہ تہتر واں فرقہ ہے جسے نبی کریم ﷺ نے جنتی قرار دیا ہے مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِي۔ اور آپ اس کتاب میں تفصیل سے پڑھ چکے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا فیصلہ (مَا اَنَا عَلَيْهِ) کیا ہے۔ اور صحابہ کرام (وَ اَصْحَابِي) کا فیصلہ کیا ہے۔ باقی تمام فرقوں کو ہم نے اپنی جیب سے کاغذ نکال کر غلط نہیں کہا۔ بلکہ جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے انہیں اپنی زبان حق ترجمان سے

جہنمی قرار دیا ہے (کُلُّهُمْ فِي النَّارِ تَرْمِذِي حَدِيث رقم: ۲۶۳۱، مشکوٰۃ حدیث رقم: ۱۷۱)۔ بتائیے

کیا نبی کریم ﷺ نے ان سب کو جہنمی قرار دے کر معاذ اللہ تشدد سے کام لیا ہے؟

ثانیاً محبوب کریم ﷺ نے قدریہ کو جہنم کے کتے قرار دیا ہے۔ روافض کے بارے میں فرمایا کہ اسلام سے نکل چکے ہوں گے (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۱۲۸ حدیث رقم: ۸۱۱)۔

ثالثاً خوارج کے بارے میں فرمایا کہ مبارک ہو اسے جس نے ان سے جنگ لڑی اور انہیں مارا اور ان کے ہاتھوں مرا۔

ذرا سنبھل کر جواب دیجیے، کیا یہ سب باتیں تشدد ہیں؟ کہاں گیا آپ کا اختلاف امت کا سہارا لینا اور کہا گیا آپ کا وسعت قلبی کا مظاہرہ اور کہاں گیا آپ کا تشدد کا فتویٰ؟ میرے محترم! دوسروں کو نادان اور بے مصلحت سمجھنا چھوڑ دیجیے۔ اللہ کریم کی عظمت کی قسم ہم نے فروعی مسائل میں اور بڑے بڑے پیچیدہ مسائل میں کئی علماء سے خفیہ رابطے کیے اور انہیں حق کی طرف توجہ دلائی۔ ان میں سے بہت سے علماء مان بھی گئے اور عوام کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی۔

خوش قسمت ہے وہ انسان جسے سمجھانے والا کوئی ہو۔ اور بد قسمت ہے وہ شخص جسے سمجھانے والا کوئی نہ ہو۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

رابعاً یاد رکھیے کہ غلط کو غلط کہنا علماء پر واجب ہوتا ہے۔ صرف مثبت انداز کا ڈھول پیٹنے والے آدھی تبلیغ کے منکر ہیں۔ دین کی چکی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں پر گھومتی ہے۔ امر بالمعروف مثبت تعلیم ہے اور نہی عن المنکر باطل کی تردید کا نام ہے۔ ہر زمانے کی باطل قوتوں کو امر بالمعروف پر کوئی خاص اعتراض نہیں رہا۔ زیادہ تر فساد نہی عن المنکر پر ہوا ہے۔

خامساً نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو دیکھا وہ صدیق اکبر ﷺ سے آگے آگے چل رہے تھے۔ آپ نے انہیں منع کیا اور فرمایا تم ایسے شخص کے آگے چل رہے ہو جس سے بہتر شخص سورج نے نہیں دیکھا۔ بتائیے نبی کریم ﷺ نے اتنی سی بات پر اتنا سخت نوٹس کیوں لیا۔

سادساً مولانا علی رحمہ فرماتے ہیں کہ جس نے مجھے ابو بکر اور عمر سے افضل کہا میں اسے اسی کوڑے ماروں گا۔ بتائیے یہ نرمی ہے یا سختی؟

سابعاً حضرت امام ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس نے شیخین سے سیدنا علی المرتضیٰ

کو افضل کہا میں نہیں سمجھتا کہ اس کا کوئی عمل قابل قبول ہے۔ بتائیے یہ نرمی ہے یا سختی؟

ثامناً علماء امت نے تفضیلیوں کو اہل سنت سے خارج قرار دیا ہے، ان کی نماز جنازہ تک ناجائز لکھی ہے، حتیٰ کہ حضرت شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، حضرت میر عبدالواحد اور فاضل بریلوی علیہم الرحمہ نے ان کے رد میں مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ جن کا تفصیلی بیان آپ اس کتاب میں پڑھ کر آ رہے ہیں۔ اب بتائیے کیا یہ نرمی ہے یا سختی؟

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے تفضیلیوں کو نفضلہ جہنم والی آیت پڑھ کر وعید سنائی ہے (صواعق صفحہ ۵۹)۔ بتائیے کیا یہ نرمی ہے یا سختی؟ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ نے تفضیلیوں کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ صحابہ کا اجماع دین کی بنیاد، روشنیوں کا مطلع اور یقین کی کنجی ہے۔ جو شخص اس اجماع کا انکار کرتا ہے اس سے خدا اور مصطفیٰ جل و علیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے جلد ہی مردود ہو جاتا ہے۔ اس کی بدبختی کی گرہ کو نہیں کھولا جاسکتا اس لیے کہ ان اصحاب باصفا کا انکار خدا و مصطفیٰ کا انکار ہے تو جس کا راستہ سنت کے خلاف ہے اس کی گردن میں لعنتوں کے طوق ہیں (سبع سنابل صفحہ ۷۵)۔ بتائیے یہ نرمی ہے یا سختی؟

تاسعاً علامہ تفتازانی نے کہیں لکھ دیا تھا کہ کثرت ثواب کے لحاظ سے حضرت عثمان غنی اور مولا علیؑ میں توقف درست ہے جب کہ دیگر کمالات کے لحاظ سے عثمان غنی کی نسبت علی المرتضیٰ افضل ہیں۔ علماء نے اس عبارت کا نوٹس لیتے ہوئے فرمایا کہ اس میں رافضیت کی بدبو آ رہی ہے۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مکتوبات جلد ۱ مکتوب نمبر ۲۶۶ میں اس پر سخت گرفت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ مولا ناسعد الدین تفتازانی نے اس افضلیت کے حق میں جو کچھ انصاف سمجھا ہے وہ انصاف سے دور ہے اور وہ تردید جو اس نے کی ہے وہ سراسر لا حاصل ہے۔ اب فرمائیے صرف اتنی سی بات اور وہ بھی صرف عثمان غنی کے بارے میں کہی جائے تو علماء اس کے لیے صرف تفضیل ہی نہیں بلکہ رافضیت کا لفظ استعمال کریں تو کیا یہ سختی ہے یا نرمی؟ اور اگر اس سے بھی بڑھ کر کوئی بد عقیدہ شخص مولا علیؑ کو شیخین پر افضلیت دے تو وہ اس سے بھی سخت فتویٰ کا حقدار ہوگا کہ نہیں؟ رضی اللہ تعالیٰ عن جمیع اصحاب سیدنا و مولا نا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

افضلیت کی ترتیب میں گڑبڑ کرنا تو دور کی بات ہے، محض چاروں خلفاء کو برابر کہنا اور اس مسئلہ پر توقف کرنا بھی سخت قبیح اور مسلک اہل سنت سے انحراف ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں توقف کی گنجائش تب ہو کہ اس افضلیت کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے کوئی تصریح موجود نہ ہو، اور جب صاحب شریعت ﷺ کی طرف سے وضاحت آچکی ہے تو پھر توقف کیوں کریں؟

آگے لکھتے ہیں وَاَنْ كَهْمَهٗ رَا بَرَابِرًا دَانَدَ وَفَضْلًا يَكِيْ بَعْدَ دِيْكَرٍ فَرَضُوْا لِيْ اَنْ اَكْمُرَ بِالْفَضْلِ اَسْتَ بَوَالْفَضْلِ اَسْتَ اَجْمَاعُ اَهْلِ حَقٍّ مَّرَافَضُوْا لِيْ دَانَدَ يَعْنِيْ جَوْشَنُ سَبَّ كُو بَرَابِرَ سَجَّهْتَا هِيَ اَوْرَ اِيْكَ دَوْسَرِيْ پَر فَضْلِيَّتْ دِيْنِيْ كُو فَضْلُوْ خِيَالْ كَرْتَا هِيَ وَهٖ خُودُ بَوَالْفَضْلِ هِيَ، عَجَبُ بَوَالْفَضْلِ هِيَ كِهْ اَهْلُ حَقٍّ كُو فَضْلُوْ سَجَّهْتَا هِيَ (مکتوباتِ امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۶)۔

عاشراً باطل کی تردید کرتے وقت حسبِ موقع سختی یا نرمی اختیار کرنا درست ہے لیکن باطل کے مقابلے پر چپ سادھ لینا اور باطل کو باطل ہی نہ کہنا بے جا نرمی اور دینی غیرت کا فقدان ہے۔ اس قسم کی باتیں کرنے والے لوگ اعتدال کا ڈھول بجا کر اپنے باطل نظریات کو پروان چڑھانے کے لیے راستہ ہموار کرتے ہیں۔ اب یہ کچھ بھی ہانک دیں وہ محض تحقیق کہلائے گا اور جو ان کی تردید کرے گا اسے تشدد کہہ دیں گے۔

دوسروں کو وسعتِ قلبی کا درس دینے والے لوگ نبی کریم، صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخیاں بکنے والوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات رکھتے ہیں اور انکی بدتمیزی کو وسعتِ قلبی سے برداشت کرتے ہیں مگر جب انکے اپنے کسی مرغوب قائد پر کوئی شخص گرفت کرے تو اسکی شان میں یہ گستاخی ان سے ہرگز برداشت نہیں ہوتی۔ آخر جس کا ضمیر زندہ ہے اسکے پاس اس بات کا کیا جواب ہے؟

تفصیلیوں کا چودہواں سوال

معمر کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت علی کو ابو بکر و عمر سے افضل کہے تو میں اس پر سختی نہیں کرتا بشرطیکہ شیخین سے محبت رکھے، وکیچ نے اس بات کو پسند کیا (صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۸)۔

جواب:- نبی کریم ﷺ ایسی حرکت کرنے والے کانٹوںس لیتے ہیں اور بار بار فرما رہے ہیں کہ ابو بکر و عمر سب سے افضل ہیں۔ حتیٰ کہ کسی کو ابو بکر صدیق سے آگے چلنے بھی نہیں دیتے۔ فرمائیے ہم محبوب

کریم ﷺ کی بات مانیں یا معمر کی؟ ثانیاً خود مولا علیؑ اس حرکت پر اتنی سختی کرتے ہیں کہ جو آپ کو ابو بکر و عمر سے افضل کہے اسے اسی (۸۰) کوڑے مارتے ہیں، فرمائیے ہم مولا علی کی زبردست سختی کو مانیں یا معمر کی نرمی کو؟ ثالثاً پوری امت کا اجماع اور پوری امت کی اس موضوع پر سختی ہم اس کتاب میں ان گنت مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ آپکو اجماع کے مقابلے پر ایک شاذ، متروک اور مردود قول کیوں پسند آیا؟ اَتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ کی آپ نے پرواہ کیوں نہ کی اور اَيَّاكُمْ وَالشَّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ سے کیوں بے پرواہ ہو گئے؟ رابعاً ہم لکھ چکے ہیں کہ ایک آدھ قول ہر اوٹ پٹانگ بات کے حق میں آسانی سے دستیاب ہے۔ مثلاً ایک قول یہ ہے کہ حضرت آدم نبی نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام انبیاء سے افضل نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یزید کو رحمت اللہ علیہ کہنا جائز ہے اور اگر کوئی یزید کو رحمت اللہ علیہ کہے تو امام غزالی علیہ الرحمہ اس پر کوئی سختی نہیں کرتے۔ فرمائیے اگر آپ کو یزیدی ہونا پسند ہے تو پھر معمر کے قول لَا اَغْنِفُهُ کو بھی قابو کر لیجیے ورنہ اس خطرناک وادی میں پاؤں رکھنے سے بچ جائیے۔ خامساً یہ قول بنیادی طور پر محدث عبدالرزاق سے لیا گیا ہے ذَكَرَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴)۔ دنیا جانتی ہے کہ عبدالرزاق متشیع تھے اور ایسے موضوع پر ان کی روایت کو قبول کرنے میں احتیاط کرنی چاہیے۔ پھر اس قول سے الاستیعاب کے مصنف ابو عمر نے سیدنا صدیق اکبر کی افضلیت ثابت کی ہے۔ چنانچہ اس کے فوراً بعد لکھتے ہیں کہ: يَذُلُّ عَلَى أَنَّ أَبَا بَكْرٍ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ عُمَرَ ﷺ۔ یعنی اس قول سے ثابت ہوا کہ ابو بکر افضل ہیں عمر سے رضی اللہ عنہما (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴)۔ سختی نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ افضل تو صدیق ہی ہیں لیکن معمر اس افضلیت کے منکر کو کافر نہیں کہتے تھے یا اس پر حد نہیں لگاتے تھے لیکن اس کے گمراہ اور بدعتی ہونے میں انہیں کوئی شک نہیں تھا۔ سادساً یہی قول نقل کرنے کے بعد صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ معمر کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ افضلیت شیخین کا عقیدہ ظنی ہے قطعی نہیں (صواعق محرقہ صفحہ ۵۸)۔ علامہ ابن حجر کی نے اس قول سے ثابت کیا ہے کہ تفضیل شیخین کا انکار کفر نہیں۔ یہ بات ہمیں مضرت نہیں۔ سابعاً علامہ پرہاروی علیہ الرحمہ نے مرام الکلام میں معمر کا یہی قول تردید کی غرض سے نقل کیا ہے۔ آپ نے اس قول کو لے لیا ہے اور اسکی تردید ہڑپ کر گئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ وَيَزِدُّ عَلَيْهِ تَعْنِيفُ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ مَنْ فَضَّلَهُ عَلَيْهِمَا لِعَنِيَّ حَضْرَتِ عَلِيٍّ ﷺ کا تفضیلیوں پر سختی کرنا اور انہیں کوڑے مارنا معمر کے قول کو رد کر رہا ہے (مرام الکلام صفحہ ۷۷)۔ یہاں پھر تفضیلیوں کا

طرز استدلال قادیانیوں جیسا ہے کہ مردود کو پکڑ لیا اور تردید کو ہضم کر گئے۔ ثامناً اب ذرا وکیج کے بارے میں بھی سن لیجیے جس نے معمر کا قول پسند کیا۔ وکیج نے یہ من گھڑت روایت بیان کی کہ نبی کریم ﷺ کو دفن کرنے میں دیر کی گئی تو آپ ﷺ کا جسم مبارک عام میتوں کی طرح متاثر ہو گیا۔ مکہ شریف کے مفتی عبد المجید بن رواد نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔ اس وقت کے حاکم عثمانی نے اسے سولی پر چڑھانے کا پروگرام بنایا مگر کسی کی سفارش کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا۔ پھر حاکم اسے چھوڑنے پر شرمندہ ہوا اور وکیج مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ حاکم نے مدینہ والوں کو لکھا کہ جس وقت وکیج تمہارے پاس پہنچے اسے فوراً سنگسار کر دو۔ وکیج کو راستے میں اس کی خبر ہو گئی تو وہ کوفہ کی طرف بھاگ گیا (نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۳۹۰)۔ وکیج سے اگر اتنی بھاری خطا سرزد ہو سکتی ہے تو مسئلہ تفضیل میں ان کا سختی نہ کرنا کون سی بڑی بات ہے۔ تاسعاً تفضیلیوں کے تیرہویں سوال کے جواب میں اس چودہویں سوال کا جواب کافی حد تک موجود ہے، براہ کرم مطالعہ فرما لیجیے۔ جس میں علماء نے انہیں جہنمی، لعنتی، مردود اور بوالفضل وغیرہ قرار دیا ہے۔ ایک معمر کا لَا اَعْنَفُ کہنا کس شمار میں رہ گیا۔ عاشراً تفضیلیوں نے معمر کا قول پیش کر کے اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ افضلیت شیخین پر امت کا اجماع ہے اور معمر بھی اس سے متفق ہیں۔ پوری امت اس معاملے میں سختی کرتی ہے اور معمر سختی نہیں کرتے۔ اب سختی سے مراد کفر کا فتویٰ ہے یا قتل کی سزا یا کوئی دوسری حد، تفضیلی لوگ معمر کے ذریعے ان سختیوں سے جان چھڑاتے پھرتے ہیں لیکن افضلیت شیخین میں بہر حال کوئی شک نہیں۔

ایک زبردست علمی غلطی کی اصلاح

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم بھی افضلیت شیخین کو تسلیم کرتے ہیں مگر یہ جمہور کا عقیدہ ہے، اجماعی عقیدہ نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ تھا کہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں (طبرانی اوسط)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں (ترمذی)۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ اہل مدینہ میں سب سے افضل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں (فضائل صحابہ)۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ حضرت عمر فاروق سب سے افضل ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ حضرت علی افضل ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ حضرت عباس افضل ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ تمام عقائد درست ہیں کسی ایک کو اختیار کر

لینے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جب مختلف صحابہ کے بارے میں افضلیت کے اقوال موجود ہیں تو آپ لوگ صرف مولا علی کا نام آتے ہی کیوں سیخ پا ہو جاتے ہیں۔

جواب:- آپ نے جتنے بزرگوں کے اقوال پیش کیے ہیں آپ نے ان کے تمام اقوال کو مد نظر نہیں رکھا اور ان کا صحیح مفہوم سمجھنے میں اخلاص اور تحقیق سے کام نہیں لیا۔

(۱)۔ آپ نے پہلا قول ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پیش کیا ہے کہ وہ سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کو افضل سمجھتی تھیں۔ پوری صورت حال اس طرح ہے کہ یہی ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ میرے گھر میں تین چاند اترے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اسکی تعبیر یہ فرمائی کہ تمہارے گھر میں تین افراد دفن ہوں گے جو روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہوں گے الحدیث (متدرک حاکم: ۴۴۵۵، ۴۴۵۶، موطا امام مالک صفحہ ۱۶۲)۔ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے اسکی تصدیق کی ہے۔ یہی ام المومنین روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی قوم کو زیب نہیں دیتا کہ ابو بکر کی موجودگی میں کوئی دوسرا نماز پڑھائے (ترمذی: ۳۶۷۳)۔ یہی ام المومنین روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور اسکے فرشتے ابو بکر کے علاوہ ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں (مسلم: ۶۱۸۱)۔ اب بات سمجھنا بالکل آسان ہو گیا کہ ام المومنین نے سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بضع رسول ہونے کے حوالے سے جزوی فضیلت کا قول کیا ہے۔

(۲)۔ آپ نے دوسرا قول سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا پیش کیا ہے کہ وہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے تھے۔ یہاں بھی آپ نے پوری صورت حال کو نظر انداز کیا ہے۔ یہی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت فرماتے ہیں کہ: ابو بکر اس امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے (ابوداؤد: ۴۶۵۲، متدرک حاکم: ۴۵۰۰)۔ یہی سیدنا ابو ہریرہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ابو بکر کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے آواز دی جائے گی (بخاری: ۱۸۹۷، مسلم: ۲۳۷۱)۔ یہی ابو ہریرہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ہر کسی کے احسانوں کا بدلہ دے دیا ہے سوائے ابو بکر کے۔ اس کے مجھ پر ایسے احسانات ہیں کہ ان کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دے گا۔ مجھے ابو بکر کے مال نے اتنا فائدہ دیا ہے کہ کسی دوسرے کے مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا (ترمذی: ۳۶۶۱، ابن ماجہ: ۹۴)۔

آپ نے جو حدیث پیش کی ہے مسند احمد میں یہ حدیث اس طرح موجود ہے کہ :
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت جعفر طیار کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو دو کرم میں سب سے افضل سمجھتے
 تھے یَعْنِي فِي الْجُودِ وَالْكَرَمِ (مسند احمد : ۹۳۷۲)۔ واضح ہو گیا کہ اس حدیث میں حضرت
 جعفر طیار کی مسکین پروری کے حوالے سے جزوی فضیلت مذکور ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں بھی
 اسکی وضاحت موجود ہے۔ یہی حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ : أَخْبَرُ النَّاسَ لِلْمَسْكِينِ جَعْفَرُ
 بْنُ أَبِي طَالِبٍ (بخاری : ۳۷۰۸)۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ترمذی کی
 حدیث کا اطلاق بخاری کی اس حدیث کیساتھ مقید ہے (فتح الباری ۷/۷۶)۔ اسی سخاوت کیوجہ
 سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو ابوالمساکین کا لقب دیا تھا (ترمذی : ۳۷۶۶، فتح الباری
 ۷/۷۶)۔

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سات ہجری محرم میں مسلمان ہوئے
 تھے اور سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ آٹھ ہجری جمادی الاولیٰ جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے۔ آپ خود
 سوچ لیجیے کہ اتنے قلیل عرصے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اتنا بڑا فیصلہ کیسے کر سکتے ہیں؟
 (۳)۔ آپ نے تیسرا قول سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا پیش کیا ہے کہ : ہم کہا کرتے تھے کہ اہل مدینہ
 میں سب سے افضل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور اس حدیث کو آپ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ
 عنہما سے متعارض قرار دیا ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث میں وَرَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتَّىٰ
 الْفَاظ موجود ہیں اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی اس حدیث میں یہ الفاظ موجود نہیں۔ تطبیق بالکل
 آسان ہے۔ وہ اس طرح کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ اس زمانے میں بولے ہیں جب
 شیخین رضی اللہ عنہما اس دنیا سے جا چکے تھے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ : هُوَ
 مَحْمُولٌ عَلَىٰ أَنْ ذَلِكَ قَالَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ بَعْدَ قَتْلِ عُمَرَ یعنی یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ ابن
 مسعود نے یہ بات عمر فاروق کی شہادت کے بعد فرمائی (فتح الباری ۷/۵۸)۔

اعتبار : علماء نے یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ لَا يَجُوزُ لِلْعَامِي أَنْ يَأْخُذَ بِظَاهِرِ الْحَدِيثِ لِجَوَازِ
 أَنْ يَكُونَ مَنْسُوخًا أَوْ مَأْوًى أَوْ مَضْرُوفًا عَنْ ظَاهِرِهِ یعنی عام آدمی کے لیے جائز نہیں کہ

حدیث کے ظاہری الفاظ سے خود استدلال کرتا پھر اس لیے کہ ہو سکتا ہے وہ حدیث منسوخ ہو یا ماؤل ہو یا اپنے ظاہر پر محمول نہ ہو۔ عام آدمی سے مراد غیر مجتہد ہے۔ ویسے خواہ کتنا بڑا عالم کیوں نہ ہو۔ ائمہ نے نصوص میں تنسیخ، ترجیح اور تطبیق کے بعد حتمی فیصلے دیے ہیں ان کی مخالفت کرنا چٹان سے ٹکرانے کے مترادف ہے۔

(۴)۔ آپ نے چوتھی بات یہ لکھی ہے کہ بعض لوگ حضرت عمر حضرت علی کو اور بعض حضرت عباس کو افضل کہتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں نے ایسی باتیں کہی ہیں، اہلسنت نے انہیں اہلسنت سے خارج قرار دیا ہے۔ جس فرقے نے سیدنا عمر فاروق ؓ کا افضل کہا ہے اس کا نام خطابہ ہے، جس فرقے نے حضرت علی ؓ کو افضل کہا ہے اس کا نام شیعہ ہے، جس فرقے نے حضرت عباس ؓ کو افضل کہا ہے اس کا نام راوندیہ ہے (فتح المغیث ۱۲۹/۳، تدریب الراوی ۱۹۴/۲)۔ حتیٰ کہ امام سخاوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ میرے شیخ نے فرمایا ہے کہ جس نے سیدنا عباس ؓ کو افضل کہا وہ اہل سنت میں سے نہیں ہے بلکہ اہل ایمان میں سے ہی نہیں ہے لیس من اهل السنة بل لیس من اهل الایمان (فتح المغیث ۱۲۹/۳)۔

یہاں سے یہ تصور بھی ختم ہو گیا کہ سنی صرف مولا علی ؓ کا نام آتے ہی سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ آپ نے دیکھ لیا کہ افضلیت سیدنا عباس کے قائل پر کفر کا فتویٰ لگ چکا ہے۔ ہمارے علماء نے اہل سنت کی علامت افضلیت شیخین کو قرار دیا ہے۔ ان الفاظ پر غور فرمائیے تو واضح ہو گا کہ شیخین کے علاوہ کسی بھی صحابی کو افضل ماننا سنیت سے خروج ہے۔ مولا علی کی افضلیت کے قائلین کا نسبتاً زیادہ نوٹس اس لیے لیا جاتا ہے کہ باقی فرقے معدوم ہو چکے ہیں اور یہ فرقہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آ رہا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ باقی کسی فرقے سے روافض کی تائید نہیں ہوتی جب کہ یہ فرقہ روافض کا دست راست بنا ہوا ہے۔

تفضیلی جلد ہی رافضی ہو جاتا ہے

گمراہی کی سیر بھی یہ ہے کہ جو شخص اہل سنت سے دیوبندی ہوتا ہے، وہ جلد ہی غیر مقلد ہو جاتا ہے، غیر مقلد جلد ہی منکر حدیث ہو جاتا ہے اور منکر حدیث جلد ہی قادیانی یا دھریہ ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف اگر کوئی شخص اہل سنت سے نکل کر تفضیلی ہو جاتا ہے تو اس کے لیے امیر معاویہ ؓ کو گالیاں دینا کوئی بڑی بات نہیں رہتا۔ علماء نے فرمایا ہے کہ امیر معاویہ شرم و حیاء کا پہلا پردہ ہیں۔ جس نے اس پردے کو پھاڑ ڈالا اس کے لیے باقی صحابہ پر زبان درازی کرنا آسان ہو گیا۔ اور واضح رافضی ہو گیا (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۴)۔

اول تو تفضیلیوں کے دلائل سے رافضیت لازم آتی ہے، پھر آج جو لوگ خود تفضیلی ہیں یا ان میں تفضیل کے جراثیم پائے جاتے ہیں کل اگر وہ خود نہیں تو ان کی اولادیں ضرور رافضی ہو جائیں گی۔ ایسے لوگ رافضیوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتے ہیں۔ ان کی محافل میں جاتے ہیں وہاں جا کر تقریریں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے ورنہ انشاء اللہ ان کا جنازہ شیعہ ہی پڑھائیں گے اور ان کی موت کے بعد شیعوں کی طرف سے بیانات شائع ہوں گے کہ الحمد للہ فلاں صاحب اثنا عشری ہو کر مرے اور ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ اس جملے میں ہم نے اپنے وسیع تاریخی تجربے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ خرد باید۔ کوفہ میں سیدنا امام حسین ؓ کو دعوت دینے والے یہی غالی قسم کے عاشق تھے جو آپ ؓ کو سیدنا امیر معاویہ ؓ کے خلاف بھی دعوت دے چکے تھے۔ یہی لوگ بعد میں ترقی فرما کر ماتی شیعہ بنے اور تبرکات تحفہ پہلے سے ہی ابن سبائے تیار کر رکھا تھا جسے انہوں نے آسانی سے قبول کر لیا۔

حضرت عامر شعبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں الرِّفْضُ سَلَمُ الزَّنْدَقَةِ فَمَا زَأَيْتُ رَافِضِيًّا اِلَّا وَزَأَيْتُهُ زَنْدِيقًا یعنی رفض زندقہ کی سیڑھی ہے۔ میں نے جس رافضی کو بھی دیکھا ہے وہ زندیق نکلا (سیع سنابل صفحہ ۲۸)۔

یہی وجہ ہے کہ عصر حاضر میں ہر حکیم و دانائے عالم پر اس فتنے کا سنجیدگی سے نوٹس لینا لازم ہے ورنہ محافلِ نعت میں دھمال مار مار کر، قلندری اور حب علی کا نام استعمال کر کر کے اور ہانصہ کے نام پر زہری گولیاں کھلا کھلا کر عوام کو زندقہ کی راہ پر ڈال دیا جائے گا۔

تفضیلیوں کو غلطی کہاں سے لگی

تفضیلیوں کو چند وجوہ کی بنا پر ٹھوکر لگی ہے۔

(۱)۔ کچھ لوگ خوارج کی تردید کرتے کرتے غالی ہوتے چلے گئے اور بے دھیانی میں

تفضیل اختیار کر بیٹھے۔

(۲)۔ مولاعلیٰ کرم اللہ وجہہ کے فضائل و مناقب بعض نچلے درجے کی کتابوں میں دوسرے صحابہ کی نسبت تعداد میں زیادہ بیان ہوئے ہیں۔ اسکی وجہ علماء نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جب خوارج نے مولاعلیٰ ؑ کی مخالفت کی تو محدثین نے مولاعلیٰ کے مناقب کو کثرت سے بیان کرنا مناسب سمجھا اور بعض علماء کرام نے آپ ؑ کی شان میں مستقل کتابیں لکھ کر اجر عظیم پایا۔ اس کا سبب مولاعلیٰ کی افضلیت نہیں تھی بلکہ خوارج کا ناطقہ بند کرنا مقصود تھا۔ لیکن تفضیلی اس بات کو نہ سمجھ سکے اور یہ بات ان کی گمراہی کا سبب بنی۔

بعض متشیع لوگوں نے صرف حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان تقابل کرتے ہوئے مولاعلیٰ ؑ کے فضائل زیادہ بیان کیے۔ یہ بذات خود ایک خطا تھی لیکن اس کا ضمنی اثر یہ بھی ہوا کہ ناسمجھ اور بدنیت لوگوں نے یہاں سے شیخین پر مولاعلیٰ کی افضلیت اخذ کر لی۔

لیکن یہاں یہ بات بھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ روافض نے سیدنا علی المرتضیٰ ؑ کی شان میں بے شمار احادیث گھڑ لی ہیں۔ اسی کے پیش نظر امام محمد بن سیرین تابعی ؒ فرماتے ہیں کہ اِنَّ عَامَّةَ مَا يَزُوْى عَنْ عَلِيٍّ الْكَذْبُ یعنی مولاعلیٰ کی طرف منسوب کی جانے والی اکثر روایات جھوٹ ہوتی ہیں (بخاری حدیث رقم: ۳۷۰۷)۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ امام حاکم علیہ الرحمۃ جیسے محدثین کا متناہل ہونا نہایت معروف اور مشہور عام بات ہے۔

اس میں روافض کے تقیہ اور سنیوں کے بھولے پن کو بہت بڑا دخل حاصل ہے۔ وہ تقیہ کر کے روایات گھڑتے رہے اور یہ محبت اہل بیت کی وجہ سے تسلیم کرتے چلے گئے۔ اَلْمُؤْمِنُ غَرَّ كَرِيْمُهُمُ وَالْفَاجِرُ حَبْتٌ لِّئِيْمٍ مومن بھولا اور مہربان ہوتا ہے جبکہ فاجر دھوکے باز اور شاطر ہوتا ہے (ابوداؤد حدیث رقم: ۴۷۹۰، ترمذی حدیث رقم: ۱۹۶۴)۔

(۳)۔ مولاعلیٰ کے بے شمار فضائل ایسے ہیں جن میں بعض یا اکثر دوسرے صحابہ بھی شامل ہیں۔ مگر روافض اور تفضیلی انہیں مولاعلیٰ کے خصائص بنا کر پیش کرتے ہیں۔ مثلاً حدیث باب العلم۔ حالانکہ تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں اور اس پر اجماع ہی کَمَا مَفَرَّ۔

(۴)۔ بے شمار احادیث جن میں قرآن و سنت، عترت، صحابہ اور سواد اعظم کے اتباع کا حکم

موجود ہے۔ ان میں سے صرف قرآن و عترت بلکہ محض عترت و آل والی احادیث کو جدا کر لینا خالص تحریف اور اَفْتُوْا مِنْوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ کا مصداق ہے۔

صحیح صورت حال اس طرح ہے کہ فرمایا۔ (۱)۔ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَلْاَمْرَيْنِ كِتَابَ اللّٰهِ وَ سُنَّةَ نَبِيِّهِ (۲)۔ تَرَكْتُ فِيْكُمْ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللّٰهِ وَ عِثْرَتِيْ اَهْلَ بَيْتِي (۳)۔ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَايِ الرَّاشِدِيْنَ (۴)۔ فَاقْتَدُوا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ (۵)۔ اَصْحَابِيْ كَالنَّجُوْمِ فَاِيَّاهُمْ اَقْتَدِيْنُمْ اِهْتَدِيْنُمْ (۶)۔ اِذَا رَأَيْتُمْ اِلْاِخْتِلَافَ فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ

اب یہ کل چھ چیزیں ہیں جن کا اتباع لازم ہے۔ قرآن، سنت، ابو بکر و عمر، تمام صحابہ، اہل بیت اور سوادِ اعظم۔ ان میں سے قرآن کو لے کر باقی سب کو چھوڑ دینے والے خارجی ہیں۔ قرآن و سنت کو لے کر باقی سب کا انکار کرنے والے غیر مقلدین، خوارج ہی کی ایک فرع ہیں۔ صرف اہل بیت کو لے کر باقی سب کو چھوڑ دینے والے رافضی ہیں، جنہوں نے قرآن کی صحت کا سرے سے ہی انکار کر رکھا ہے اور صحابہ کو تو گالیاں تک دیتے ہیں۔ اور ان پانچ کی پانچ چیزوں پر بیک وقت ایمان رکھنے والے اہل سنت ہیں۔ لوگوں کے خارجی یا رافضی ہونے کا سب سے بڑا سبب یہی بنا ہے کہ انہوں نے تمام احادیث پر بیک وقت نظر نہیں رکھی۔

روافض کی تردید کا ایک اصول ذہن نشین فرمالیجیے۔ اکثر یہ لوگ جو بھی آیت یا حدیث یا عبارت اپنے حق میں پیش کریں اسی عبارت کے اندر یا آگے پیچھے اس کا جواب موجود ہوتا ہے۔ معمولی غور و خوض سے ان کی دھاندلی پکڑی جاسکتی ہے۔

(۵)۔ مولا علی کے بعض خصائص کو تو مضبوطی سے پکڑ لیا گیا اور شیخین کے خصائص جو تعداد میں بہت زیادہ تھے انہیں پس پشت ڈال دیا گیا۔ اسکی تفصیل ہم بیان کر چکے ہیں۔

(۶)۔ بعض احادیث میں جہاں مولا علی ؑ کے فضائل بیان ہوئے ہیں وہاں حدیث کے الفاظ کا مفہوم مخالف مراد لے لیا گیا ہے۔ مثلاً لَاُعْطَيْنَ هَذِهِ الرَّأْيَةَ غَدَاً رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ يَدَيْهِ يَحِبُّ اللّٰهُ وَ رَسُوْلَهُ وَ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ پڑھنے کے بعد کسی نے دوسروں سے محبت کی یکسر نفی کر کے انہیں منافق کہہ دیا اور کسی نے سب سے اقویٰ محبت سمجھ لی۔ اسی طرح حدیث باب

العلم سے بھی غیر کے باب العلم ہونے کی نفی سمجھ لی گئی۔

اسی طرح مَنْ كُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلَيْ مَوْلَاہِ میں بھی دیگر صحابہ کی ولایت کی نفی سمجھ لی گئی۔
(۷)۔ علماء نے مسئلہ تفضیل بیان کرتے وقت روافض، معتزلہ اور تفضیلیہ کے اقوال مردودہ کو تحریر کرنے کے بعد اہل سنت کا مختار اور مفتی بہ فیصلہ تحریر فرمایا تو مطلب پرستوں نے سوادِ اعظم کا فیصلہ چھوڑ کر مردود اور مرجوح اقوال کو غنیمت سمجھا اور انہیں دانتوں سے پکڑ کے ان اقوال کو مکسر اجماع قرار دے دیا۔ منکرین اجماع کا یہی طریقہ واردات ہوا کرتا ہے۔ قادیانیوں نے بھی حیاتِ مسیح کے موضوع پر اسی طریقے سے فریب دیا ہے۔ جس کا جی چاہے قادیانیت کا مطالعہ کر کے دیکھ لے۔

(۸)۔ اجماعی مسائل ان پر کشفی طور پر متحقق نہیں ہوئے تھے تاکہ یہ لوگ وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ کا مصداق بنے۔ روحانی کم ظرفی اور محدود خیالی نے گلشنِ مصطفیٰ کے دوسرے پھولوں کی خوشبو اور رنگت سمجھنے نہ دی۔ ہم نے کسی بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور مزید حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے لکھے ہوئے اسی شعر پر اکتفا کرتے ہیں کہ

آں کرے کہ در سگے نہاں است

زمین و آسمان او ہاں است

(۹)۔ بعض لوگ روافض کے ساتھ دوستیاں کرنے لگ گئے اور ان کی صحبت ان پر اثر کر گئی۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدَكُمْ مَنْ يُخَالِلُ یعنی آدمی اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے۔ خوب غور کر لیا کرو کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا کن لوگوں میں ہے (ابوداؤد حدیث رقم: ۴۸۳۳، ترمذی حدیث رقم: ۲۳۷۸، مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۴۰۶ حدیث رقم: ۸۰۴۸، شعب الایمان للبیہقی حدیث رقم: ۹۴۳۶)۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ محبوبِ کریم ﷺ کا فرمان ٹل جائے اور رافضی کا دوست رافضی نہ ہو۔

(۱۰)۔ ان لوگوں نے شانِ اہل بیت بیان کرنے کے لیے روافض کی کتب کا مطالعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ شانِ اہل بیت کے ساتھ ساتھ رافض کے جراثیم بھی نکل لیے گئے اور موضوع روایات کو فروغ ملا۔

(۱۱)۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الظَّنَّ لَا يَغْنِيْ مِنْ الْحَقِّ شَيْئًا یعنی بے شک گمان اور ظن حق سے بے نیاز نہیں کر سکتا (یونس: ۳۶) حدیث پاک میں بھی ہے کہ دَعَا يَرْيَبُكَ اِلَى مَا لَا يَرْيَبُكَ يَعْنِي وَاضِحٌ اَوْ لَا رَيْبَ بَاتِ كَمَا يَلِيهِ عَلَى مَشْكُوكٍ اَوْ كَمَا يَلِيهِ عَلَى مَشْكُوكٍ كَمَا يَلِيهِ عَلَى مَشْكُوكٍ (ترمذی حدیث رقم: ۲۵۱۸، نسائی حدیث رقم: ۵۷۱۱، سنن الدارمی حدیث رقم: ۲۵۳۵، مسند احمد ۱/ ۲۰۰ حدیث رقم: ۱۷۲۸، مشکوٰۃ حدیث رقم: ۲۷۷۳)۔

علماء کرام علیہم الرحمہ نے یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ ہمیشہ متشابہ کو محکم کی طرف لوٹایا جائے۔ بلکہ جب نجران کے عیسائیوں نے لَا تَقُولُوْا ثَلَاثَةً اور اِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ آدَمَ وغیرہ کی تصریحات کے مقابلے پر کلمۃ اللہ اور روح اللہ جیسے الفاظ کے سہارے الوہیت مسیح ثابت کرنے کی کوشش کی تو اللہ کریم نے عین اس موقع پر سورۃ آل عمران کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں اور محکم کو متشابہ کے ماتحت کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ اَلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۤىَ الْفِتْنَةِ یعنی جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں تاکہ فتنہ بازی کر سکیں۔

ہر باطل فرقے نے یہیں سے ٹھوک رکھائی ہے یا جان بوجھ کر فراڈ چلایا ہے کہ محکمات اور تصریحات کے ہوتے ہوئے متشابہات بشمول موضوعات، اسرائیلیات اور تواریخ کا سہارا لیا ہے اور اجماع کے مقابلے پر شاذ اور مردود اقوال پر اپنی خرافات کی بنیاد رکھی ہے۔ علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اَهْلُ السُّنَّةِ يَأْخُذُوْنَ بِالْمُحْكَمِ وَيَرْذُوْنَ مَا تَشَابَهَ اِلَيْهِ، وَ هٰذَا طَرِيقَةُ الرَّاسِخِيْنَ فِي الْعِلْمِ كَمَا وَصَّفَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ، وَ هٰذَا الْمَوْضِعُ مِمَّا زَلَّ فِيْهِ اَقْدَامُ كَثِيْرٍ مِّنْ اَهْلِ الضَّلٰلٰتِ، وَ اَمَّا اَهْلُ السُّنَّةِ فَلَيْسَ لَهُمْ مَذْهَبٌ اِلَّا اِتِّبَاعُ الْحَقِّ وَ يَذُوْرُوْنَ مَعَهُ كَيْفَمَا دَارَ يَعْنِي اَهْلُ سُنْتِ هِمِّشَ مُحْكَمِ كُوْپُكْرَتِيْ هِيْنَ اَوْرِ تَشَابَهَ كُوْاسْكِ طَرْفِ لُوْا تِيْ هِيْنَ، يِيْ عِلْمِ مِيْ رَسُوْخِ رَكْنِيْ وَالُوْں كَا طَرِيقَ هِيْ جِيْسا كہ اللہ تعالیٰ نے اپنی كتاب ميں اُنْكَي تَعْرِيفِ فَرْمَايِيْ هِيْ۔ يِيْ وَہِيْ مَقَامِ هِيْ جہاں اَكْثَرِ گُمر اہلوں كہ قَدَمِ پھسلے هِيْں، مگر اہل سنت كا مَذْهَبِ، حَقِّ كہ اِتِّبَاعِ كہ سَوَاءِ كچھ نِيْہِيْں، جِس طَرْفِ كو حَقِّ گھومتا هِيْ، اہل سنت بھي حَقِّ كہ سَا تھ سَا تھ گھوم جاتے هِيْں (البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۴۸ فصل فی الآيات والا حادیث المنذرة بوفاة رسول اللہ ﷺ)۔

اس قاعدے کو اچھی طرح ذہن نشین فرمالیجیے۔ اب دیکھیے، مناقب سیدنا امیر معاویہ ؓ

کا دار و مدار قرآن و سنت، بخاری مسلم ترمذی وغیرہ پر ہے اور آپ کے مخالفین کی ساری خرافات جنگِ جمل اور جنگِ صفین کی تاریخ کے من مانے انتخابات اور محض بدگمانی کے گرد گھومتی ہیں۔

افضلیتِ سیدنا صدیق اکبر ﷺ پر قرآن کی نص و سَبَّحْنَهَا الْاَتَّقِیْ موجود ہے، احادیث میں تصریحات موجود ہیں، مولا علی ؑ کے واضح ارشادات موجود ہیں، اسی پر تمام صحابہ و تابعین و جمیع امت کا اجماع ہے، مگر مخالفین کے پاس ایسی کوئی تصریح موجود نہیں بلکہ کبھی سب سے پہلے ایمان لانے والے مرجوح قول کو اپنے نظریے کی بنیاد بنائیں گے اور کبھی زوجِ بتول رضی اللہ عنہا ہونے سے استدلال کریں گے، کبھی سلاسلِ طریقت کے اجراء کا سہارا لیں گے، کبھی فضیلت اور افضلیت میں فرق نہ کرتے ہوئے جاہلانہ استدلال کریں گے اور کبھی یہاں تک کہہ دیں گے کہ سب کچھ ٹھیک ہے مگر دل نہیں مانتا۔

ان روافض کے علاوہ غالی روافض کا بھی یہی حال ہے کہ اہل سنت کے پاس قرآن و سنت موجود ہے جبکہ انکی تمام رسومات اور شعار و اقعہ کر بلا کے گرد گھومتے ہیں۔

پادری فائزر کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تصریح پسند نہیں آئی اور اس نے بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سے تین خدا ثابت کرنے کی کوشش کی۔ مرزا قادیانی کو آیت خاتم النبیین نظر نہیں آئی اور اس نے اس کے مقابلے پر درودِ ابراہیمی وغیرہ سے نبوت کا اجراء ثابت کرنا چاہا۔

یاد رکھیے کہ اس طرح کے دلائل ہر موضوع پر دستیاب ہو سکتے ہیں اور اجماع کے مقابلے پر مردود اقوال بھی ہر موضوع پر مل سکتے ہیں۔ اگر ہمارے بیان کردہ قاعدے کو مد نظر نہ رکھا گیا تو دین کی دھجیاں بکھر جائیں گی۔ معاذ اللہ

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وہ مسائل بالکل قلیل ہیں جن میں کوئی قول شاذ خلاف پر نہ مل سکے۔ بہت مسائل مسلمہ مقبولہ جنہیں ہم اہل حق اپنا دین و ایمان سمجھے ہوئے ہیں انکے خلاف میں بھی ایسے اقوال مرجوحہ، مجروحہ، مجبورہ، مطروحہ بتلاش مل سکتے ہیں۔ کتابوں میں غٹ و سمین، ورطب و یابس کیا کچھ نہیں ہوتا مگر خدا سلامت طبع دیتا ہے تو صحیح و سقیم میں امتیاز میسر ہوتا ہے ورنہ انسان ضلال بدعت و وبال حیرت میں سرگرداں رہ جاتا ہے۔ اگر شریر طبیعتوں، فاسد طبیعتوں کا خوف نہ ہوتا تو فقیر اپنی تصدیق دعویٰ کو چند مسائل اس قسم

کے معرضِ تحریر میں لاتا۔ مگر کیا کیجیے کہ بعض طبائع اصل جبلت میں حساسہ حساسہ بنائی گئی ہیں کہ شب و روز تنبیحِ باطل و تفحصِ قال و قیل میں رہتے ہیں کما قال ربنا و تعالیٰ اَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَاَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَاءَ تَاْوِیْلِهِ یہ طبیعتیں جہاں اپنی شرارت سے ادنیٰ موقعِ رخسہ اندازی کا پاتی ہیں، ہدمِ بنیانِ اسلام کے لیے کمر بستہ ہو جاتی ہیں اَعَاذَ نَا اللّٰهُ مِنْ شَرِّ هُنَّ آمِیْن (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۷۴-۷۵)۔

باقی رہا ان لوگوں کا اپنے آپ کو رافضی یا تفضیلی تسلیم نہ کرنا، تو اسکے جواب میں گزارش ہے کہ قادیانی یہی کہتے ہیں کہ وہ ختمِ نبوت کے منکر نہیں، پرویز بھی کہتا تھا کہ وہ حدیث کا منکر نہیں اور بعض باقاعدہ تبرابولنے والے رافضی بھی صحابہ کرام کے ناموں کے ساتھ حضرت لکھ ہی دیتے ہیں۔ لہذا امت کے اجماعی فیصلوں کے خلاف تفضیلی باتیں لکھ کر پھر خود کو تفضیلی نہ ماننا بھی ایسی ہی حرکت ہے اور یہ جدالِ المنافع کے سواء کچھ نہیں۔

یہ بات یاد رکھیں کہ شیعہ کا تفضیلی فرقہ امام بارگاہوں میں نہیں پایا جاتا بلکہ معتزلہ کی طرح اہل سنت کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے، ہاں البتہ یہ فرقہ امام بارگاہوں میں جاتے ہوئے عار محسوس نہیں کرتا۔ اس حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے سنیوں نے اپنا بہت سا وقت ضائع کر دیا ہے۔

تفضیلیوں کے بارے میں شرعی حکم

اس موضوع پر اجماع کے قطعی یا ظنی ہونے کی بحث

قرآن و سنت کی بنیاد پر بلاشبہ صدیق اکبر ﷺ کی افضلیت مجمع علیہ ہے۔ بعض احادیث مرفوعہ متواتر ہیں کما مر۔ خود سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دنوں میں کئی مجالس میں افضلیتِ شیخین کو بالترتیب بیان فرمایا اور اگر کسی کو اس عقیدہ کے خلاف ظن فاسد تھا تو آپ نے اس پر سختی فرمائی اور فقہائے صحابہ حاضر تھے، ان صحابہ میں سے کسی ایک کی طرف سے بھی اعتراض ظاہر نہ ہوا، اور یہ آثار حدیث و تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں فقہائے صحابہ حاضر ہو دند و از کسے منع و اعتراض ظاہر نہ شد و این آثار بحدہ تواتر رسیدہ اند (ازالۃ الخفاء

سیدنا علی المرتضیٰؑ کا فرمان: خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ متواتر ہے اور اسے اسی (۸۰) افراد نے روایت کیا ہے (ازالۃ الخفاء جلد ۱ صفحہ ۳۱۳)۔

یہ عقیدہ پوری امت میں تواتر کیساتھ منقول ہوتا چلا آ رہا ہے، اور آج بھی جمعہ کے خطبات میں افضلیتِ شیخین کے اعلان سے پوری دنیا گونج رہی ہے اور صوفیاء کے مکاشفات اس کی تائید کر رہے ہیں۔ حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ: جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک کو بھی ابو بکر و عمر سے افضل کہا اس نے تمام مہاجرین و انصار کو گھنگار کہا (طبرانی اوسط للطبرانی حدیث نمبر: ۸۳۲)۔ یہی بات امام سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے بھی فرمائی ہے (ابوداؤد حدیث رقم: ۴۶۳۰)۔

حدِ مفتی والی حدیث سے بھی اس مسئلہ کی قطعیت ظاہر ہو رہی ہے۔ اس لیے کہ ظنی امور کے انکار پر حد جاری نہیں ہو سکتی۔ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: ان الفاظ سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ قطعی ہے، اس لیے کہ اجماع سے ثابت ہے کہ امورِ ظنیہ میں سزا نہیں (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۳۸۳)۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا ہے اَذْرِيْ وَالْحُدُوْدُ یعنی حدود کو ٹالنے کی کوشش کرو۔ اسکے باوجود سیدنا علی المرتضیٰؑ کا افضلیتِ شیخین کے منکر پر حد جاری کرنا اس عقیدہ کے قطعی ہونے کا ثبوت ہے (الحاصل الزلال الاقنی صفحہ ۹۵)۔

اسی لیے بڑے بڑے علماء و فضلاء بلکہ ائمہ عقائد نے اس افضلیت کو قطعی قرار دیا ہے۔ ان علماء میں امام العقائد ابو الحسن اشعری علیہ الرحمہ سرفہرست ہیں۔ بے شمار علماء نے لکھا ہے کہ: عَنِ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ تَفْضِيلَ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ عَلَى بَقِيَّةِ الْأُمَّةِ قَطْعِيٌّ (صواعقِ محرقة صفحہ ۵۷، ایواقیت و الجواہر صفحہ ۴۳۷، مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔ یعنی امام ابو الحسن اشعری فرماتے ہیں کہ ابو بکر اور عمر کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کا بھی

یہی عقیدہ ہے بلکہ فرماتے ہیں کہ ملتِ اسلامیہ میں افضلیتِ شیخین کا مسئلہ قطعی ہے افضلیتِ شیخین در ملتِ اسلامیہ قطعی است (ازالۃ الخفا جلد ۱ صفحہ ۳۰۱)۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اس عقیدے کو ظنی کہنے والے غلطی پر ہیں۔ هُوَ مِنْ سَوِيِّ الظَّنِّ بِالسَّلَفِ بَلْ أَجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلَيْهَا لِلْأَحَادِيثِ الَّتِي سَمِعُوهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَإِنَّ الظَّنَّ؟ یعنی اس اجماع کو ظنی کہنا اسلاف سے بد ظنی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان افضلیتِ شیخین پر متفق اس لیے ہوئے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس موضوع پر واضح احادیث سن لی تھیں۔ لہذا اب ظن کہاں رہا (مراۃ الکلام صفحہ ۷۷)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ صدیق کی افضلیت شیخ ابوالحسن اشعری کے نزدیک قطعی ہے جبکہ قاضی باقلانی اور امام الحرمین اسے ظنی قرار دیتے ہیں۔ لیکن جو شخص ان احادیث پر نظر ڈالے گا جو تواتر کے درجے کو پہنچ چکی ہیں اور اسلاف کے اجماع کو دیکھے گا، وہ سمجھ جائے گا کہ حق اشعری کے ساتھ ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ وہ اہل سنت کے امام ہیں اور مسائل کی تحقیق میں بہت بڑے مجاہد ہیں اور اپنے مخالفوں سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ لہذا وہ احادیث کی حقیقت اور اجماع سے دوسروں کی نسبت زیادہ آگاہ ہیں۔ اس کی تائید امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے۔ فرمایا ابو بکر پھر عمر۔ پھر فرمایا اس میں شک ہی کیا ہے اَوْ فِي ذَٰلِكَ شَكٌّ (مراۃ الکلام صفحہ ۷۶)۔

امام ذہبی لکھتے ہیں : اجمعت علماء السنة ان افضل الصحابة العشرة المشهود لهم و افضل العشرة ابو بكر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علي ابن ابي طالب رضي الله عنهم اجمعين، ولا يشك في ذلك الا مبتدع منافق خبيث یعنی علمائے اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ میں افضل عشرہ مبشرہ ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کر سکتا سوائے بدعتی کے، منافق کے اور خبیث کے (الکبائر از امام ذہبی صفحہ ۲۳۶)۔

امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں: جب اجماع قطعی ہو تو اس کے مفاد یعنی تفصیل شیخین کی قطعیت میں کیا کلام رہا؟ ہمارا اور ہمارے مشائخ طریقت و شریعت کا یہی مذہب (مطلع القمرین صفحہ ۸۱)۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث جو ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۸۸، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ اور بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۳ پر موجود ہے اس میں كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّىٰ كُنَّا نَجْمَعُ كُنَّا جَمْعَ كَا صِيغَةٍ ہے اور بعض روایات میں وَنَحْنُ مُتَوَافِرُونَ کے الفاظ بھی ہیں۔ ان الفاظ سے علماء نے صحابہ کا اجماع ثابت کیا ہے (مراۃ الکلام صفحہ ۴۶)۔ پھر نقول کا لفظ بتا رہا ہے کہ یہ اجماع قوی ہے۔ جو قطعیت کو ثابت کرتا ہے۔ اسی حدیث کی بنا پر علماء نے فیصلہ دیا ہے کہ افضلیت شیخین کا عقیدہ قطعی ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس اجماع کو سکوتی ثابت کرے تو پھر بھی ہمیں مضرت نہیں اس لیے کہ صحابہ کا سکوتی اجماع بھی قوی کے قریب قریب ہوتا ہے۔ ہم نے بھی تو ازراہ احتیاط تفصیلیوں کو کافر نہیں کہا بلکہ اہل سنت سے خارج قرار دیا ہے۔

صحابہ کے قول یا سکوت کے چکر میں پڑ کر اس کی قطعیت میں رخنہ ڈالا جاسکتا ہے مگر حدیث کے الفاظ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّىٰ اور طبرانی کے الفاظ فَلَا يَنْكُرُ عَلَيْنَا نے اس اجماع کو عرش کے پار پہنچا دیا ہے اور اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْدِي يُؤْخِرُ حَتَّىٰ تَقْدِرُ فَرَاهِمُ کر دی ہے۔ ادھر آسمانوں میں بھی یہی اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ صحابہ کے ساتھ اس اجماع میں نبی کریم ﷺ بھی شامل ہیں اور فرشتوں کے ساتھ اس اجماع میں اللہ کریم جل شانہ بھی شامل ہے يٰۤاَبٰى اللّٰهُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اَلَا اَبَا بَكْرٍ (مسلم حدیث رقم: ۶۱۸۱)۔

اس قدر مضبوط دلائل کے باوجود محقق علمائے کرام کی احتیاط دیکھیے کہ انہوں نے اس اجماع کے منکر کو کافر نہیں کہا بلکہ بدعتی قرار دیا ہے، یعنی اسکا منکر کافر تو نہیں مگر اہلسنت سے خارج ہے۔

ان پر لفظ رافضی کا اطلاق

جو لوگ صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں انہیں آج کل کی اصطلاح میں رافضی اور جو شیخین

کی افضلیت کے منکر ہیں انہیں تفضیلی کہا جاتا ہے۔ مگر یہ دونوں شیعہ کے فرقے ہیں۔ ملاحظہ ہو رد الرفضہ وغیرہ۔

مگر متقدمین کی اصطلاح میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تیسرا نمبر دینے والوں کو شیعہ کہا جاتا تھا، انہیں پہلا نمبر دینے والوں کو غالی شیعہ اور رافضی کہا جاتا تھا، اور شیخین کو گالیاں دینے والوں کو غالی رافضی کہا جاتا تھا۔

یہ بھی واضح رہے کہ موجودہ زمانے کے غالی رافضی خود کو رافضی تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ مولا علی کو خدا ماننے والے سبائی رافضی تھے جنہیں آپ ﷺ نے زندہ جلادیا تھا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: **التَّشْيِيعُ فِي غَرْفِ الْمُتَقَدِّمِينَ هُوَ** اِعْتِقَادُ تَفْضِيلِ عَلِيٍّ عَلَى عُثْمَانَ، وَ اَنْ عَلِيًّا كَانَ مُصْنِئًا فِي حُزْرِهِ، وَ اَنْ مُحَاَلَفَهُ مُخْطِئٌ، مَعَ تَقْدِيمِ الشَّيْخَيْنِ وَ تَفْضِيلِهِمَا فَمَنْ قَدَّمَهُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَ عَمَرَ فَهُوَ غَالٍ فِي تَشْيِيعِهِ، وَ يُطْلَقُ عَلَيْهِ رَافِضِيٌّ، وَ اِلَّا فَشَيْعِيٌّ، فَاِنْ اِنْصَافَ عَلَى ذَلِكَ السَّبِّ أَوْ التَّضَرُّعِ بِالْبُغْضِ - وَ هُوَ التَّشْيِيعُ فِي غَرْفِ الْمُتَأَخِّرِينَ - فَعَالٍ فِي الرِّفْضِ يَعْنِي مُتَقَدِّمِينَ كَعَرَفَ فِي شِيعَةِ اسے کہا جاتا تھا جو حضرت علی کو حضرت عثمان سے افضل کہتا تھا، جو انہیں ابو بکر اور عمر سے افضل کہے وہ غالی شیعہ ہے اور اسے رافضی بھی کہا جاتا ہے اور اگر شیخین کو گالیاں دے اور ان سے بغض رکھے تو غالی رافضی ہے (تہذیب التہذیب جلد ۱ صفحہ ۹۴، ہدی الساری جلد ۲ صفحہ ۲۴۰، حاشیہ الرفع والتکمیل صفحہ ۱۴۶، فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۲۸ صفحہ ۸۷)۔

امام شعرانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: **مَا ثَبُتَ بِهِ الرَّوَافِضُ فِي تَقْدِيمِهِمْ عَلَيَّ رَضِيَ** اللہ عنہ **عَلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللہ عنہ** الخ الحاصل سیدنا علی کو سیدنا ابو بکر سے افضل ثابت کرنے والے رافضی ہیں (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۴۳)۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: **هُوَ أَفْضَلُ الْأَوَّلِيَّائِ مِنَ الْأَوَّلِينَ** وَالْآخِرِينَ وَقَدْ حَكَّى الْإِجْمَاعُ عَلَى ذَلِكَ، وَلَا عِبْرَةَ بِمُخَالَفَةِ الرَّوَافِضِ هُنَا لِكَ لَعْنِ

صدق اکبر اگلے پچھلے تمام اولیاء سے افضل ہیں، اس پر اجماع ہے اور اسکی مخالفت کرنے والے رافضی ہیں، انکی مخالفت کا یہاں کوئی اعتبار نہیں (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۱)۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صدیق اکبر کو افضل نہ ماننے والا رافضی ہے اور اس کا عقیدہ خبیث ہے (الحاصل الحاوی للفتاویٰ جلد ۱ صفحہ ۳۱۸)۔

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وَفِي الرَّوَافِضِ أَنَّ مَنْ فَضَّلَ عَلِيًّا عَلَى الثَّلَاثَةِ فَمُبْتَدِعٌ يَعْنِي رَوَافِضُ كَ بَارِئِ فِيهِمْ يَحْكُمُ بِهِ جَسَّاسٌ سَيِّدُ نَاصِيَةِ الرِّفَاقِ كُتُبِ خُلَفَاءِ بِرَفَضِيَّةٍ دِي وَهْ بَدْعِي هِيَ (فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۳۶۰)۔ اس عبارت میں ایسے تفضیلیوں کو رافضی کہا گیا ہے۔ تمیز الحقائق میں بھی یہی عبارت ہے کہ: وَفِي الرَّوَافِضِ أَنَّ مَنْ فَضَّلَ عَلِيًّا عَلَى الثَّلَاثَةِ فَمُبْتَدِعٌ (تمیز الحقائق جلد ۱ صفحہ ۱۳۵)۔

امام سید ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: إِنَّ الرَّافِضِيَّ إِذَا كَانَ يَسُبُّ الشَّيْخَيْنِ وَيَلْعَنُهُمَا فَهُوَ كَافِرٌ وَإِنْ كَانَ يُفَضِّلُ عَلِيًّا عَلَيْهِمَا فَهُوَ مُبْتَدِعٌ يَعْنِي رَافِضِيٌّ أَمَّا شَيْخَيْنِ كَوَالِيَا دِي تَا هُوَ اَوْرَانِ پْر لَعْنَتِ بَهِجَتَا هُوَ تَوَ كَا فِرْ هِي، اَوْرَا كَرُ حَضْرَتِ عَلِيٍّ كُو شَيْخَيْنِ پْر فَضِيلَتِ دِي تَا هُوَ تَوَ بَدْعِي هِيَ (فتاویٰ شامی جلد ۳ صفحہ ۳۲۱)۔ اس عبارت میں بھی رافضی کا لفظ دکھانا مقصود ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ: الرَّافِضِيُّ إِذَا كَانَ يَسُبُّ الشَّيْخَيْنِ وَيَلْعَنُهُمَا وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ فَهُوَ كَافِرٌ وَإِنْ كَانَ يُفَضِّلُ عَلِيًّا كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ ﷺ لَا يَكُونُ كَافِرًا إِلَّا أَنَّهُ مُبْتَدِعٌ وَالْمُعْتَزِلِيُّ مُبْتَدِعٌ يَعْنِي رَافِضِيٌّ أَمَّا شَيْخَيْنِ كَوَالِيَا دِي تَا هُوَ اَوْرَانِ پْر لَعْنَتِ بَهِجَتَا هُوَ تَوَ كَا فِرْ هِي اَوْرَا كَرُ سَيِّدِ نَاصِيَةِ الرِّفَاقِ كُتُبِ خُلَفَاءِ بِرَفَضِيَّةٍ دِي تَا هُوَ تَوَ بَدْعِي هِيَ (فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۶۳)۔

عالمگیری کی اس عبارت میں بھی تفضیلی کو رافضی کہا گیا ہے، مبتدع کہا گیا ہے، معتزلہ کی طرح اہل سنت کا مقابلہ بدعتی کہا گیا ہے۔

حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جو شخص حضرت امیر

المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ نہ مانے وہ خارجی ہے اور جو شخص کہ انہیں حضرت امیر المؤمنین ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے وہ رافضیوں میں سے ہے (سبع سنابل صفحہ ۶۲)۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں: شیخین کی افضلیت یقینی ہے اور حضرت عثمان کی افضلیت اس سے کم تر ہے۔ لیکن احوط یہی ہے کہ حضرت عثمان کی افضلیت کے منکر بلکہ شیخین کی افضلیت کے منکر کو بھی کفر کا حکم نہ کریں بلکہ بدعتی اور گمراہ جانیں۔ کیونکہ اس کی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے اور اجماع کے قطعی ہونے میں قیل وقال ہے۔ شیخین کی افضلیت کا منکر یزید بد بخت کا ساتھی اور بھائی ہے کہ اسی احتیاط کے باعث علماء نے اس کے لعن میں توقف کیا ہے۔ جو ایداء پیغمبر ﷺ کو خلفاء راشدین کی جہت سے پہنچی ہے وہ بالکل اسی ایداء کی طرح ہے جو امام حسن اور حسین کی جہت سے پہنچی ہے علیہم علیہم الصلوٰۃ والسلام (مکتوبات امام ربانی جلد ۱ صفحہ ۵۵۶ مکتوب نمبر ۲۶۶)۔

اگر کوئی تفضیلی یزید پر لعن کے وجوب کا قائل ہو تو حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا یہ فتویٰ اس کے لیے مزید قابل غور ہے خرد باید۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ فرماتے ہیں: ائمہ دین نے تفضیلیہ کو رد و انقض سے شمار کیا (مطلع القمرین صفحہ ۸۸)۔

علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں: جو شخص حضرت علی کو حضرت ابو بکر و عمر سے افضل کہے وہ رافضی ہے (تذکرۃ المحدثین صفحہ ۲۸۲)۔

اہل سنت کی علامت اور شناخت

حضرت سیدنا انس بن مالک ؓ سے پوچھا گیا کہ اہل سنت و جماعت کی پہچان کیا ہے تو فرمایا کہ: اَنْ تُحِبَّ الشَّيْخَيْنِ وَلَا تَطْعَنَ الْخَتَنَيْنِ وَ تَمْسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ یعنی اہل سنت کی پہچان یہ ہے کہ تم شیخین سے محبت کرو اور ختنین پر تنقید نہ کرو اور موزوں پر مسح کرو (فتاویٰ قاضی خان جلد ۱ صفحہ ۴۶، مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۷۷)۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت کی علامت ہے: تَفْضِيلُ الشَّيْخَيْنِ

سیدنا علی المرتضیٰؑ کو شیخین سے مطلق افضل کہنے کو علماء نے رافضیت قرار دیا ہے۔
اب صدیق اکبر کو صرف سیاسی خلیفہ اور مولا علی کو روحانی خلیفہ قرار دینا مذکورہ رافضیوں سے بڑھ کر
رافضیت ہے اس لیے کہ اگلے رافضیوں نے صدیق اکبر کو ولایت میں کم تر مانا اور بعد والے
رافضیوں نے انکی خلافت کو سیاست تک محدود کر دیا۔

یہ معمولی مسئلہ نہیں

حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **هَذِهِ الْمَسْئَلَةُ يَدُورُ عَلَيْهَا إِبْطَالُ مَذْهَبِ الشَّيْعَةِ فَإِنَّ أَوَّلَ أَصُولِهِمْ أَنَّ عَلَيْنَا رَضَى اللَّهُ عَنْهُ أَفْضَلَ الْكُلِّ..... وَفَسَادُهُ أَشَدُّ مِنْ مَقَاسِدِ مَذْهَبِ الْمُعْتَزِلَةِ وَالْجَبَرِيَّةِ وَأَشْبَاهِهِمْ فَيَجِبُ عَلَى الْعُلَمَاءِ الْإِهْتِمَامُ بِمَسْئَلَةِ الْأَفْضَلِيَّةِ..... وَحَسْبُكَ دَلِيلًا عَلَى الْإِهْتِمَامِ بِمَسْئَلَةِ الْأَفْضَلِيَّةِ أَنَّهَا مِنْ عَلَامَاتِ أَهْلِ السُّنَّةِ** یعنی یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس پر شیعہ مذہب کے ابطال کا دار و مدار ہے، ان کا پہلا اصول ہی یہ ہے کہ حضرت علی ؑ سب سے افضل ہیں، جو افضل ہو خلافت کا حقدار وہی ہوتا ہے، اور جو حقدار کو خلافت نہ دے وہ غاصب اور ظالم ہوتا ہے، اور جو ظالم ہو وہ عادل نہیں ہوتا اور جو عادل نہ ہو اس کا روایت کردہ دین بھی معتبر نہیں ہوتا۔ شیعہ مذہب کے پاس عوام کو گمراہ کرنے کی یہ ترتیب ہے۔ اس عقیدے کا فساد معتزلہ، جبر یہ اور ان جیسے

مذاہب سے بڑھ کر شدید ہے، لہذا علماء پر واجب ہے کہ افضلیت کے مسئلے کو خصوصی اہمیت دیں..... اس مسئلے کو خاص اہمیت دینے کیلئے تمہارے پاس یہی دلیل کافی ہے کہ علماء نے شیخین کی افضلیت اور حنفین کی محبت کو اہل سنت کی علامت قرار دیا ہے (نبراس صفحہ ۳۰۲)۔

صاحب نبراس نے اہل سنت کو بیدار کرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ دین کی غیرت رکھنے والے ذمہ دار علماء پر لازم ہے کہ اس موضوع کی اہمیت کو سمجھ جائیں اور اٹھ کھڑے ہوں۔

ان تفصیلیوں کے لیے علماء نے جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں اور ہم محض ان الفاظ کو نقل کرنے کے روادار ہیں: غالی شیعہ اور رافضی (تہذیب التہذیب جلد ۱ صفحہ ۹۴، ہدی الساری جلد ۲ صفحہ ۲۴۰، الرفع والتکمیل صفحہ ۱۳۶، فتاویٰ رضویہ جلد ۲۸ صفحہ ۸۷)۔ رافضی (فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۳۶۰، تبیین الحقائق جلد ۱ صفحہ ۱۳۵، شامی جلد ۳ صفحہ ۳۲۱، سبع سنابل صفحہ ۷۷)۔ بدعتی منافق خبیث (امام ذہبی کتاب الکبائر صفحہ ۲۳۶)۔ خبیث عقیدہ (علامہ سیوطی الحاوی للفتاویٰ ۱/۳۱۸)۔ بنائے تو در فرض محکم تراست (سبع سنابل صفحہ ۶۱)۔ تفضیلی رافضی (سبع سنابل صفحہ ۷۶)۔ صحابہ کے اجماع کے منکر سے خدا و مصطفیٰ بے زار ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے جلد ہی مردود ہو جاتا ہے، اسکی بدعتی کی گرہ کو نہیں کھولا جاسکتا، صحابہ کا انکار خدا و مصطفیٰ کا انکار ہے، جسکا راستہ سنت کے خلاف ہے اسکی گردن میں لعنتوں کا طوق ہے (سبع سنابل صفحہ ۷۵)۔ ملعون، روسیاء، احمق (سبع سنابل صفحہ ۷۴)۔ تفضیلی یزید بدعت کا ساتھی ہے (مکتوبات شریف مکتوب نمبر ۲۶۶)۔ اہل سنت سے خارج (اعلیٰ حضرت مطلع القمرین صفحہ ۷۰)۔ اہلسنت سے خارج (کئی علماء، فضائل حضرت امیر معاویہ ؓ صفحہ ۴۶ تا ۵۱)۔

الحاصل: تفصیلیوں کے بارے میں کم از کم حکم یہ ہے کہ تفضیلی فرقہ اہل بدعت کا فرقہ ہے۔ اس بدعت کا تعلق عمل سے نہیں بلکہ اعتقاد سے ہے۔ اسکا الٹ سنت نہیں بلکہ اہل سنت ہے۔ اسکا مرتکب اہل سنت سے اسی طرح خارج ہو جاتا ہے جس طرح جبری، قدری، معتزلے اور خارجی وغیرہ۔ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضرت علی کو شیخین کی نسبت ولایت کا زیادہ حقدار قرار دیا، اس نے ابوبکر، عمر اور مہاجرین و انصار کو گناہگار مانا۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسے گندے عقیدے کے باوجود اس کا کوئی عمل اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوگا (ابوداؤد حدیث رقم: ۴۶۳۰)۔ شیخین کی افضلیت کو علماء نے نہ صرف اہل سنت کا عقیدہ قرار دیا ہے بلکہ اسے اہل

سنت کی شناخت، شعار اور پہچان قرار دیا ہے۔ گویا جس کا یہ عقیدہ نہیں وہ اہل سنت سے خارج ہے۔ حَيْثُ جَعَلُوا مِنْ عَلَامَاتِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ تَفْضِيلَ الشَّيْخَيْنِ وَمَحَبَّةَ الْخَتْنَيْنِ (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰) علمائے دین تفضیلیہ کو سنیوں میں شمار نہیں کرتے (مطلع القمرین صفحہ ۷۰)۔ تفضیلی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اگر کسی نے پڑھ لی تو دوہرا نا پڑے گی کُورَ إِمَامَةُ الْعَبْدِ وَالْأَعْرَابِيِّ وَالْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَالْأَعْمَى وَوَلَدِ الزَّانَا (کنز الدقائق صفحہ ۲۸)۔ حکم نماز کا ان کے پیچھے وہی ہے جو مبتدعہ کے پیچھے، یعنی مکروہ بکراہت شدیدہ (مطلع القمرین صفحہ ۸۸)۔ بہت سے علمائے اہل سنت کا یہی فتویٰ کتاب فضائل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے صفحہ ۳۶ تا ۵۱ پر موجود ہے۔

اور ایسے بدعتی کی نماز جنازہ جائز نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۵۳ مطبوعہ آرام باغ)۔ بلکہ بدعتی کا ادب و احترام کرنا بھی منع ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ وَقَرَ صَاحِبَ بَدْعَةٍ فَقَدْ آعَانَ عَلَى هَذِهِ الْإِسْلَامِ یعنی جس نے صاحب بدعت کا احترام کیا اس نے اسلام کو ڈھادینے میں مدد کی (شعب الایمان للبیہقی حدیث رقم: ۹۴۶۳، مشکوٰۃ حدیث رقم: ۱۸۹)۔

چودھویں صدی کے جید ترین علمائے کرام

ومشاخ عظام کے فیصلے

(۱)۔ حضرت غزالیؒ دورانِ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ

:

سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفضیل جمیع صحابہ کرام بشمول حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ کا مخالف سنی نہیں ہے۔ اس کی اقتداء جائز نہیں ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ فاسق کہنے والا ہرگز سنی نہیں ہے۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق واجب الاحترام ہیں۔ اس لیے ایسے شخص کی اقتداء

بھی درست نہیں۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ 9 اگست 1969ء

(۲)۔ استاذ المحدثین مفتی اعظم علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ علیہ الرحمہ :

جو شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دیتا ہے وہ گمراہ اور گمراہی پھیلانے والا ہے۔ وہ ہرگز اہل سنت سے نہیں۔ ایسے شخص کو امام بنانا ہرگز جائز نہیں۔ اور جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق کہتا ہے اور مطعون کرتا ہے وہ خود فاسق ہے اس کو امام بنانا گناہ ہے۔

واضح رہے کہ علماء اہل سنت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فاسق ہونے کی نفی کر رہے ہیں اور انکو کافر کہنا تو بہت بڑی بات ہے، اس سے یقیناً کہنے والا خود کافر یعنی ہو چکا ہے۔

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد عفی عنہ 11 اکتوبر 1969ء

(۳)۔ حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی علیہ الرحمہ :

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتانے یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق کہنے والا شخص بالکل بے دین ہے۔

فقیر احمد یار بدایونی نعیمی 23 اکتوبر 1969ء

(۴)۔ شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب علیہ الرحمہ جامعہ رضویہ :

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد امت مسلمہ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اولیہ پر اتفاق ہے۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل ثقہ اور صالح صحابی ہیں۔ سرور کائنات رضی اللہ عنہ کے گھر آپ کی حقیقی ہمیشہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ آپ بڑے عالم اور مجتہد صحابی ہیں۔ آپ کے لیے سرور کائنات رضی اللہ عنہ نے دعا فرمائی۔ آپ کی شان میں گستاخی کرنا اور آپ کو برا کہنا رفس ہے۔ ایسا شخص ہرگز ہرگز سنی نہیں ہے۔ اس کے پیچھے ہرگز ہرگز نماز نہ پڑھی جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم

غلام رسول غفرلہ قادری رضوی 31 اگست 1969ء

(۵)۔ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی علیہ الرحمہ :

اجماع صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت علیٰ جمیع

الصحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) پر ہے۔ اس اجماع کا منکر شد فی النار کی وعید کے تحت ہے۔ حضرت معاویہ ؓ کے مناقب مسلم الثبوت ہیں۔ انکی شان میں گستاخی کرنا اگر التزام کفر نہیں تو لزوم کفر میں ضرور داخل ہے۔ حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان ؓ کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے حضرت علی ؓ یاد گیر اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے دشمنی کی، انہیں سب و شتم کراتے یا کرتے تھے سراسر غلط، ضلالت اور جہالت پر مبنی ہے۔ جو نصر بن مزاحم، یونس بن خباب اور مرحوب وغیرہم جیسے رافضیوں کی روایات پر مبنی ہے۔ فرمانِ ذیشان آنحضرت محمد ﷺ ”اللہ اللہ فی أصحابی“ کوئی مسلمان نہیں بھول سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

محمد قمر الدین السیالوی غفرلہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

(۶)۔ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف :

تفصیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمیع اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے۔ اسکے خلاف کرنے والا مبتدع ہے۔ جسکی امامت مکروہ ہے اور کسی صحابی ؓ کی تفسیق توہین، مسلک اہل سنت کے خلاف اور بدعت ہے خصوصاً حضرت امیر معاویہ ؓ جن کے عادل و صالح ہونے کے لیے حضرت حسن ؓ کا خلافت تفویض کرنا پتین ثبوت ہے۔ ورنہ فاسق کو تفویض خلافت کرنا حضرت حسن ؓ کے شایان شان نہیں ہے۔

کتبہ فیض احمد مقیم آستانہ عالیہ گولڑہ شریف / الجواب صحیح

محمد فاضل چشتی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

(۷)۔ مناظر اعظم حضرت علامہ محمد عمر صاحب اچھروی علیہ الرحمہ :

سیدنا ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت حقہ کا منکر اسلام سے خارج ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان سے افضل سمجھنے والا بے دین گمراہ ہے۔ اور حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سب و شتم اور بکواس کرنے والا بھی اسلام سے خارج ہے۔

فقط محمد عمر اچھروی یکم محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

(۸)۔ حضرت علامہ مولانا محب النبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ :

اہل سنت و جماعت کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل سمجھنے والا گمراہ، فاسق و فاجر ہے اور فاسق و فاجر شرعاً واجب الایمانت ہے (یعنی ایسے عقیدے والے شخص کی عزت و تعظیم نہ کی جائے)۔ نیز حضرت امیر معاویہ ؓ کو برا کہنے والا بھی اہل

سنت سے نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ مذہب اہل سنت حضور ﷺ کے کل صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا سراپا
عدل و حق ہونا امر مسلم ہے۔ فقط، محب النبی

(۹)۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ صاحب ازہری:

جو شخص سیدنا حضرت علیؑ کو حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بہتر کہے
وہ سنی نہیں اور ایسا شخص محب حضرت علیؑ بھی نہیں۔ چنانچہ صواعق شریف میں امام ابن حجر
فرماتے ہیں: (ترجمہ) جس بات پر ملت کے بزرگ اور امت کے عالم متفق ہیں وہ یہ ہے کہ اس
امت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اور
حضرت امیر معاویہؓ حضور ﷺ کے مقدس صحابی اور نزدیکی رشتہ دار ہیں۔ صرف پانچ واسطوں
سے ان کا نسب نبی کریم ﷺ کے نسب شریف سے جا ملتا ہے۔ یہ کاتبِ وحی اور حضور ﷺ کے
سالے ہیں۔ ان کے جنتی ہونے کی نوید قرآن مجید نے دی۔ وہ مجتہد صحابی ہیں۔ حضرت امام
حسنؓ نے اپنی خلافت ان کو دی اور آپ خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ اب حضرت امیر
معاویہؓ کو جو شخص برا کہتا ہے وہ درحقیقت حضرت امام حسنؓ کو برا کہتا ہے۔ ایسا شخص رافضی یا
خارجی ہے اور کبھی بھی ایسا شخص اہل سنت سے نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ صحابہ اور اہل بیت رضوان
اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے یہی لوگ عداوت رکھتے ہیں۔ سنی تو ان دونوں (صحابہ اور اہل بیت
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے محبت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم فقیر عبدالمصطفیٰ ازہری

(۱۰)۔ حضرت صاحبزادہ پیرمیاں جمیل احمد صاحب شرچوری:

مجھے علماء اہل سنت کی مذکورہ بالا تحقیقات و تصدیقات سے پورا اتفاق ہے اور یہی حق و
صواب ہے۔ یعنی تفصیل شیخین، احترام و اکرام جمیع اہل سنت کا مسلک ہے بالخصوص حضرت امیر
معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واجب التعظیم صحابی رسول اکرم ﷺ ہیں۔ اور منکر اہل سنت سے خارج
ہے اور لائقِ امامت نہیں۔ میاں جمیل احمد شرچوری نقشبندی مجددی

ان تمام بزرگوں کی مفصل تحریریں کتاب فضائل حضرت امیر معاویہؓ کے صفحہ ۴۶
سے لیکر صفحہ ۵۱ تک پر موجود ہیں۔ جسکے مصنف رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود
صاحب ہزاروی علیہ الرحمہ ہیں۔

آخر میں ہم تفضیلی رافضیوں سے پوچھتے ہیں کہ افضلیت شیخین کا عقیدہ رکھنے والی پوری امت پر تمہارا کیا فتویٰ ہے؟ اور اسکی کیا دلیل ہے؟ ثانیاً ہم یہ بھی پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی خارجی مولاعلیٰ کو صرف سیاسی خلیفہ کہے اور روحانی خلیفہ نہ مانے تو تمہارا اس عقیدے والے پر کیا فتویٰ ہوگا؟ ایسے شخص پر جس قدر تم ملامت کرو گے اور اس پر جس قدر منافقت کا الزام لگاؤ گے اس سے اسی گنا تم خود ملامت اور منافقت کے فتوے کے حق دار ہو۔ اگر ایسی بات کہنے والا شخص خارجی ہے تو پھر تم یقیناً رافضی ہو۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ

خُصُوصًا عَلَى خُلَفَائِهِ الْأَرْبَعَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ

وَعَلَى جَمِيعِ أُمَّتِهِ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ أَجْمَعِينَ

☆.....☆.....☆



WWW.NAFSEISLAM.COM